U25737.

11-12-09

Title - BAYAZ NAUHAJAAT MATEEN (Part-1).

Creator - Meer Asad Ali Khan Mateen.

Publisher - Matba Isna Ashri (Delhi).

Date - 1924

Pages - 400

Subjects - Tareekh Karbala - Manzoom; Waqeyaat Karbala; Tareekh Islam.

بیاض نوحہ جات متین



جلد اول

کئی سو جگر خراش نوحوں کی مقبول کتاب

جو سنہ ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء میں

سید صغیر حسن شمس زیدی الواسطی نے

اپنے اثنا عشری پریس [illegible] چھپوا کر شائع کی

اعلانِ واجب الاذعان

مشہور و معروف مداح و ذاکر خامسِ آلِ عبا نواب استطاب میر اسد علی خاں صاحب متین کی یہ وہی جلد آپ حضرات کی خدمت میں چھٹی مرتبہ پیش کیجاتی ہے جو اس سے قبل دو دو ہزار کی تعداد میں پانچ مرتبہ طبع ہو کر خراجِ قبولیت حاصل کر چکی ہے جب تک میر انیس و مرزا دبیر اعلی اللہ مقامہم کے نام ہمارے نامی و آسمانِ گرامی فلک مرثیہ گوئی پر آفتاب و ماہتاب بنکر چمکتے رہیں گے۔ نوحہ گوئی کی دنیا میاں متین مرحوم و مغفور کے کلام کی جوت سے جگمگاتی رہے گی۔

اس جلد کا حق طباعت **مطبع اثنا عشری** دہلی کو حاصل ہے اسلئے کوئی صاحب اسکے چھاپنے کا قصد نہ فرمائیں ورنہ نفع کے بجائے نقصان شدید اٹھانا پڑے گا۔

مزید فضل ایزدی یہ شاملِ حال ہوا کہ مصنف ممدوح کے خلف و جانشین سیف العلما حضرت مولانا و مقتدانا مولوی میر **سلطان حسین** صاحب قبلہ واعظ و ذاکر مظلوم کربلا علیہ التحیۃ والثنا کی وساطت سے دوسری جلد بھی چھپ گئی ہے جو جلد اول ہی کی طرح سفید کاغذ پر چھاپی گئی ہے جس میں خصوصیت سے وہ نوحہ بھی درج ہے جس کی بنا پر چند خوارج دشمنانِ محمد و آل محمد و جہنم کے کندوں نے مرحوم کو ایک جنگل میں نماز جنازہ کے بہانے سے بلا کر شہید کر دیا تھا۔ اس جلد کی قیمت عوام کے رفاہ اور مرحوم کے ایصالِ ثواب کے لئے صرف دس آنہ رکھی گئی ہے اور ہماری معرفت مل سکتی ہے۔

سید صغیر حسن شمس زیدی الواسطی دہلوی

ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاؤه جهنم

در بیان ماتم حسرت انجام تذکرهٔ شهدای آفاق نظام حضرت امام حسین علیه السلام جگر خراش

بیاض نوحه جات
متین

من تصنیف شاعر بے نظیر و عالم دین پناه میرزا سید علی حسن صاحب المتخلص به متین

در مطبع اثنا عشری دهلی طبع شد

گئی وہ قوت و طاقت گیا وہ زور اور حشمت
ہوا ہیں آج بیچارہ محمد مصطفیٰ ہے ہے
تری جا ہو گئی خالی رہا سر پر نہ کوئی والی
ستائیں گے مجھے اعدا محمد مصطفیٰ ہے ہے
کہوں کیا جا کے زہرا کو کہ بتلاتا ہوں بابا کو
یہیں مر جائے گی دکھیا محمد مصطفیٰ ہے ہے

نوحہ

ادھر تھا وہ جنگ کا طور ادھر محمد مصطفیٰ ہے ہے
ہوا وہ حضرت والا محمد مصطفیٰ ہے ہے
علی مرتضیٰ رو کر نہایت مضطرب ہو کر
یہ کہتے تھے کہ مرتے ہیں جانا محمد مصطفیٰ ہے ہے
ظہور امر ربانی ہے شہود حکم سبحانی
مرے مولا مرے آقا محمد مصطفیٰ ہے ہے

دنیا سے اٹھے ہے سلطان ہدایت کے
اب دیکھیے کیا ہوں گے سامان ہدایت کے
کیا دور رسالت وہی کیا خوب نبوت کی
صدقے ہیں شریعت کے قربان ہدایت کے
کیا خوب کیا تازہ گلزار خلیل اللہ
موسیٰ کی طرح لائے فرمان ہدایت کے

نہ آئے گا فرشتہ اب نہ آئیگا پیام رب
یہ تھا سب مرتبہ تیرا محمد مصطفےٰ ہے ہے
ہوئی طاقت کہاں آگے بیاں کچھ جو ہوا کے
یہی تھا حشر واں برپا محمد مصطفےٰ ہے ہے

نوحہ دیگر

بہت سر پیٹیگی نہ جیوگی نہ جیوگی
یتیم اب ہوگئی زہرا محمد مصطفےٰ ہے ہے
یہ آفت کیسی آئی ہے ہوئی تم سے جدائی ہے
اسی غم نے مجھے مارا محمد مصطفےٰ ہے ہے
تری وہ شان اور شوکت شہ عرب نبیا حضرت
ملی سب خاک میں بابا محمد مصطفےٰ ہے ہے

گم ہو گئے یوسف کنعان اہل بیت
پھرتے ہیں بے قرار عزیزان اہل بیت
مور ضعیف کی طرح بیتاب کیوں نہیں
رخصت ہو جہاں سے سلیمان اہل بیت
سر پہ رہا جو ہاتھ سے نہ وہ تاج احمدی
دامن تلک پہنچ کے گریبان اہل بیت

الہام کی بھی طاقت و یہ کمال قدرت
کیا ڈھنگ بتاتے ہیں آسان ہدایت کے
تاب جو ہوا جنتی اسکی بھی خطا بخشی
بے شک تھا وہی شاہا شایان ہدایت کے

نوحہ دیگر

گھر بار بھی چھوڑا پر حق سے نہ منہ موڑا
قائم کئے عالم میں ارکان ہدایت کے
پیچھا نہ کیا ہم پاس مطلق نہ کیا وسواس
ممنون ہیں سب اس سے احسان ہدایت کے
عیسیٰ نے کہا احمد موسیٰ نے کہا ما...
ثابت ہیں اسی سے تو برہان ہدایت کے



بستی بسی ارم کی مدینہ اجڑ گیا
سردارِ اہلِ بیت ہوا وامحمدا
بے نور ہو گئی یہ زمیں گر چہ پل سے
گل ہو گیا چراغ ہدا وامحمدا
ہے ہے یتیم ہو گئے حسنین و فاطمہ
بیکس ہوئے ہیں شیرِ خدا وامحمدا

روتے ہیں آج اہلِ صفا وامحمدا
کرتے ہیں یوں فغان و بکا وامحمدا
یا ایہا النبی و یا خاتم الرسل
ہووے سلام تم پہ سدا وامحمدا
خالی کیا جہاں لیا خلد میں مکاں
مکہ مدینہ سونا ہوا وامحمدا

اب کون انکی سمت کریگا نگاہِ لطف
القصہ بس فقط ہے نگہبان اہلِ بیت
تم کی طرح سے بخشے الفت کی بھی خطا
غم میں ہوا ہے ان کے مہمانِ اہلِ بیت

نوحہ جنابِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کفر و نفاق و شرک مٹایا جہان سے
نام خدا یہ کام کیا واحمدا
طائف گئے جناب ہدایت کے واسطے
واں پر بھی دیکھا جور و جفا واحمدا
قربان صبر و حلم کہ با وصف صد ستم
کیسا قرار حق پہ رہا واحمدا

دندان ہوئے شہید رہ حق میں آپ کے
کس جرم پر یہ ظلم کیا واحمدا
وہ ساق پاک کرتے تھے طے راہ حق درست
افسوس اسکو زخمی کیا واحمدا
اے کاش راہ حق میں جو ثابت قدم رہے
آنکھوں سے میں لگاؤں وہ پا واحمدا

حسرت سے دیکھ دیکھ کے سوئے حرم یاس سے
رو رو کے دیتے ہیں یہ صدا واحمدا
برکت جہان سے اٹھ گئی اسواسطے کہ آپ
تھے رحمت خدا بخدا واحمدا
تیرہ برس وطن میں رہے ظلم ہی سہے
آخر کو ترک مکہ کیا واحمدا

کہتی ہے فاطمہ کہ ہوئی آج میں یتیم
سر پر مرے پدر نہ رہا وا مصیبتا
شہزادی میں جہان کی تھی آج تک ہی
اب میرا سارا زور گھٹا وا مصیبتا
اب زندگی مری نہیں ہوگی جہاں میں
ایسا ہے دکھ پہ میں نے سہا وا مصیبتا

یارو قیامت آج پڑی دو جہان میں
سر پیٹتے ہیں شیر خدا وا مصیبتا
کہتا ہے جبرئیل بدرگاہ کبریا
میرا حبیب جگ سے گیا وا مصیبتا
حسنین دونوں روتے ہیں آپس میں یک دگر
نوچیں ہیں زلف کرکے بکا وا مصیبتا

کیا کیا مصیبتیں سہیں امت کے واسطے
الفت پہ آپ کی ہیں فدا وا محمدا

نوحہ دیگر

حضرت نبی جہان سے اٹھا وا مصیبتا
سر آج فاطمہ کا کھلا وا مصیبتا

حسینؑ میں اب نوحہ گر کچھ بول اے شفیق پدر
کہتے ہیں نانا کیا ہوا ہے ہے نبی ہے ہے نبی

بس اے عطا طاقت کہاں لکھے جو اسم کبریا
عالم میں یہ غل مچا ہے ہے نبی ہے ہے نبی

نوحہ دیگر

اے خاتم پیغمبراں میں پاؤں تاب کہاں
سر پر سے میرے اٹھ گیا ہے ہے نبی ہے ہے نبی

میں تیرے صدقے ہو گئی کچھ بول تو منہ موڑ دی
قربان ہووے فاطمہ ہے ہے نبی ہے ہے نبی

اس یتیم خستہ کو اٹھ گئی آج وہ
کیوں چپکے ہو گیا ہو گیا ہے ہے نبی ہے ہے نبی

کیا مجھ سے ہو بیان عطا نالۂ حزیں
کہتے ہیں سارے ارض و سما وا مصیبتا

نوحہ دیگر

ہائے تھی زہرا پکارے ہے نبی ہے ہے نبی
عالم اندھیرا ہو گیا ہے ہے نبی ہے ہے نبی

پاس مجھے تم اپنے بلا لو داغ جدائی بابا مت دو
ورنہ گھٹی ہے ہر دم رو رو کے ہے بابا ہائے ہے بابا
تھا مرا جینا تم سے دم ہے اور مری عزت بابا جان
بن تیرے جینا جی پہ ہوا دو بھر ہائے بابا ہائے بابا
پھر تیرے پیارے دونوں نواسے روتے ہیں پُرحال و زار
ان کی تشفی میں کروں کیونکر ہائے بابا ہائے بابا

مجھ دکھیا کی کون خبر لے آج نہیں ہیں بابا جان
کیسی پڑی یہ سر پہ آفت ہے ہے بابا ہائے ہے بابا
آج نہیں ہے اماں سر پر صبر کروں میں دل کیونکر
ڈھونڈوں کہاں میں تم کو جا کر ہائے بابا ہائے بابا
کون مری غمخواری کرے گا دیکھے والا سب کچھ میں
ظلم کریں گے دشمن مجھ پر ہائے ہے بابا ہائے ہے بابا

فاطمہ بولی خاک اڑا کر ہے ہے بابا ہائے بابا
تم بن آفت ہو گی مجھ پر ہے ہے بابا ہائے بابا
کس سے کہوں گی اپنی مصیبت ہو گی جسم پہ جو کلفت
زندگی ہو گی میری کیونکر ہائے ہے بابا ہائے بابا
رکھتے تھے تم آنکھ سے اوجھل ایک گھڑی بھی مجھ کو نہیں
آج چلے ہو چھوڑ کے کس پر ہے ہے بابا ہائے بابا

اماں کی طرح عید کو نہلا کے ہمیں کون گود میں بٹھا کر
کنگھی کرے گا زلف میں پہنائے گا کرتا افسوس صد افسوس

پھر نعش سے چادر کو اٹھا منہ سے ملا منہ پہ جو زاری
حسنین کہہ کے کہتے تھے سر پیٹ کے بابا افسوس صد افسوس

اب کون ہمیں پیار کرے چھاتی لگا کر روتے ہیں بلک کر
اشک آنکھوں میں حال ہے بے چین ہمیں کچھ نہ سجھائی افسوس صد افسوس

اماں سے گلے جا کے یہ جنت میں ملیں گی کس شوق سے بھائی
ہم رہ گئے اس گھر میں یہی بچے تنہا افسوس صد افسوس

نانا کے الم سے ابھی فرصت نہ ملی تھی روتے تھے ہمیشہ
پھر داغ ہمیں مادر کا اب دیکھنا آیا افسوس صد افسوس

اب کون ہمیں پالے گا ماں کی طرح سے با منت لطف و کرم
چھاتی سے لگا کون ہمیں دے گا دلاسا افسوس صد افسوس

آہ ہم کیوں کیا حیدری رو رو تاب نہیں اب ہے جگر کو
جیسے کہ زہرا کہتی تھی رو رو کے بابا ہی بابا

نوحہ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام

کہنے لگے رو رو کے حسن بھائی حسینا افسوس صد افسوس
دنیا سے سفر کر گئیں اب فاطمہ ہا افسوس صد افسوس

تو نہ پاسکتی کبھی جینے نہ دیتا سوزِ زاری خاتونِ قیامت
سفینہ سے کہا یوں ہی مری مخدومہ سدھاری خاتونِ قیامت
اسما کہا پانی ابھی مانگا تھا مجھ سے اور غسل کیا تھا
اک آن میں بس مر گئی حمزہ کی پیاری خاتونِ قیامت
سنتے ہی حسنین چلے گھر میں لگے کہنے اسما سے کہ اسما
کیوں سوتی ہیں یوں اور غم پہ ہماری خاتونِ قیامت

پالے گا ہمیں سب پہ بتا اس درد سے اب کون بنتِ پیمبر
جس طور سے ہم کو تھیں غمخواری ہمیشہ افسوس صد افسوس
اے حیدری اب دل کو سکتا ہے کہاں ہے کیا تجھ کو بتاؤں
پھٹتا ہے جگر کیونکر لکھوں حال وہ شاہا افسوس صد افسوس

نوحہ دیگر

اور ایک طرف زینب و کلثوم اڑا خاک کی حالِ پریشان
کہتی تھیں غضب ہم سے یہ دیکھا نہیں جاتا افسوس صد افسوس
اور ایک طرف شیرِ خدا باولِ مضطر آنکھوں میں بھر آنسو
کہتے تھے کہ ویراں ہوا گھر آج نبی کا افسوس صد افسوس
سینے سے مٹا تھا نہ ابھی داغِ پیمبر اے وائے مصیبت
تم بھی چلیں بی بی مجھے داغ یہ کیا افسوس صد افسوس

بی بی نقصان ہو گیا کچھ بھی یاد آنے سے ڈری
زینب کی بھی پچھڑے ہے غم سے میری مادر فاطمہ
حسینؑ سے حالت بری اپنی بنالی سکھ مری
ہیں دو نو کھانی نوحہ کرتے ہے میری مادر فاطمہ
افسوس میں جیتی رہی اور رہا سے اور مر گئی
اے خیر خیر البشر اے میری مادر فاطمہ

نوحہ

روتی تھی زینب پیٹ سر اے میری مادر فاطمہ
ہائے ہے گئی جاگ کے گذرے اے میری مادر فاطمہ
اے بنت ختم الانبیاء اس وقت تم کو کیا ہوا
خاموش ہو گئیں اسقدر اے میری مادر فاطمہ
بابا کی خاطر تھا بجا آخر کو اپنا جی دیا
تم گئیں آخر سفر اے میری مادر فاطمہ

فضہ سے کہا بولی کہ بہنیں بی بی بی بی مر گئیں
دنیا سے سدھاری وہ تم و درد کی ماری خاتون قیامت
حیدر نے بھی یوں نعش پہ فریاد و فغاں کی اب دیکھیے کیا ہو
ہے زخم پہ فرقت کا مرے سینہ پکاری خاتون قیامت
جب لیچلے تابوت تو کہنے لگی زینب پیٹ کے نالاں
کیسی ہمیں دکھلائی ہے اب تیرے سواری خاتون قیامت

اب کون رہا ہو تسلی جو کریگا شفقت کی نظر سے
بن باپ کے جیتے نہیں ہم ہو بہت ایذا اے فاطمہ مادر
افسوس کوئی سر پہ نہیں اپنے رہا ہے غم ہم کو بڑا ہی
جز خالق اکبر نہیں اب کوئی ہمارا اے فاطمہ مادر
اب آگے بیاں ہو نہیں سکتا یہ مضمون الم غم سے ہی مخزون
ہر بار یہی کہتے تھے حسین خدا اے فاطمہ مادر

ہم دو یتیموں کا ٹھکانا تھا ابا تم ہو گئیں پہلے
کیوں ظالمیں ہیں آپ نے چھوڑا ہمیں تنہا اے فاطمہ مادر
ہیں دو یہ جہاں آنکھوں میں تاریک ہمارے بن آپ کی اے ام
ہرگز نہیں چھوڑے تھے ہمیں جیتا اے فاطمہ مادر
کیا ہے جو گلے سے نہ لگاتیں ہمیں کیوں چپکی پڑی ہو
کیوں ہم سے خفا ہو گئیں تقصیر ہوئی کیا اے فاطمہ مادر

زینب کے نوحہ پر عطا کے حشر پا ہوا
کبھی تھی گر کر خاک پر اے میری مادر فاطمہ

نوحہ دیگر

حسین گھر سے کہتے تھے برادر زہرا اے فاطمہ مادر
ہم جائیں کہاں کر کے ہم بیتوں کو تنہا اے فاطمہ مادر

نوحہ

افسوس آج قتل ہوا مرتضےٰ علی
ہو کر شہید جگ سے گیا مرتضےٰ علی

کہتے ہیں یوں حسین و حسن اپنا پیٹ سر
سر پر سے اپنے آج اُٹھا مرتضےٰ علی

رو دینگے ہاں کہ ہم کو تسلی کرے گا کون
سر پر ہمارے اب نہ رہا مرتضےٰ علی

پوچھے جو کوئی ہم سے تو اس سے کہیں گے آج
ہم ہو گئے یتیم موا مرتضےٰ علی

کہتا حسن ہے بعد ترے دشمنان دیں
دیویں گے مجھ کو زہر پلا مرتضےٰ علی

کہتا حسین ہے ترے مرجانے سے پدر
کاٹیں گے سب یہ میرا گلا مرتضےٰ علی

کے بابا یہ بتاؤ کدھر جاؤں کیا کروں
کس کو پکاروں گھر کے ہیں یا مرتضیٰ علی

ہے غلغلہ زمین سے یہ آسماں تلک
مارا گیا ہے شیر خدا مرتضےٰ علی

حضرت نبی سے عرض یہ کرتے ہے جبرئیل
تیرا وصی جہاں سے گیا مرتضےٰ علی

بولا کہ بھائی ہو گیا ٹکڑے مرا جگر
ہے ہے وہ طشت لا کے دکھایا حسین کو
بولا حسین پیٹ کے سر دیکھ سوئے چرخ
اے چرخ تو نے کیا یہ دکھایا حسین کو
اے کاش آج زہر سے کٹتا مرا جگر
بدلے حسن کے کیوں نہ پلایا حسین کو

جب ہی حسن نے ہائے بلایا حسین کو
رو رو گلے سے خوب لگایا حسین کو
قاسم کا ہاتھ سونپ کے بھائی کے ہاتھ میں
پھر آہ سوزناک سنایا حسین کو
سونپا ہاتھ میں ہیں قاسم مظلوم بے پدر
پھر بولا یہ کہیو بار خدایا حسین کو

افسوس آج ساقی کوثر ہوا شہید
ہے ہے ستون دین گرا مرتضیٰ علی
خاموش ہے عطا کہ نہیں تاب گفتگو
رو رو اور پیٹ کر کے بکا مرتضیٰ علی

نوحہ حضرت امام حسن علیہ السلام

روئے حسینؑ نعش پہ بھائی کی اے عطاؔ
مر کے بھی مجتبیٰؑ نے رلایا حسینؑ کو

نوحہ حضرت مسلم علیہ السلام

قیدِ مسلمؑ پہ مچا تھا شور بپا شاہِ بیکس کے بیکس حراول
مار کر تم کو لیا ہائے کیا شاہِ بیکس کے بیکس حراول

کوفیوں نے کہو کیا دغا کی شامیوں نے کہو کیا جفا کی
تیرے پردیس میں گذری کیا کیا شاہِ بیکس کے بیکس حراول

کیسے اعدا نے گھر سے نکالا کس طرح تیرے بچوں کو مروا ڈالا
تیر مارا گیا کیسا تنہا شاہِ بیکس کے بیکس حراول

کوفیوں نے بلا کر دغا کی شرط اسلام کی کیا ادا کی
پھر گئے کیسے سب اہلِ کوفہ شاہِ بیکس کے بیکس حراول

دیا دعوت میں اُن نہ پانی شرط نبھانیت نہ جانی
بھیج میدان مارا اچھالا شاہِ بیکس کے بیکس حراول

کیوں نہ تجھ سے ستم تھا بچانے کیوں چلا دی کا نہ سمجھا
گھر بلا کر کیا ظلم ایسا شاہِ بیکس کے بیکس حراول

نوحہ دیگر

[illegible]

رکھے قرباں میں جاؤں کہاں ہیں قدم پاؤں
نہ پہنچا تجھ تلک شاہا مرے بھائی مرے آقا
نہ آتا اسطرف شاہا پھرے ہیں تجھ سے سب اعلا
کریں اسکے ظلم برپا مرے بھائی مرے آقا
نہ کچھ وحشیان تم اسکا جو ہم مر گئے تو کیا
رکھے خالق ہمیں جیتا مرے بھائی مرے آقا

صبا کہیو مدینہ جا مرے بھائی مرے آقا
ترا میں ہو گیا فدیہ مرے بھائی مرے آقا
نہ کوئی یاور و ہمدم نہ کوئی مونس و محرم
فدا ہوتا ہوں میں شاہا مرے بھائی مرے آقا
ترا بھیجا میں آیا تھا مجھے سب نے بلایا تھا
پھرے سب قول سے اعدا مرے بھائی مرے آقا

پھرے یہ چرخ بد نقاش پھرتے ہیں کرنے تلاش
تیغ بکف جاں ستاں طوعہ میں دبی ہوں
کیونکہ میں چپ سے سر سوچ سکے یہ الحذر
قاصد شہ کا یہاں طوعہ میں پڑی ہوں

نوحہ دیگر

ان کوفیوں کے ہاتھ سے میں مجھ سے غافل ہوا کے وطن سے
بن مر گئے اس وقت نہیں اب مجھے چارا افسوس صد افسوس
ہانی نے فقط ساتھ دیا ہے مرا سر دم اور جان فدا کی
اور منحرف اس شہر میں ہے کوفی سارا افسوس صد افسوس
وہ وارث کے جو ہمراہ ہیں یا بچے وطن کیا گذرے گی انپر
ہو دیکھا مرا قتل یہ کس طرح گوارا افسوس صد افسوس

نوحہ

کوفے میں جو ہی مسلم مظلوم کو مارا افسوس صد افسوس
ہر ایک ملک روکے فلک پہ سے پکارا افسوس صد افسوس
کہتے تھے کہ تھا نام حسین ابن علی کا اسوقت زبان پر
سر ظالم بے پیر نے جب تن سے اتارا افسوس صد افسوس
کہتا تھا مسافر وہ کہ یا حضرت شبیر جاتا ہوں جہاں سے
واللہ کہ میں تشنۂ دیدار تمہارا افسوس صد افسوس

مرتے قربان میں ہو کر جو جاؤں خلد کے اندر
یہی احسان ہے تیرا مرے بھائی مرے آقا
اگر سو سر ہوں مسلم کے تو کرتا وہ فدا تجھ پر
شہادت میں مزا پایا مرے بھائی مرے آقا
عطا مسلم یہ کہتا تھا جو مارا اوس نے اک تیغ
یہی کہہ کہہ کے دم نکلا مرے بھائی مرے آقا

یہ ہو رہے ہیں گردش افلاک سے جو دن بے دم ابھی نہیں
بے دم نہ کر ورنہ تو انھیں تلوار دکھا کے اے کافر بیداد
کرتے تہ اتار انکے گلا تو انھیں عریاں مت خاک پہ بچھا
بستر تھا سدا انکے لئے دامن حیدر اے کافر بیداد
غصہ سے نکال اپنے تو دیدۂ پر خوں یہ جانتے ہیں سبھی
قاتل ہوا انکا یہ ہیں جان پیمبر اے کافر بیداد

کیوں کھینچتا ہے زلفوں کو ان بچوں کی ہر دم کر خوف خدا کا
لیتا ہے یہ بال انکا عبث آج تو سر پر اے کافر بیداد
یہ درد یتیمی میں گرفتار ہوئے ہیں مرنے سے پدر کی
کیوں انکو دکھاتا ہے تو اب کھینچ کے خنجر اے کافر بیداد
لازم ہے تجھے انکی یتیمی پہ کرے رحم اور قتل سے باز آ
ہیں برج ولایت کے یہ دونوں مہ انور اے کافر بیداد

مسلم کو محبت تھی شہ دیں سے تو ناحق تھا کسی کی بانہم
دنیا سے چلا حضرت شبیر کا پیارا افسوس صد افسوس

نوحہ پسران حضرت مسلم علیہ السلام

حارث کی یہ زن بی بی نے کہا ستمگری نہ کرے اے کافر بیداد
یہ طفل ہیں معصوم ہیں تو رحم کر انپر اے کافر بیداد

کرتے تھے ستم قتل بہت ہنستے تھے اس قاتل جفا جو
اے ہم ان سعدوں پر بھی ذرا کرنا تھا وہ ظلم دردا و دریغا
تلوار بھی قاتل نے سینے سے قتل نکالی جس وقت کہ سر سے
ہاں بال سکے گلے سے تھے مظلوم برادر دردا و دریغا
الکہ وہ قاتل اچھی کہتے تھے نظر کرتے تھے جو دل گا ضم
ہر یاس ہم انجمن تھی تن دونوں جسم دردا و دریغا

مسلم کے جو دو طفل تھے تنہا لعین عمر دردا و دریغا
پہ واقعہ مسلم کے ہیں قتل سے کچھ کم دردا و دریغا
جس نے یہ سنا سا تحیر سے اپنا کو فہمیں وہ بولا
سر اک کے کہار دو بانیون وہ ماتم دردا و دریغا
رسی کا ہمیں باندھا تھا ملعون ستمگار دو طفل کے
جاری تھا لہو چہرون سے اور جسم تھی پہ دم دردا و دریغا

دنیا سے گئے ہاتھ سے تو دین گئے ہیں میں یہ بات
سمجھاتی ہوں دل سوزی میں و بجلی کر کے کافر بیدرد
القصہ کیا قتل نہیں اس کے تئیں پھر بھی
ہر چند وہ کہتی رہی با حالت مضطر کافر بیدرد
اے حیدری یہ فعل ہوا جو سکا جو کچھ حالت تھی
حارث نے کہا تم نے کیا کر سے پھر کافر بیدرد

کوفہ میں لوٹا گیا سارا اثاثی تھی بنت زہرا بے ردا شام
سر سے شاہ کا چھٹ گیا چھٹ جانے کیا یا صد حسرت و افسوس

سمجھا تھا وطن میں ہم سب لوگ وطن کے ہم وطن ناتواں
پھر چلے کے مدینہ میں سر پیٹا دکھایا یا صد حسرت و افسوس

پھر رات میں گلا رکھی تھی ہم ظالم نے تھی ناقہ پہ تھم کے
ان پہ کیوں آج ہے کیوں ان سے چھپایا یا صد حسرت و افسوس

زخم اسکے تو سہے سے کروٹ لگی تھی پیاس سے تھی ہم
سر پہ سے اٹھا شیر الٰہی کا بھی سایہ یا صد حسرت و افسوس

جسطرح لگائی سر حیدر پہ ضربت شمر کی دشمن نے دین
گودکا پالا یوں ہی بانو کے زہرا پہ لگایا یا صد حسرت و افسوس

نانا کا روضہ چھٹ گیا اور کبھی رو بانالہ و زاری
بابا کے بھی تابوت پہ یوں بکو رلایا یا صد حسرت و افسوس

سر کاٹ کر ان ولی کا جب لے گیا قاتل جفاکار و دغا
ناقل ہوا اس بزم میں بنت حیدر کا ماتم در در و اقرباء

نوحہ دیگر

بیٹوں کے بچوں کی بابا کا تابوت اٹھایا یا صد حسرت و افسوس
یوں زینب و کلثوم نے بنت سب نوحہ پڑھا یا صد حسرت و افسوس

نوحہ

ہائے تھی زینب یہ بولی مصطفیٰ ہائے بابا ہائے بابا
تیغ لگی یہ کیسی سر پر ہے ہے بابا ہائے بابا
سر چڑھا دو نیزے پہ ہائے خون میں چہرہ ڈوبا ہائے
حال تیرا یہ کس نے کیا ہے ہے ہے بابا ہائے بابا
مجھ کو سمجھ نہ آئے احمد ظلم کیا یہ کیسا بے حد
آج کہاں ہیں نانا محمد ہے ہے بابا ہائے بابا

غم سے ماں کے اٹھ کر ہم رکھتے تھے ای چشم پر نم
مر گئے ہیں سب گھر میں پیدا ہم ہائے بابا ہائے بابا
کس کو مصیبت اپنی سناؤں کس کو یہ اپنا حال دکھاؤں
پوچھو کہاں اب بیٹی جاؤں ہے ہے بابا ہائے بابا
یک طرف کلثوم ہے بھی ہائے گئی قیامت ہوئی کیسی
لٹ گئی وہ دین نبی کی ہائے بابا ہے ہے بابا

ہائے عرب اور عجم کا تھا تجھ سے روشن یثرب بطحا
ہائے ہوا اندھیرا سر پہ کیسا ہے ہے بابا ہے ہے بابا
آج مدینہ ہو گیا ویراں اٹھ گیا تجھ سا دین کا سلطاں
ہو گئے ہم اب بے سر و ساماں ہے ہے بابا ہائے بابا
ایک طرف شبیر و شبر بیٹھے تھے رو رو کر خاک اڑا کر
دشمنوں میں ہم ہو گئے تنہا ہائے بابا ہے ہے بابا

چھاتی سے لگا کر تھے جو دیتے دلاسا کبھی چلا کے پڑے
مرتے ہیں تمہارے سبھی سو آج تماشا ہے ہم مر گیا بابا
فردوس کو جاتے ہو یہاں ہم کو نہ چھوڑو از رہ بیمار
سر پیٹتے ہیں ورنہ کوئی تھا ہی ... ہے مر گیا بابا
پیارے دیکھتے ہیں کہ سب بچوں کی ہلاکت ان کی تماشا
کیا غضب ہے کہ سر پہ ہمارے ہے مر گیا بابا

تھا باغ رسالت کا وہ اک سرو خراماں بے جان ہے
دریائے ولایت کا تھا اک گوہر غلطاں ہے ہے مر گیا بابا
ہم زہر دیا کس نے کلیجہ ہوا ٹکڑے اے شافع محشر
تھا کون عدو جس نے کیا سبط پیمبر سے ہے ہے مر گیا بابا
ہم بیکسوں پر اس کو تئیں رحم نہ آیا ہے وا مصیبت
کلثوم اور علی کا چہیتی میں بلایا ہے ہے مر گیا بابا

اب کون کیا کہیں ... [illegible] ... چلے ورد
اور دفن کے دو دن ... [illegible] ... بابا ہی ہی بابا

نوحہ دیگر

سر پیٹ لوں کہنے لگی تھا شمنا شاد ہے ہم مر گیا بابا
مرنے سے تمہارے خانۂ دل ہو گیا برباد ہے ہے مر گیا بابا

سایہ بو تراب اٹھ گیا سر سے سب بے کسوں کے وارث
اک رہ گیا شبیر سو بے ناصر و یاور مسموم برادر
ہیں دشمنوں کے تیر جگر خستہ پہ چارے اس ظلم پہ ستمگر
کرتی ہے فغاں قبر میں زہرا تری مادر مسموم برادر
پیاسے ہوئے الماس کا پانی جو پیا تھا غافل ہی کیا
آرام کیا قصر زمردی میں جا کر مسموم برادر

نوحہ

کلثوم فغاں کرتی تھی یوں نعش حسن پر مسموم برادر
اس تیر سے ہر اک رگ کے صدقے گئی خواہر مسموم برادر
کیا زہر تھا قاتل کہ جگر ہو گیا پارہ سب طشت پر آیا ہو
نیلا ہے بدن سبز ہوا ہے رخ انور مسموم برادر
وہ زہر کھلا آج کہ پینا تجھے سم تھا اس واسطے نانا
لیتے تھے سدا بوسے ترے منہ کے برابر مسموم برادر

ان ظالموں میں رہ گیا تنہا وہ غریب نائب حیدر
دشمن نے مجھے چھوڑ دیا اب ہیں سگے قابو ہمیں پایا
چھپیاں کھڑی سر پیٹتی ہیں بادل مضطر اور روتی ہیں آپاں
تم مر گئے ہیں اب کس کی تشفی کروں کیونکر کہ ہی مرے بابا
اب حیدری دلا کے کہاں تاب ہے عزیزو جو وہ دیکھے بیٹا
جس طرح سے قاسم کے تھا غش روروہی مرے بابا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تالوں سے چھٹے تھے جہاں تب بھی نہ کیا احسان
یا اکبری کیونکر سر پہ ستم کے پہاڑ ہے
زنداں سے نکال کے لاؤ شہ سے یہاں کے
جیا سے نہیں قضا کے ستم کے پہاڑ ہی
نصیب یا وطن پایا ہے ہم نہیں پایا
[illegible] سر ستم کے پہاڑ ہے

کس طور سے پوچھے پردیس میں پایا ہے
بیمار و زار اٹھاؤ سر ستم کے پہاڑ ہے
کس کا نہیں مارا قصہ [illegible] سارا
کس طرح چھڑے سے وہ سر ستم کے پہاڑ ہے
[illegible] نہیں ہوتا [illegible] نہیں ہوتا
یاں قتل ہے کیونکر ستم کے پہاڑ ہے

[illegible] وفا کی تمنا اس کی ہی کا حق اسکو جزا دے
واللہ نہایت ہی وفا کی ہم سے جزا بن پیاری

نوحہ دیگر

بیکسی سے حرم روز سر ستم کے پہاڑ ہے
سجاد پس سے یا در ستم کے پہاڑ ہے

کس طور پھرے ڈر ڈر افسوس مرے دلبر
کوفوں میں رہے مضطر حیران مرے پیارے
کس جرم پہ مارا ہے سرتن سے اتارا ہے
ماں سے جدا ہو کر نالاں مرے پیارے
کچھ بھی نہ سنی فریاد ظالم نے وہ کی بیداد
بے جرم ہوئے بے سر بیجان مرے پیارے

خاموش ہوئے الفت بے ہوش پہ اب رقت
ماتم ہے بپا گھر گھر مسلم کے پسر ہے ہے

نوحہ دیگر

روتی تھی کھڑی مادر نالاں مرے پیارے
حارث کے ہوئے کیونکر مہمان مرے پیارے

دریا پہ رہے پیاسے آخر گئے دنیا سے
ناچار لب کوثر مسلم کے پسر ہے ہے
پانی نہ ملا ٹھنڈا کھانا نہ ملا اچھا
مارے گئے غم کھا کر مسلم کے پسر ہے ہے
قبریں بھی میسر میں ہیں کہیں ان لاشیں
بیٹھی ہی رہی ماں مادر مسلم کے پسر ہے ہے

ماں کو بھی پکارا تھا حارث نے جو مارا تھا
سب سے یہ کہی مادر قربان مرے پیارے

کچھ کھایا بھی کھایا تھا آرام بھی پایا تھا
قاتل کے گئے جب گھر نادان مرے پیارے

ظالم نے جو باندھے ہاتھ کس طور کٹی وہ رات
روتے رہے تم شب بھر زندان مرے پیارے

خاموش ہوئے اتنے ہی بچوں پہ کہ جفا
ہائے کہتی تھی یہی روکر ہر آن مرے پیارے

نوحہ دیگر

کہتے تھے مسلم کے لال مار نہ حارث ہمیں
ہم ہیں بہت خورد سال مار نہ حارث ہمیں

روئیں گے جعفر بہت بلبلیں گے حیدر بہت
ہوگا نبی کو ملال مار نہ حارث ہمیں

گھر میں سب جانتے ہمکو ہیں سب جانتے
ہم ہیں پیمبر کی آل مار نہ حارث ہمیں

قید میں مدت ہوئی ظلم ہیں کتنے سہے
بڑھ گئے ہیں سر کے بال مار نہ حارث ہمیں

بھاگتے ہم نہیں زلفوں کو چھوڑ دو ہمیں
دل سے تو غصہ تم یاں مار نہ حارث ہمیں
جا سکے نہ گھر جا سکے یاں کی خبر پا سکے
صدمہ سے ہیں ہم کمال مار نہ حارث ہمیں
ہم ہیں یتیم جفا کیا ہے ہماری خطا
ہے یہی تجھ سے سوال مار نہ حارث ہمیں

ڈر نہ تجھے دیوے گی خلق ہول بھی لیوے گی خلق
دیکھ ہمارا جمال مار نہ حارث ہمیں
یاں سے پیچھے سے جدا باپ بے سر پڑا
کہتے ہیں آنسو نکال مار نہ حارث ہمیں
مارے طمانچے جو ہیں حال پہ کس سے کہیں
دونوں کے ہیں رخسار لال مار نہ حارث ہمیں

قاتل سے کہتے تھے تن رخت بنا ہو کفن
یاں ہیں سر پر وبال مار نہ حارث ہمیں
ہم نہ کریں گے دغا بلکہ کریں گے وفا
پردے سے باہر نہ ڈال مار نہ حارث ہمیں
ڈر کا ہے طالب اگر دل میں نہ کر کچھ خطر
زلفیں مت اپنی ڈال مار نہ حارث ہمیں

یتیم پدر مردہ جدا گشتہ ز مادر وز خویش و برادر
افتادہ درین مخمصہ غم زدہ مظلومیم ازرہ رحم نظر کن
با قتل شہ دیدیم سر و تیغ بشارت از کس نرسد وہ
با مہر رخ شاہ ہم سر آزار مداریم ازرہ رحم نظر کن
با اہل و دل رسم ملاقات نکردیم سیف شہ نرقم
جز یاد خدا ہیچ سر و کار نداریم ازرہ رحم نظر کن

آہستہ بپر بازو کش ستم از لجنہ خدارا
از خستگی قوت رفتار نداریم ازرہ رحم نظر کن
آخر گنہ تو دیداری و قولا و مداری اولاد مداری
انسان ضعیف بجو کار نداریم ازرہ رحم نظر کن
تقصیر مگر چیست کہ آخر چہ خطا رفت از ما چہ جفا
صد شکر کہ بر جرم خود اقرار نداریم ازرہ رحم نظر کن

کیا تیر اب بیان بچوں کا ناتواں
کٹھا بھی ان کا منتقل مار نہ حارث ہمیں

نوحہ دیگر

حارث بسر ما کہ کسے یار نداریم ازرہ رحم نظر کن
بیکس کہ درین شہر و دگر کار نداریم ازرہ رحم نظر کن

تو قتل جو ہم دونوں کو کرتا ہے ستمگر حیدر بھی مقرر
احوال ہمارا گھر دے بھیجیو پہنچا ہمارا دریا کے کنارے
وہ ظالم بے دیں نہ ڈرا دل میں خدا سے افسوس صد افسوس
معصوموں کے پھر سر کو بھی تن سے اتارا دریا کے کنارے
وہ بچے وہاں سے تھے مظلوم بیا ظالم جفا سے
کہتے تھے افسوس نہیں کوئی ہمارا دریا کے کنارے

بکتے تھے کہ یا حیدر کرار خبر لو ہماری
جز خالق اکبر نہیں اب کوئی ہمارا دریا کے کنارے
یا کہتا تھا بڑا بھائی یہ چھوٹے سے کہ پیارے جاں نثار ہو
تو قتل نہ کر بھائی کو اب میرے خدا را دریا کے کنارے
تو قتل پہ ہم دونوں کے مت کس کمر اے بے دیں ہاں ڈالنا
پہنچے گا یہ تجھ کو نہ بہا خون ہمارا دریا کے کنارے

احسن پہ جو مقتل گہ خوشاں بہ سیہ نیزہ کشیدند
بگذار کہ بس طاقت رفتار نداریم از رحم لطف کن

نوحہ دیگر

مسلم کے جو دلبند تھے جلاد نے مارا دریا کے کنارے
بیتابی سے ان دونوں نے حیدر کو پکارا دریا کے کنارے

جب قتل کیا ظالم نے پسران کو ریتی میں بچھاڑ کر
کرتے تھے وہ تب ہونٹوں سے پانی کا اشارا دریا کے کنارے
دریا پہ ہوئے قتل جو وہ دونوں گل اندام بن ظلم و ستم سے
اک نعرہ وہاں روح نے مسلم کی بھی مارا دریا کے کنارے
آتی تھی یہ آواز کہ اے میرے پیارو تمہیں کس نے مارا
پھر مسلم مظلوم دوبارہ گیا مارا دریا کے کنارے

اشرف یہ بیان کرتے تھے رو رو کے وہ دونوں بھائی
ہم دونوں یتیموں کو ہے بے جرم ہی مارا دریا کے کنارے

نوحہ دیگر

مسلم جو بندھے کہتے تھے بازو ہمارے کھول دے
حارث خدا کے واسطے بازو ہمارے کھول دے

پھر لاش میں لعین دیکھی جب تن ابن عم جل
ہاتھوں سے ان کو چھوڑ دیا بازو ہمارے کھول دے
شانوں سے اپنے درد سے حارث ہمارے دم چلے
پہنچوں میں رسی باندھ دے بازو ہمارے کھول دے
اس وقت تیرا ہے ستم روح نبی کی ہے قسم
پھر نہایت شاق ہے بازو ہمارے کھول دے

لٹکی ہیں رخساروں پہ دونوں ہی کی لٹ بھر
کہتے تھے دریا ہی پہ بچوں کے سر کٹے ہیں
بازو تن سے کیسے پاس سے کٹے ہوئے
چلاتے ہیں وہ دونوں بھی بچوں کے سر کٹے ہیں
شیخ الم اس پاس چھپایا دلوں میں مر اس
ہائے بانو ہی بچوں کے سر کٹے ہیں

نوحہ

دھوم پہ کوفہ میں مچی بچوں کے سر کٹے ہیں
روتی ہے روح نبی بچوں کے سر کٹے ہیں
دونوں ہیں کم سن کمال دونوں ہیں سر کے لال
صورتیں ہیں چاند سی بچوں کے سر کٹے ہیں
زلفوں کو بیدردی سے پکڑ کے ہوئے کھینچ کر
لے گیا حارث شقی بچوں کے سر کٹے ہیں

پڑ رہی پیچھے پیا ہم جا سکیں گے بھاگ کر
یہ شک ہے ابتدا سے بازو ہمارے کھول دے
اے کوفہ والے کوئی جوار پہ روح نبی
اس سے سفارش یہ کرے بازو ہمارے کھول دے
سنتا تھا کب حارث لعین وہ دو دو ننھے پیاسی
رو رو کے تھک کے گئے بازو ہمارے کھول دے

ہماری لو خبر جلدی کہ ہم ہیں خلد کو راہی
کھڑے ہم دونوں ہیں منتظر محمد اور ابراہیم
تمہارے فضل سے شاہا ہمیں ہے مدعا اپنا
ملیں ہم باپ سے جا کر محمد اور ابراہیم
ہمارے باپ کو مارا گیا ہے ہمکو آوارہ
پھرے ہم بیٹے گھر گھر محمد اور ابراہیم

نوحہ دیگر

موئے جب دو نو دریا پر محمد اور ابراہیم
یہی کہتے تھے رو رو کر محمد اور ابراہیم
صبا کہیو یہ عمو سے کہ ہم تیرے موئے تشنہ
کٹائے دونوں ہیں ہم سر محمد اور ابراہیم

ہائے وہ ان کا مقتل ہم ہیں پیمبر کی آل
پار دریا دو کوفی بچوں کے سر کٹتے ہیں
خوف سے وہ چہرہ زرد دیکھ جن کے درد
بات ہے کیا ظالم کی بچوں کے سر کٹتے ہیں
ظالم شقی بے رحم دل ہوا پامال غم
نظم پہ کر زاری بچوں کے سر کٹتے ہیں

تلوار لگا کے حارث بے دین نے انکو وہ حرامزادہ
بیتاب ہو اس وقت محمد کو پکارے وہ طفل مسافر
دو لاشہ کو حارث نے بیجان باندھی پہنچ نہر پہ ہم دونوں کو
کس طرح کٹا کش میں ہیں ہم دونوں بچارے دو طفل مسافر
اک بوند نہیں پانی کی پینے کو دیتا پیاسے پہنچے
ہم سوکھے ہونٹوں کو کہتے ہیں شاہ سے دو طفل مسافر

عطش کہتے تھے رو رو کہ عجب ظالم داں پہ
ہوئے وہ قتل دو دلبر محمد اور ابراہیم

نوحہ دیگر

کس بیکسی سے بیٹھے تھے دریا کے کنارے دو طفل مسافر
عریاں بدن روتے تھے علم کرتوں کو دلا کے دو طفل مسافر

پکڑ لایا ہے اک ملعون بہانا ہی ہمارا خون
نہیں کہتا ہے بد اختر محمد اور ابراہیم
نہیں اب مار ڈالوں گا تو جا خلعت ملیں گا
پینگا مال اور زیور محمد اور ابراہیم
نہیں یہ جانتا تھا ہماری منت اس جا
ملیں گے تجھ سے در محشر محمد اور ابراہیم

مسلم نے کہا خلد میں پائیں رسول ہم کیا رنج ہے
تلوار سے ہیں فتح تجھے بلک کے ہمارے وہ طفل مسافر
سر اپنے جو ہی کاٹ کے چھن پانی میں پھینکا دھارنے کو اور تھا
سب ہچکیاں لے رو رہے جائیں بچا لے وہ طفل مسافر
پہ شمر کے لشکر میں خبر ہی اسے جو شہت کر پہنچی
سر نیزے پہ کیا ہے سب گھر کو اٹھا لائے وہ طفل مسافر

خلقت ہو کیا پہ گھڑی تھی کیا کہی تھا کھٹا دیا کر
پانی پیو پڑے سوتے نہیں کیا پاؤں پکار وہ طفل مسافر
مسلم کی کیا پیو ہ سے سر پیٹ کے اپنا شمر کے لئے
پھر تجھے کو قبر میں سے راج دلار وہ طفل مسافر
تن اس کے جو تجھے چاند کی مانند درخشاں سب کے گھر کو
والشہی لوزالی سے کہتے ہائے وہ طفل مسافر

احسان تجھ پہ امت کے تھے تو دونوں بچی شاہ کی جان
جنت کو خوش ہو کے بنا کر سدھارے وہ طفل مسافر

نوحہ دیگر

تیری کو جو شمر آئے کربلا میں
کیا کہوں رنج کیا اوٹھائے کربلا میں

نوحہ حضرت قاسم علیہ السلام

یوں لاش قاسم پہ پکار کے کہتے تھے اکبر جان برادر
پامال ہو گھوڑوں سے یہ تن اطہر سجاد برادر
یاد آتا ہے اس سن میں عجب طرح سے ہوا تیرا بیاہ
وہ جھوم کے چلنا ترا تلوار لیے کر ای جان برادر

کی یہ مہمان کی مہمانی رو کا پانی
جان زہرا پہ ظلم آزمائے کربلا میں
بھیجی آرام سے فوج ناری آہ ساری
رن میں زہرا کی اکھڑی خاک اڑاتے کربلا میں
سے زمین کیا کہوں حال سر و پیٹ کر
سر کو سر سے اپنے کٹاتے کربلا میں

چلے دریا پہ خیمہ لگایا لشکر آیا
کیا ہی لشکر اس شقی نے اٹھائے کربلا میں
شمر سے رستے فوج کا بڑھ کر لشکر
بن بلائے نہیں تیرے آئے کربلا میں
کس نے مہمان گھر میں بلایا اور ستایا
نہیں لازم نہیں تو ستائے کربلا میں

نوحہ دیگر

زینب نے کہا بھائی سے جب گئے پیاسے تم نعش نہ لاؤ
مارے گئے مارے گئے سب صید و تمہارے تم نعش نہ لاؤ
ڈیوڑھی پہ کھڑے روتے ہیں ہم پاس اکبر کی خبر لاؤ
یا حسین نہیں کہتا کچھ بھی پاس تم نعش نہ لاؤ

اصغر بھی جوان ہوتے تو وہ تم سے زیادہ کرتے نہ اطاعت
جو امر کیا پوچھ کے قربان ہوں تیرے اے جان برادر
کیا اُن کے بھی پوچھیں تجھی جان جو تمکو شرم آتی ہے تجھکو
رخصت کو بھی جا سکتا نہیں خیمہ کو اندر اے جان برادر
اس شخص کی بخشش کا ہے کچھ بھی دھیان حشر کو بھائی
سید جو ازل سے ہی غلام علی اکبر اے جان برادر

کیا اس کا تھا ہم ایک ہیں کب دیکھنے والے یہ کہتے تھے اکبر
دو قالب ہیں اک جان ہیں قاسم و اکبر اے جان برادر
بس اب یہ تمنا ہے سوئے فردوس سدھارے بیٹھا ہوں میں تم بن
دم بھر کی یہاں زیست ہے اب موت ہی بہتر اے جان برادر
ہم بطن بھی بھائی کبھی ایسی نہیں دیکھی جو عشق تھا ہم میں
میں اپنا عاشق تھا فدا کہتی تھی تجھ پر اے جان برادر

صغرا جو ادا ہو گئی اماں میں پچھی کیا تم کو قلق ہے
اب بیر سے نہیں نانی کہیں دو دنیا سے تم نعش نہ لاؤ
تم بیکار غم کھاؤ کہ نہیں ہیں پر ہیں دور اور
بالوں کے میدان میں ابا تھا ہم تم نعش نہ لاؤ
وھیان سکتا نہیں لوہی کی میری کہاں کیا رنج سہاتی
ہیں نعش مرے بابا تھو رو لو تارا ہیں تم نعش نہ لاؤ

جو دیکھے و پیچھے کہ تم شہ والا ایمان لے پہنچ کیا
واری گئی اب و ہمارے نہ تمہارے تم نعش نہ لاؤ
پچھل رہی ہے دھوپ میں مر جاؤ نہ جاؤ تم خیمہ میں آؤ
اٹھتے ہیں مر کے بیٹھنے سے تن کو شرالے تم نعش نہ لاؤ
منظور ہے گر دو نہ پکار سا تمہیں دیتا مجھے کو نہیں لینا
مرتی ہوں خدا جانیں کس سے کہ تم نعش نہ لاؤ

ابھی پیٹی ہیں اس دھوپ میں گر غش نہ آجائے تو پیچھے
سب بیبیاں ہیں دیکھیں کبھی بابا تو پکارے تم نعش نہ لاؤ
کیا کھویں نہیں آنکھ ہیں جیتے ہیں سب غش کی ہیں پیٹ
اس غش میں بھی کرتی تھی وہ ہر دم سکینہ کا تم نعش نہ لاؤ

نوحہ دیگر

ماری گئی بن بیاہی مجھے بیاہ نہ دیکھا ارمان نہ نکلا
باندھوں گی میں سہرا و کنگنا چاند سی شکل تمہارے اے عون و محمد
ماں واری سہاگ کے نہ ہوئی آخری خدمت سخت ہے یہ بپتا
فردوس میں نانی نے ہیں تابوت سجوا رکھے لے عون و محمد
گودی میں تمہیں لے کر یہ رکھتی تھی رو رو پیارا تھا یہ مجھ کو
ان چھوٹی سی لاشوں پہ تو مجھ کو کوئی سے لے اے عون و محمد

زخموں میں تو پیکاں ہیں اور خون میں غلطاں ہیں کیا ارماں کر
کس طرح سے ماں خون بھرے کرتوں کو اتارے اے عون و محمد
ان چاند سی شکلوں پہ نہیں رحم نہ آیا یہ حال بنایا
تلواریں لگائی ہیں بہت تیر لگائے عون و محمد
اب کس کی رکھوں آس کہ تم کر گئے ہیں ماں کو بھی بے آس
سب خاک میں اب مل گئے ارمان ہمارے عون و محمد

چلاتی تھی زینب کہ مرے جانی کے پیارے اے عون و محمد
تم صدقے مجھے ماں کے ہو میں صدقے تمہارے اے عون و محمد
دریا پہ تمہیں پیاس میں نہلا دیا جانی ہاتھ آیا نہ پانی
بچھا ہے تمہیں دودھ تو زہرا پہ سہارا اے عون و محمد
تلوار دبی کیا زخم لگے جسم پہ کاری کیا پیاس تھی طاری
ماموں کے بھی گھر میں بھرے غم میں بیاسے اے عون و محمد

بھی بیچارگی تنہا وطن کو جب میری چلو ہم بھی اٹھو
جیسے سب کو نیند لگی ہے آئی میرے ننھیا بابا اٹھو
میرا جانا وطن ہو گیا اب کیا کہوں فاطمہ سے میں جا کر
پوچھے گی کیا سجاد بھائی میرے ننھیا کو بابا اٹھو
پیارے دیکھو تو غم میں تمہارے سر پہ چادر نہیں ہے ہمارے
کالی کفنی ہو کہ ہم نے بنائی میری ننھیا بابا اٹھو

اٹھو زینب کہے پیارے رقیہ ہوں دل تڑپتا ہے چھاتی لگاؤں
جان میری بھتیجی پیاری میرے ننھیا کے بابا اٹھو
میرے پیچھے بندھے تھے رسن میں زینب بھی میں نے جھیلی
دیکھو زخمی ہے میری کلائی میری ننھیا کے بابا اٹھو
پشت پر زخم ہیں نیل کھائے صد سے زیادہ اٹھائے
آئی ہوں کہنے حال تباہی میری ننھیا کے بابا اٹھو

نادرہ یہ بیان کرتے ہی غش ہو گئی زینب جاں ہے
سب لگے چلانے ہیں پیارے کو ہمارے اے عون و محمد

نوحہ دیگر

کبھی زینب مقتل میں آئی میری ننھیا بابا اٹھو
آئی زینب فلک کی ستائی میری ننھیا بابا اٹھو

افسوس کہ تقدیر سے کس وقت میں آیا
پانی بھی نہ پایا
بلوایا کو دعوت کا تری کیا کروں ساماں
اے حرم کے مہماں
نادم ہوں محتاج ہوں اور چھپا کیا
افسوس کروں کیا
تقدیر سے دل کا نہ نکالے مرے ارماں
اے حرم کے مہماں
مایوس نہ ہو رحمت اللہ سے بھائی
اے حق کے فدائی
غفار ہے ستار ہے رکھی سب سے بڑی شان
اے حرم کے مہماں

کیا کہوں اے بیکس اب وہ حالت کربلا میں بھی تھا
پیاسا بہت
کبھی جب آئی زہرا کی جانی میرے تشنہ بابا او گھوڑے

نوحہ دیگر

فرماتے تھے دلجوئی سے یہ شاہ شہیداں
اے حرم کے مہماں
راضی ہو خدا تجھ سے تو بخشے تجھے یزداں
اے حرم کے مہماں

کیسے اڑاؤں سکو یا الٰہی میری تقدیر کا یہ لکھا
ہزاروں میں تمہارے کہاں میرے تشنہ بابا او گھوڑے
نعش پہ شاہ دیں کی لپٹ کر جانی بھائی بکا کر کرو
جب آئی صدا لب پہ لائی میرے تشنہ بابا او گھوڑے
آگ سینہ میں میرے لگی ہے کیا کہوں تجھ پہ جو کچھ بنی ہے
پھرتی ہوں چار سو بلبلائی میرے تشنہ بابا او گھوڑے

جو حق وفا تھا وہ ادا ہو گیا تجھ سے نادم نہ ہو تجھ سے
تو جان بھی بہتر ہے تو ہو شمع عزیزاں اے حرم کے مہماں

آتے ہی مرے پاس کچھ آرام نہ پایا یہ داغ دکھایا
کیا کیا نہ مرے دل کو سے دی ولیں یہ ارماں اے حرم کے مہماں

تو نے جو ورا ست پہ ہی سر کو کٹایا اور ترک کی دنیا
آراستہ ہیں تیرے لیے روضۂ رضواں اے حرم کے مہماں

نوحہ دیگر

روتے ہو سے ہیں نقش پہ آئے شہ ذیشاں سے اے حرم کے مہماں
دعوت کا تری ہائے نہ کچھ ہو سکا ساماں اے حرم کے مہماں

اللہ نے جلوہ جو ہمیں حق کا دکھایا پھر چین نہ پایا
آخر کو وہ غافل کو تن میں دی جاں اے حرم کے مہماں

گذری ہوئی تقصیر کا اب فکر نہ کر تو کچھ فکر نہ کر تو
اللہ کا ہر وقت خطا وار ہے انساں اے حرم کے مہماں

رومال ہے کیوں ہاتھ میں یا منھ سے ہٹا تو للہ ہٹا تو
شرمندہ مجھے اتنا نہ کر ہو کے پریشاں اے حرم کے مہماں

احسن کہوں کیا حال کہ عشق حرم پہ تھا طاری اور تو بھی جاری
ہر چند کہ دلداری سے شہ کہتے تھے ہر آں اے حرم کے مہماں

دنیا میں پیاسا ہی رہا راہِ رضا اور رضا پر وہ شاکر
اب جام کوثر میں لئے حوری و غلماں ہے حرم مہماں

فوراً ہوئے تم قوم جفاکار سے با مرحب حق ہو اٹھا ہم
تم جیسے کہاں ہے تیغ اللہ مسلماں اے حرم مہماں

خاموش عجب حشر بپا تھا دم رخصت رقت تھی بڑی شدت
آخر کو کہا شاہ نے اللہ نگہباں اے حرم سے نہاں

نوحہ

شہزادوں میں کھڑے گئے یاور خیمے پہ بصد یاس ارم کو گئے عباس
اب لوٹ گئی بیری کر قطع ہوئی آس یہ کہہ کے گئے عباس

بس ہو چکی اب زیست رہ چارہ ہے بس بندھ دو قسم لئے
سقائی نہ ری آئی نہ بھائی کو رہا اس یہ کہہ گئے عباس

غربال ہوا تیروں سے اس شیر کا سینہ اور مشک سکینہ
حسرت ہی دل میں کہ بجھائی نہ گئی پیاس ارم کو گئے عباس

پچا یہ کہتا کہ سیراب ہو وہ نہر پہ جا کر چھین اٹھا کر
پھر چھلکی مشکیزہ یا پانی حیا و آئی میری پیاس یہ کہہ گئے عباس

یہ جوش صداقت تھا یہ ایمان کا اثر تھا اللہ کا در تھا
کہتے ہوا سے کہتے ہیں یہ صدق کا ہے پاس یہ کہہ گئے عباس

نوحہ دیگر

کس لئے تجھے سر دریاں ہائے برادر جواں
مر گئے تم میری جاں ہائے برادر جواں
اے مرے عباس آہ کر گئے مجھ کو تباہ
روح مری اور جاں ہائے برادر جواں
مر نہ گئے میں ترے ہاں ہو گیا ہوں نیم جاں
پشت ہم غم سے کماں ہائے برادر جواں

دل کو دل سے راحت تھی دم بدم الفت تھی
واہ کیا محبت تھی میرے بے ریا بھائی
یاد جب تو آتا ہے منہ سے یہی نکلتا ہے
بخشے تجھ کو رحمت سے اپنی کبریا بھائی

نوحہ دیگر

میرے با ادب بھائی میرے باحیا بھائی
زور بازوئے کم صاحب وفا بھائی
آہ کیا لیاقت تھی واہ کیا سخاوت تھی
ہائے کیا وجاہت تھی میرے مہ لقا بھائی
کیف زندگی کیا لطف حیات کیا رہا
تجھ سا جواں جو مر گیا میرے دلربا بھائی

بابا یہ کہو مجھ سے میں پیٹر گئی واری کیوں مجھ سے خفا ہو
جو میری ہو تقصیر تو سب دل سے بھلا دو مجھے مرے بابا

بابا مرے عمو سے یہ کہدو کہ تم آؤ میں پیاسی رہوں گی
بابا نئی خدا کے لیے پانی کو بہا دو اپنے مجھے مرے بابا

تم کہدو کہ مجھ سے ہوئی تقصیر چچا جان چچا پانی تو بھیجا
اب اسکے عوض چاہو جو تم مجھکو سزا دو مجھے مرے بابا

کیا ہو لکیر اب رقم حالت شاہ امم
کہتے تھے ہر ایک اُس ہائے برادر جواں

نوحہ دیگر

ہائے تھی سکینہ مرے عمو کو بلا دو اپنے مجھے مرے بابا
مر جاؤں گی میں شکل مجھے انکی دکھا دو مجھے مرے بابا

ہم پہ بھی تم گئے ہائے نہ لب تر کئے
خشک ہے منہ میں زباں ہائے برادر جواں

لاکھوں سے رن میں لڑے پیچھے نہ مطلق ہٹا
واہ مرے سورماں ہائے برادر جواں

کیوں نہیں تم بولتے کیوں نہیں لب کھولتے
کیا نہیں ہلتی زباں ہائے برادر جواں

عونؑ میں صدقے گئی پہ کیا بن گئی
حال سے کیا آپ کا مشک مری کیا ہوئی
جنگ بھی ہے نہر پر خون میں ہوئے تر بتر
میں بھی سنوں تو ذرا مشک مری کیا ہوئی
پانی نہ پایا تو کیا یہ بھی تھا حکم خدا
منہ سے تو بولو ذرا مشک مری کیا ہوئی

آ حرم شہ نے کہا مشک مری کیا ہوئی
اچھے چچا میں فدا مشک مری کیا ہوئی
وعدہ جو تم نے کیا پانی سے پلوانے کا
ہو نہ سکا وہ وفا مشک مری کیا ہوئی
شانے یہ کیوں کٹ گئے زخمی ہو کیوں پڑے
شہ کا علم کیا ہوا مشک مری کیا ہوئی

یہ تم سے کہاں اشقیاء کی روتی اور غل کرتا
ہم کہدو چچا سے مجھے اب بس چھوڑ دو مجھے بابا
اشقیاء یہ کہتی رہی رو رو کے سکینہؑ چھٹ گئی ہمدرد
پھر ایک قدم تم سے عمو کو بلا دو چچا سے بابا

نوحہ دیگر

پانی نہ پیا سوچ کے یہ پیاسا ہے بھائی
قربان وفا کے تری ہو جائے برادر
یاں چھد گئی مشک اور وہاں آس لگائے
بیٹھی ہے بھتیجی تری سقائے برادر
دل سوزی سے اب کون پھریرا کو علم کے
اس صحن میں سر پر مرے پھیلائے برادر
بچ جائے برادر

نوحہ

شبیر اے برادر
عباس کہاں سے تمھیں لے آئے برادر
لوٹا گیا شبیر دہائی ہے خدا کی
اب بند کمر ٹوٹ گیا ہائے برادر
اے گود کے پالے یہ قیامت کا محل ہے
میں زندہ رہوں برچھیاں تو کھائے برادر

آپ نہ بولے چچا مجھ سے برائے خدا
اب نہ کہو گی چچا مشک مری کیا ہوئی
حال تو پوچھو غیر سے صدقے گئی خیر سے
کچھ تو پوچھا کیا ہوا مشک مری کیا ہوئی
اب یہ سنیں جب کہا مر گئے میرے چچا
پھر نہ یہ منہ سے کہا مشک مری کیا ہوئی

ہو گر ناقبول تجھ سے نہ وقعہ کو طول
کھاتے ہو کیوں مفت گھاؤ پانی سے باز آئی ہیں
روز کہیں گی چچی تیرے لیے میں لئی
طعنوں سے مجھ کو بچاؤ پانی سے باز آئی ہیں
میری ہنسی ہوگی گر جان دی تم نے اگر
کون اٹھائے گا چاؤ پانی سے باز آئی ہیں

نوحہ

ابن سکینہ پھر آؤ پانی سے باز آئی ہیں
عمو نہ تلواریں کھاؤ پانی سے باز آئی ہیں
اچھے پدر میں نثار چلتے ہیں عمو یہ وار
جلد انھیں لیتے جاؤ پانی سے باز آئی ہیں
کہنا یہ کیسی ہے بات جوڑ کے تجھ سے ہات
عمو مجھے منہ دکھاؤ پانی سے باز آئی ہیں

اب کوئی باقی رہا ایسا کہیں از مرگ
لاشہ ہر مقتل سے وہ اٹھا لائے برادر
ہم چھوڑیں کھاتے ہوئے پھرتے ہیں کہ ہر سو
کون یا کھر پکار کر اسے جائے برادر
میداں میں ستیں رونے لگے اہل حجاب
سر پیٹ کے جب شہ نے کہا ہائے برادر

جان ابھی سے اجل جائیگی شہ کی نکل
دیکھو قیامت نہ لاؤ پانی سے باز آئی ہیں
فوج سے ملکو ادھر رنج سے مجھکو ادھر
گھیرا ہے آکر چھڑاؤ پانی سے باز آئی ہیں
شان میں کٹ کے واں مرگیا وہ نوجوان
اور یہاں غل تھا اُو پانی سے باز آئی ہیں

نوحہ

شہ کہتے تھے یوں لاشہ عباس پہ ہائے ہادی ہاشم
پانی نہ ملا پیاسے ہوئے خلد کے عازم ہادی ہاشم
کون اب کے بچا ہے کہ بہن ہم کو ہمارا ہو خبرگیر
اکبر ہے نہ اصغر ہے نہ جعفر ہے نہ قاسم ہادی ہاشم
میں اکیلا ہوں بہن چھوڑ گئے تم سے تو لب نہر جاں شہ پیاسا
پیاسے گئے خون نہائے ہیں یہ ظالم ہادی ہاشم

بھیجا تھا سکینہ نے تمہیں نہر پہ بھائی یہ تو کہنا تھا
افسوس کہ تم ہوگئے کوثر ہی کے عازم ہادی ہاشم
روتی ہے سکینہ کہ چچا جان کہاں ہیں جلد آ کے پلاؤ
کہدو کہ نہیں دیر لگائی نہیں لازم ہادی ہاشم
کس سمت میں کس ابر میں چھپ کر تو بتاؤ دکھلا دیں
برساتا ہوں میں آنکھوں سے خون بیٹی ظالم ہادی ہاشم

پیاسے لب دریا ہو گیا کیا نہ صدمے دکھ سہے
شاہ نے کیسے سینہ چھیدا یارب تری فریاد ہے
دریا کو بیں تکتی ہوئی پیاسی کی پیاسی رہ گئی
اور مر گیا عمو مرا یارب تری فریاد ہے
فوج شقی سے اک قلم بازو کٹے دونوں تھم
مارا ہے بے جرم و خطا یارب تری فریاد ہے

اسوقت زوال ہے وہ خورشید تھا حق کے تھے جو امام
پیکر شمر کے ساتھ لپٹے ہیں یہ لازم ہاوہی ہا ماتم

نوحہ دیگر

روکر سکینہ نے کہا یارب تری فریاد ہے
مارے گئے میرے چچا یارب تری فریاد ہے

بچپن کی ہوا بھائی کہ دریا کی ترائی پچھ ہو دو بھائی
کیوں بھائی سے نفرت ہوئی دور دور رہے ہم ہاوہی ہا ماتم
کس بات پہ کاٹے گئے شانے نہیں معلوم ہاوہی وقت بازو
پیہات تھی کس دین کی کس قوم کے ظالم ہاوہی ہا ماتم
بھائی پہ کی ہائے کہ مارا تجھے پیاسا اس دشت بلا میں
ہوا کے وفا سے زسے عہد پہ قائم ہاوہی ہا ماتم

احمق کو حاصل چین ہے غم میں غم حسین ہے
رہتا ہے وہ بیمار سا یا رب تری فریاد ہے

دیگر

لاش عباس پہ شہ جو آئے ہائے ہائے
دیکھا بھائی کو خون میں نہائے ہائے ہائے

جاتے ہیں تن کو شاہ دیں لکھ ہیں اکبر سے جی
یہ بیکسی کا ماجرا یا رب تری فریاد ہے
پانی کے بدلے پی گیا خون دل شیر خدا
ہے ہے غضب یہ کیا ہوا یا رب تری فریاد ہے
مجھ سی نہیں رضا کوئی اس عمر میں بن باپ کی
مجھ سی یتیم غم آشنا یا رب تری فریاد ہے

بس جاتی ایسا اگر جائے نبی کا سر مرا
پیاسی ہی کر جاتی قضا یا رب تری فریاد ہے
چھوٹی سکینہ شہ کی گھر میں کرتی جب بچی
پھر چاہے سقا کا کیا یا رب تری فریاد ہے
پھر علی و مصطفیٰ کی تھوں میں یہ ابھی
پھر سے چلا ہے جلا یا رب تری فریاد ہے

تم تو شانے کٹا کر سدھارے سوئے جنت
تشنگی کون میری بجھائے ہائے ہائے
صدقے ہو جائے تم پر سکینہ میری خاطر
زخم تیروں کے سینہ پہ کھائے ہائے ہائے
کیا وفا ہے کہ دریا پہ جا کر وا دریغا
پانی تم اپنے لب تک نہ لائے ہائے ہائے

گھر میں اکبر سا شہزادے رو رو ولے سکینہ
تیر سے سقے نے بازو کٹائے ہائے ہائے
سن کے بولی سکینہ کہ سب سے میرے عمو
نہر پر جا کے پھر کے نہ آئے ہائے ہائے
جان میری چلی تشنگی سے تم سدھارے
مشک میری نہ تم بھر کے لائے ہائے ہائے

سر پہ لیے بھائی کے لاشے سے سرور اور بولے
کیسے صدمے فلک نے دکھائے ہائے ہائے
مجھ سے چھٹی میرے بازو میں قوت دل میں طاقت
چھٹ سکے ہم بھی تجھ سے بیکس کھائے ہائے ہائے
تم سپر میری ہوتے تھے ہر دم میرے ہمدم
فوج اعدا سے کون اب بچائے ہائے ہائے

آج ہی گردن مری تن سے اتر جائے گی
اس لئے ہوں بلکتی مردہ اٹھاؤ مرا
گھوڑوں کی ٹاپوں سے یاں بھائی مری ہڈیاں
روندی یہ پھر جائیں گی مردہ اٹھاؤ مرا
عم اور اکبر مرا اور یہ زمیں ابتلا
دوش بدوش لے اخی مردہ اٹھاؤ مرا

داغ نہ دو اپنا اب آپ ہیں ہم جاں بلب
مان لو منت مری مردہ اٹھاؤ مرا
کام تمہارے لئے پیچھے بہت ہیں مرے
کام کی ہے یہ گھڑی مردہ اٹھاؤ مرا
بعد مرے مرنے کے دفن جو مجھ کو کرے
اور نہیں ہے کوئی مردہ اٹھاؤ مرا

وہ بھی اشرف آہ و فغاں کرے پیٹ سر
ہائے عباس حیدر کے جانی ہائے ہائے

نوحہ دیگر

کہتے تھے شہ اے اخی مردہ اٹھاؤ مرا
مرنے نہ جاؤ ابھی مردہ اٹھاؤ مرا

کیوں نہ آئے چچی جان کے پاس شرم کے مارے
گردن مری جھکائی چچا جان پھر آؤ

اب تم کو خدا لائے گر بھتیجے کی پھر
آنے کو قسم کھائی چچا جان پھر آؤ

جانے لگے ادھر آپ سے بابا یہ ہمارے
ہے عالم تنہائی چچا جان پھر آؤ

نادان یہ چلائی چچا جان پھر آؤ
ہیں پانی سے باز آئی چچا جان پھر آؤ

میں نے تمہیں پانی کے لئے بھیجا تھا اور وہاں
کیوں جنگ ہی ٹھہرائی چچا جان پھر آؤ

ذکر آیا جو اس وقت رنڈاپے کا چچی کے
اب بیچ کے بچائی چچا جان پھر آؤ

دشمنوں کے بلوے میں زینب و کلثوم ہیں
ان کی کرو وارثی مردہ اٹھا لو مرا

ہاتھ کو باندھے ہوئے وہ تو یتیم روتے تھے
کہتے تھے شہ ہر گھڑی مردہ اٹھا لو مرا

نوحہ دیگر

سینہ سے چلتا ہے دم ہے نکلتا ہوا
دل سے ہے اٹھتا دھواں میرا بہشتی کہاں
چھٹتی ہے اب پیاس سے حد سے سوا پیاس ہے
پوچھئے کس سے یہاں میرا بہشتی کہاں
پیاس سے ضعف آگیا سینہ پھٹا جاتا ہے
غیر ہے حالت یہاں میرا بہشتی کہاں

کہتی تھی ناداں بیاں میرا بہشتی کہاں
مرتی سکینہ ہے یہاں میرا بہشتی کہاں
نہر پہ جاؤ کوئی ڈھونڈ کے لاؤ کوئی
پیاس سے ہوں نیم جاں میرا بہشتی کہاں
کچھ نہیں ملتی خبر کیوں ہوئی دیر اس قدر
جلد کوئی دو نشاں میرا بہشتی کہاں

دل پر شہ مظلوم کے اس وقت سے اب تک
ہے غم کی گھٹا چھائی چچا جان پھر آؤ
عباس کب آتے تھے پیٹیں رو رو کے گو لاکھ
چلاتی وہ دکھیاری چچا جان پھر آؤ

نوحہ دیگر

حال سکینہ کا یاں مجھ سے پوچھو نہ کیونکر میں
ڈھونڈھتا ہے ہر زماں میرا بہشتی کہاں

نوحہ دیگر

لاشہ پہ سکینہ یہ کہتی ہوئی آئی ہے ہم عمو
پانی کے لئے تم نے اذیت یہ اٹھائی ہے ہم عمو

پھر نہ یہاں آؤں گی پانی نہ منگواؤں گی
ہوتی ہوں کوثر رواں میرا بہشتی کہاں
ضعف سے غش آتا ہے دل بھی بجھا جاتا ہے
تر ہے سارا جہاں میرا بہشتی کہاں
پیاسی ہوں دو دن سے میں موت کے آثار ہیں
لوگ مجھے دو نشاں میرا بہشتی کہاں

پیاس سے منہ بند ہے سارا بدن سرد ہے
سوکھ گئی ہے زباں میرا بہشتی کہاں
حلق میں کانٹے پڑے صدمے ہیں لاکھوں پڑے
لب پہ اب آئی ہے جاں میرا بہشتی کہاں
پانی پلا دو کوئی پیاس بجھا دو کوئی
دم کی نہیں ہے یہاں میرا بہشتی کہاں

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

اب میری کمر ٹوٹ گئی اُسکے سنبھالو تو قوت بازو
اے عاشقِ جانباز حق کے فدائی عباس علمدار

تم ہم سے جدا ہو گئے ہیں دشتِ بلا میں صد حیف افسوس
برچھی کی انی سینہ پہ اکبر نے بھی کھائی عباس علمدار

اب مجھکو ہوا اکبر کا ڈر نہیں ملتا میں کیا کروں ارو
گھوڑا اسے جنگل میں کہیں لیگیا بھائی عباس علمدار

جنگ اُحد و بدر کا ساماں دکھا کر تم خلد سدھارے
یاں مجھ پہ اب لشکر اعدا کی چڑھائی عباس علمدار

کیا نام وفاداری میں تم کر گئے واللہ اے ابن ید اللہ
پانی نہ پیا یاد مری پیاس جو آئی عباس علمدار

بیدست ہوئے نہر پہ تم ابن ید اللہ ہے حسرت و دردا
افسوس کہ لُٹی نہر پہ پانی کی کمائی عباس علم دار

اے حیدری اب آگئے بیاں کیا کروں اسکا بھر آتی ہے چھاتی
جس طرح سے کہتی تھی وہ شبیر کی جائی ہے درد سے عمو

نوحہ دیگر

شبیر نے فرمایا دلاور مرے بھائی عباس علم دار
کیا خوب لڑے چھین لی دریا کی ترائی عباس علم دار

نوشاہ بنے اُسے سامان نہیں لائے
ہے شرم سے نیچے سر ناشاد علی اکبر

صدقے تری غربت کے واری تری غربت کے
اب کیسے پھروں در در ناشاد علی اکبر

کیا حال بنائیں گے سر ننگے پھرائیں گے
بے مقنع و بے چادر ناشاد علی اکبر

سہرے کی نہ دیکھی شان ہے ہم سب پر ارمان
حسرت ہی سے گئے لے کر ناشاد علی اکبر

پوشاک ہے سب رنگیں اور جسم ہے سب خونیں
کیا دولھا بنے مر کر ناشاد علی اکبر

کس شان سے آئے ہیں میدان سے آئے ہیں
چھاتی پہ سناں کھا کر ناشاد علی اکبر

اشرف کی تمنا ہے کر دیں یا تھما دیں کوثر کا مجھے جام
فرزند علی حضرت شبیر کا بھائی عباس علمدار

نوحہ حضرت علی اکبر علیہ السلام

بابا نے کہا رو کر ناشاد علی اکبر
آئے ہو مجھے کھو کر ناشاد علی اکبر

مجھکو تو اکبر دکھاؤ کھایا کہاں ستم نے گھاؤ
ورثے ہائے کہیں مر نہ جاؤ دیکھوں کہاں درد ہے
زخم ہے مرہم پذیر یا ہیں آہ منیر
نیزہ لگا یا کہ تیر دیکھوں کہاں درد ہے
برچھی لگی ہے اگر مجھ سے تو مخفی نہ کر
اے دل و جان پدر دیکھوں کہاں درد ہے

ہے جاتی سب خلقت مادر کی ہے جو لعنت
ہر دم تھا یہی لب پر ناشاد علی اکبر

نوحہ دیگر

کہتے تھے رو کر حسین دیکھوں کہاں درد ہے
اے مرے آرام و چین دیکھوں کہاں درد ہے

ہائے ہے یہ تری صورت ہے چاند کی سی صورت
قربان ہو گئی مادر ناشاد علی اکبر
چتون سے عیاں شوکت چہرہ پہ ہے کیا عزت
آثار ہیں سب ظاہر ناشاد علی اکبر
اب خاک جیونگی میں روتے ہی مرونگی میں
دم نکلے گا یہ کہکر ناشاد علی اکبر

ہاے نہ پوچھو کی بیتی مر گئے اکبر حزیں
سینہ کیے رہے شاہ دیں دیکھوں کہاں درد ہے

نوحہ دیگر

روؤں لاشہ اکبر پہ کہے شاہ سے نالہ ای گیسوؤں والے
اب خالق اکبر ہمیں دنیا سے اٹھا لے ای گیسوؤں والے

نبض بھی ملتی نہیں ہیں لے ہاتھ ڈھونڈ لی
مر رہے ہو تم مہ جبیں دیکھوں کہاں درد ہے
مر رہی ہے پھار ہی پتلی تری پھر گئی
ایسی یکایک بنی دیکھوں کہاں درد ہے
ایسی پچھاڑیں نہ کھاؤ دل ہمارا کڑھاؤ
مجھکو تو وہ جا دکھاؤ دیکھوں کہاں درد ہے

بولو تو اے مہ لقا زخمی کلیجہ ہے کیا
ہاتھ اٹھاؤ ذرا دیکھوں کہاں درد ہے
دھڑکا ہے مجھکو بڑا زخمی ہے سینہ ترا
خنجر جو اسکی رضا دیکھوں کہاں درد ہے
چہرہ بھی ہے کچھ اداس اور ہو تم بیحواس
سارے ہیں سامان یاس دیکھوں کہاں درد ہے

ہم آئے ہیں ہمت بابا پہ تمہارے تم تو ہو غافل
اب سینہ پہ رکھیں کس کی بچا لے اے گیسوؤں والے
روتی ہے تمہارے واسطے خیمہ میں سکینہ دل مرے پیارے
دامن سے گلا زخم کا سینہ کے چھپا لے اے گیسوؤں والے
اے جان پدر باپ ترا رہ گیا تنہا تم جاتے ہو جنت
جلدی تم کو جا بیں بابا بھی تو آ لے اے گیسوؤں والے

اٹھارہ برس کے بھی نہ پورے ہوئے جانی اس رفاقت میں
کچھ اپنی جوانی کے نہ ارمان نکالے اے گیسوؤں والے
تنہائی میں اب کون مرا مونس و ہمدم ہے تم ہو نہ قاسم
ہم کو جو گرے تیں میں کون سنبھالے اے گیسوؤں والے
سینہ پہ سناں کھا کے یہاں باپ کے گئے تم جا کے
کیوں برچھی سے اے پھر کیا کھایا اے گیسوؤں والے

سب مرے ہیں ارمان ہمارے احمد ثانی تم یہ بتاؤ
ناموس پیمبر کو کروں کس کے حوالے اے گیسوؤں والے
ہم تم سے جدا ان ظالموں کی کھائی ہے جانی دو عین جوانی
کس طرح پدر تیرا کلیجہ کو سنبھالے اے گیسوؤں والے
تصویر محمد کا بھی کچھ دھیان آیا اس قوم جفا کو
اس چاند سے سینہ پہ لگائے تھے بھالے اے گیسوؤں والے

نعش اکبر پہ پایا پکاری سکینہ کہاں تم سدھارے
ملکو صحرا سے کہاں ماں پکاری یہ اکبر کہاں تم سدھارے
ملکو ظالم سے کیوں مار ڈالا ہمیں غم سے ہم کو دکھوں سے تھا پالا
برچھی ... سینہ پر کھا کے کاری یہ بیٹے اکبر کہاں تم سدھارے
نعش ... کی ... اٹھائی تیری خلق کا فدائی
... تمہاری یہ اکبر کہاں تم سدھارے

دشمن کا بھی ایسا بیکس نہ ہوتا تھا سید سلطان دو عالم
فرماتے تھے جب ہائے مرے نازوں کے پالے گیسوؤں والے
کاظم ہو خوش آ کے روتے تھے ملایک نے کہا جب
ہم کو کیا خالق اکبر کے حوالے گیسوؤں والے

نوحہ دیگر

کیوں دشمنو نہیں چھوڑا تنہا ہمیں پیارے سے کو زہر سے
تم ٹھیرو تو بابا بھی ذرا حلق کٹا لے او گیسوؤں والے
کچھ دیر نہیں سر کے کٹا دینے میں ہائے یہ صدمہ ہے تو یہ ہے
اصغر بھی ذرا تیر ستم حلق پہ کھا لے گیسوؤں والے
افسوس تری تشنہ دہانی یہ جوانی ہے سے مر جانی
دکھلائے مجھے چرخ نے دکھ درد ہوا اے گیسوؤں والے

پر تو بتا یہ جیں اور تو ڈر کچھ نہیں
زخم ہے آیا کہاں لگ گئی برچھی کہاں
دیکھتے مجھکو اداس چلتے ہیں میرے جواں
حال کر اپنا بیاں لگ گئی برچھی کہاں
مجھسے نہ دلبر چھپاؤ کھل گیا کھایا ہے گھاؤ
خون ہے زخمیں پہ رواں لگ گئی برچھی کہاں

برچھی کھا کر کیوں نہیں سوتی تجھ کو شہزادی سمجھ پوتے
شام جانی ہے میری واری میرے اکبر کہاں تم سدھارے

نوحہ دیگر

بوسے لیتے انس و جاں لگ گئی برچھی کہاں
اکبر تشنہ دہاں لگ گئی برچھی کہاں

ہائے اکبر علی تم پہ جانی تم نے پایا نہ اک قطرہ پانی
تشنگی پر تمہاری میں واری میرے اکبر کہاں تم سدھارے
مجھکو ظالم ہیں مرجاتا ہے تم نہیں بچا کر بچاتے
دیکھو ٹھہرے ہیں ساتھی ہیں تاری میرے اکبر کہاں تم سدھارے
ہائے بوسے میں ہیں تیغ کو سر چن پال اشتر ہیں تم اکبر پیارے
میرا پیدا کو آکر جھٹکے واری میرے اکبر کہاں تم سدھارے

ہائے کروں کیا میں اب مرگئے آثار سب
صاف طرح ہیں عیاں لگ گئی برچھی کہاں
سانس ہے اکھڑا ہوا طور سب بگڑا ہوا
پھر گئی ہیں پتلیاں لگ برچھی کہاں
چھا گئی ہے زردی نبض بھی ساقط ہوئی
خشک ہے منہ پر عیاں لگ گئی برچھی کہاں

باپ بھی دیکھے ذرا زخم ہے کیا لگا
بہر خدا دو نشاں لگ گئی برچھی کہاں
توڑ کے سینہ کو چل پشت سے آیا نکل
ہائے دلاور جواں لگ گئی برچھی کہاں
الٹے رگ رگ کے دم اب ہے یہ کیا کیا ستم
اٹھ گئیں ہچکیاں لگ گئی برچھی کہاں

ہائے یہ کیسا اضطراب کیوں نہیں دیتے جواب
کیا نہیں کھلتی زباں لگ گئی برچھی کہاں
آہ در ہے کیا پدر سمجھے ہیں سب چارہ گر
بیٹھی ہے دل پر سناں لگ گئی برچھی کہاں
خون میں لتھڑے ہوئے خاک پہ کیوں ہو پڑے
آگئے ہیں وہم و گماں لگ گئی برچھی کہاں

سحر ہو گیا عصر ہی ہو گئی کم ابھی روانی
کہو بیٹا ہیں اب بیاں ہاتھ سینے سے اکبر اٹھا لو
پاؤں بھی پھیلیں پھر گئے سانس ٹوٹے جائیں نہ
کیوں لبِ دم دیا ہاتھ سینہ پہ بیجان ہاتھ سینے سے اکبر اٹھا لو
بچا ہے نہیں تمہاری یہیں حق کی خونِ غلطاں کی داد جو ہی
ہو گا ختم اور بیچ پیکاں ہاتھ سینے سے اکبر اٹھا لو

آہ کہتے تھے سلطانِ ذیشاں ہاتھ سینے سے اکبر اٹھا لو
زخم کیسا ہے دیکھوں مری جاں ہاتھ سینے سے اکبر اٹھا لو
دیکھ کر تم کو بیتاب بیٹا منہ کو آتا ہے میرا کلیجہ
مجھ سے کرتے ہو کیوں درد پنہاں ہاتھ سینے سے اکبر اٹھا لو
خوف یہ ہے کہ ہمراہ اوس کے جگر کے اور بھی کچھ نہ کھچ آئے
کھینچ لوں میں ابھی کیونکر پیکاں ہاتھ سینے سے اکبر اٹھا لو

ڈھل گیا منہ کا رنگ آہ اے مہ لقا
ہائے مرے نوجواں لگ گئی برچھی کہاں
احسن نالاں خموش اڑ گئے ہیں عالم کے ہوش
سن کے یہ ہم فغاں لگ گئی برچھی کہاں

نوحہ دیگر

جب بلائیں تمھیں ہم نانا تو زباں سے شکایت نہ کرنا
حال پوچھیں تو بس ہم کے گریاں ہاتھ سینے سے اٹھا کر دکھانا
جکے چھید رہے جام کوثر اور کھڑی سیدہ ہوں برابر
زخم کو اپنے تب کر کے پنہاں ہاتھ سینے سے اٹھا کر دکھانا
ہوگی ہر سمت برپا قیامت جس اس وقت جدّ مطہر
کہتے ہونگے یہ شاہ شہیداں ہاتھ سینے سے اٹھا کر دکھانا

نوحہ

کہتے تھے سرور وا ویلا
مر گئے اکبر وا ویلا
خاک زمیں پر رن میں گرے
برچھیاں کھا کر وا ویلا
پانی نہ پایا کر نہ سکے
خشک گلو تر وا ویلا

بھوکے پیاسے قتل ہوئے
فرزند و برادر وا ویلا
پھر گئی ہے گردن پر
تیغ ستمگر وا ویلا
خون میں غلطاں ہائے ہوئے
ریگ تپاں پر وا ویلا

باؤ نکھی تھی مرے گیسوؤں والے اکبر
صدقے جاؤں مجھے پاس اپنے بلالے اکبر
ماں کی آنکھوں میں ہے تاریک جہاں تیرے بغیر
مرے مہتاب مرے گھر کے اجالے اکبر
ہے غضب سینہ پہ برچھے کو ہیں نازکی
تیری چھاتی پہ لگے ظلم کے بھالے اکبر

آ کے میں دیکھوں رہ گئیں
یا رب کدھر وا ویلا
آیا ہے حسن ماہ عزا
سب بچے رو کر وا ویلا

نوحہ دیگر

گم ہوا میرا نور نظر
شیر دلاور وا ویلا
آنکھوں میں ہے تاریک جہاں
ڈھونڈوں کہاں پھر وا ویلا
اکبر مہرو بول اٹھو
بابا ہے مضطر وا ویلا

بیڑیاں پاؤں میں عابد کے ہیں گردن میں ہے طوق
قید سے تو مرے یوسف کو چھڑا لے اکبر
قید زنداں سے وہ جس دم مجھے یاد آتا ہے
رو کے قمری کی طرح کرتی ہوں نالے اکبر
گر قیامت میں کرو تم مدد مونس کی
کون پھر اسکو جہنم سے بچا لے اکبر

خاک سے میں تجھے گودی میں اٹھاؤں کیونکر
درد پہلو کا گرا تر سے زخم ہیں آئے ہیں اکبر
مجھکو لٹوا کے سرے لے جاتے ہیں اعدائے شام
اب تری نعش ہے زہرا کے حوالے اکبر
سر پٹکتی ہے زمیں پر گئی زہرا کے لئے
ہیں سکینہ کے بھی اب جان کے لالے اکبر

کس طرح سوتے ہو آوارۂ دو مادر کو
گھر سے نکلی ہوں یہ کلیجے کو سنبھالے اکبر
تیر کھا کر علی اصغر بھی گئے دنیا سے
اب بھلا گود میں بانو کے پالے اکبر
سر کٹانے کو چلے ہیں سوئے میدان شبیر
اپنی اماں کو رنڈاپے سے بچا لے اکبر

نوحہ

اے جانِ علی اکبر جانِ علی اکبر
اے یوسفِ ثانی گلِ ریحان علی اکبر

وقفہ نہ کیا مرگ جوانی نے نہیں حیف
مادر کو رہا بیاہ کا ارمان علی اکبر

کس ناز سے پالا تجھیں سینے پہ سلا کر
اٹھارہ برس کے مرے مہمان علی اکبر

تم باغ جوانی میں نہ پھولے نہ پھلے ہائے
اے سرورِ ریاضِ شہِ ذیشان علی اکبر

سیراب دمِ نزع تلک تم نہ ہوئے ہائے
اے نخلِ مراد گلِ ریحان علی اکبر

کیوں ماں سے خفا ہو گئے کیوں خلد سدھارے
گھر بانو کا کیوں کر گئے ویران علی اکبر

اب زندگی مادر کو گوارا نہیں تجھ بن
مجھ کو بھی بلا لے ترے قربان علی اکبر

کیا زخمِ سناں چاندی سی چھاتی پہ اٹھایا
اے اوجِ شرف کے مہِ تابان علی اکبر

نادار ہے ماں غسل و کفن دے نہیں سکتی
برداشت کا ممکن نہیں سامان علی اکبر

منہ بند ہے اے لال لب زخم کھلے ہیں ہیہات ہیہات تو
دم تا نکلتے ہوا ور دل خستہ سے پانی ہے ہے علی اکبر
پوشاک تری سرخ ہوئی خون بدن سے میں سوگ بکھولی
اب بندگی چھری تیر سے لے اے مرے جانی ہے ہے علی اکبر
اے ثانی یوسف کا جہان بیچ ہے چرچا ہے بادل محزوں
سب بیٹھو گی ہیں ماں سے مری کہانی ہے ہے علی اکبر

افسوس تہ تیغ ہوا احمد ثانی ہے ہے علی اکبر
واحسرت و دردا علی اکبر کی جوانی ہے ہے علی اکبر
خالق کی دہائی ہے پیمبر کی دہائی لوٹی گئی بانو
بے جرم و خطا قتل ہوا ہے مرا جانی ہے ہے علی اکبر
اے یوسف شبیر تری نعش کو قربان کیا حسن سے تیرا
کیونکر نہ کروں غم سے ترے اشک فشانی ہے ہے علی اکبر

مرعوب ہوئی پیاس میں چوبیس پہر کی
صحرا کی ہوا وحشت کا داماں علی اکبر
ہے عوض یہی آپ کی خدمت میں شب و روز
کاظم پہ رکھو سایہ داماں علی اکبر

نوحہ دیگر

ہے تشنہ کفن پانی رزا گھ میں تمہیں دن ہا لا و زاری
لیجا ہے تو یہ قبر میں تم ماں کی نشانی ہے ہے علی اکبر
پامال کیا قتل کیا نیزہ لگایا پانی نہ دیا آہ
کی امیدوں سے ہے تیری مرتبہ والی ہے ہے علی اکبر
جنگل کی زمیں گھوڑے سے مدفون تجھے کرتی ناچار پیاپے پرکھن
آئی یہ شیں سے لال تجھ نہ پائی ہے ہے علی اکبر

گھر چھوٹ کے رہ گئے پامال یہ بیدم موقعہ پہ بھی ہاے
پردیس ہے جب چھٹ گئی وال تیری نشانی ہے ہے علی اکبر
گھر بار اٹھے آج زمانے سے ہم گزرے ہیں بالک
سب جن و بشر روئے ہیں اشک فشانی ہے ہے علی اکبر
کس بات سے ہم باز آئے نالاں سے خطا ہو بتلا دو تجھکو
وہ کون سی تھی بات جو نہ مانی ہے ہے علی اکبر

یہ سینہ ترا اور یہ بدن اپنے جراحت افسوس صد افسوس
یہ خاک و خون اور یہ تصویر جوانی ہے ہے علی اکبر
جب گھر میں نہ تم تھے کیا کام ہے گھر سے روؤں دلبندا
لازم ہے مجھے خاک ہی جنگل کی اڑانی ہے ہے علی اکبر
یعقوب منظر رو رہے ہیں شہزادہ تم سے اور عرش تمھی
تم احمد ثانی بھی تھے اور یوسف ثانی ہے ہے علی اکبر

تین برس تک پسر گود میں آنکھوں پہ
رکھا پال در کنار پالا تھا کس چاؤ سے
کھلیوں جب تو چلا شاد تھا یہ دل مرا
کرتی تھی دم دم میں پیار پالا تھا کس چاؤ سے
جب ہوئے تم باتمیز ہر گھڑی مثل کنیز
میں نے کیا کاروبار پالا تھا کس چاؤ سے

بہرہ ور سمجھی تھی پیا بھر کے جی
دیکھی نہ ہاں سے بہار پالا تھا کس چاؤ سے
سمجھی تھی سہرا آپ کا اے رشک ماہ
مٹ گیا نقش و نگار پالا تھا کس چاؤ سے
بچپنے سے آپ کے بھر سے تھی حسرت مجھے
کٹ گئے لیل و نہار پالا تھا کس چاؤ سے

حاصل ہی ہوئی دیر سے دل محزوں میں اٹھا ہے جوش
بالا ہی لیتی تھی بصد اشک نشانی ہے علی اکبر

نوحہ دیگر

لیتی تھی ماں ولولہ پالا تھا کس چاؤ سے
ماتے سے گل عذار پالا تھا کس چاؤ سے

چودھویں شب کے قمر کہنے کے تو نظر
صورت خیر البشر ہائے جوانی تری

وہ ترا حسن و جمال اور وہ تری چال ڈھال
یاد کروں کیا میں حال ہائے جوانی تری

سر پہ عمامہ دھرا دوش پہ رکھی عبا
چست وہ بر میں قبا ہائے جوانی تری

جس کا پسر ہے حسین ایسا مرے نازنین
روئے نہ کیوں زار زار پالا تھا کس چاؤ سے

نوحہ دیگر

کہتی تھی بانو پسر ہائے جوانی تری
اے مرے لخت جگر ہائے جوانی تری

اٹھتے ہی دور شباب تم نے کیا یہ عتاب
ہو گیا سونا دیار پالا تھا کس چاؤ سے

مجھ کو نہ تھی یہ خبر سینہ سے تیرے پسر
برچھیاں یوں ہونگی پار پالا تھا کس چاؤ سے

دیکھتی میں رہ گئی جان تری چل بسی
رہ گیا باقی غبار پالا تھا کس چاؤ سے

بانو کہتی تھی دیکھو دہائی آ کے اکبر کلیجے سے لگ جا
صدقے ہو جائے تجھ پر یہ دائی آ کے اکبر کلیجے سے لگ جا
مجھ مصیبت زدہ کے سہارے جان سو بار ماں تجھ پہ وارے
بانو کس بن میں جا کر پکارے آ کے اکبر کلیجے سے لگ جا
میرے عاشق مرے دم کے شیدا میری آنکھیں مرا دم کلیجہ
میرے سینے کو ٹھنڈا کر کے لیا آ کے اکبر کلیجے سے لگ جا

وقت نماز آیا جان اب ہیں دیتے اذان
اے مرے زاہد جوان ہائے جوانی تری
پیٹتا سر کیوں ہیں گھر کے یہ سارے مکین
لخت دل سے شاد ہیں ہائے جوانی تری

نوحہ دیگر

پھول سے رخسار لال چاند سا روشن جمال
اسپہ وہ بل کھائے بال ہائے جوانی تری
بھیگیں مسیں ماہ رو اسپہ وہ خط کا نمو
کھلتے ہی جیاں ہو بجھائے جوانی تری
چاؤ نہ نکلا کوئی دل کی ہی دل میں رہی
سر پہ قضا آگئی ہائے جوانی تری

نوحہ

ہائی تھی ماں سوگوار میرے پیارے واسطے
قید ہوں میں دل فگار میرے پیارے واسطے
کیا ہیں اکبر خبر برہنہ سر اونٹ پر
روتی ہے ماں زار زار میرے پیارے واسطے
بانو ہے اور ملک شام اندھی ہے خلقت تمام
چاروں طرف بیشمار میرے پیارے واسطے

گیسو والے مرے ماہ پارے آسمان ہونت کے تارے
تا ز اب ہم اوٹھا چکے سارے آ کے اکبر کلیجے سے لگ جا
اپنی عاشق پھپھی سے کہو تم سر سے کالی اتروا دو چادر
تم تو غافل نہ سمجھے تھے ہم بھرا کے اکبر کلیجہ سے لگ جا
کر گئیں بڑھ کبھی نانواتی کھانا کھاتی نہ پیتی وہ پانی
درد تھی ماں مگر یہ کہاتی آ کے اکبر کلیجہ سے لگ جا

میری جان دل میں زخم کاری ہے ابھی میری آنکھوں جاری
میرے گلگوں قبا پیچھے واری آ کے اکبر کلیجے سے لگ جا
بیٹ بھونگی وہ پچھی کہاتی وہ دیکھ پیا وہ آنکھیں بچھاتی
ہائے جانی تری نوجوانی آ کے اکبر کلیجے سے لگ جا
اب تڑپتا ہے دل ہر میں پر چھائی تھا کبھی سوں بھگر
چھاؤں کی چھاؤں کس میں جا آ کے اکبر کلیجے سے لگ جا

[illegible]

پہونچا نہ اگر زخم سے پھٹ جائیگا کلیجا سے کھٹکا کہ چھاتی لگانا

آتی ہے بہو میں حسرت دل کیونکر نکالوں کیونکر دلے

یک پیری صد عیب ہے کہتے ہیں بیٹا وہ وقت ہے میرا

تم جیسے جواں بیٹے کو کس طرح اٹھاؤں کیونکر دلے

اٹھا سکی نہیں مجھ سے تو یہ نعش تمہاری اے گود کی پالی

دریا پہ سے عباس کو خیمے میں بلاؤں کیونکر دلے

تم ہم سے نہیں چھٹے اگر رب بلاؤ

اس مملکت ہند کو پھر یاد نہ کیجو

نوحہ دیگر

رن سے اماں کس طرح تمہیں گھر میں بلاؤں اے دل

اے پیارے سنبھالوں کہ میں آپ کو سمجھاؤں کیونکر

کیونکر کہوں ان باغیوں سے جا کے کہ میت

تم قطع ہم اعزت شش و نہ کیجو

اکبر تمہیں ارمان سے بانو کی قسم ہے

تم گور کی بنی ابھی آباد نہ کیجو

تمہاں قضا الہی پھر ارمان الہی

یا شہ مرے دل کی اولاد نہ کیجو

بولے امام پردہ اٹھاؤ کوئی
لائے ہیں اکبر کو ہم پردہ اٹھاؤ کوئی
یہ مرا نور نظر یہ مرا لخت جگر
آیا ہے مشکل سے گھر پردہ اٹھاؤ کوئی
ہائے مرا گلپسر خون میں ہے سب تر بتر
آکے در خیمہ پر پردہ اٹھاؤ کوئی

دریائے شہادت میں پہلے نہانا تو خوب تھا بیٹا
بس تم نے کی بابا سے ہیں ہی پہلے نہلاؤں کیونکر ہائے
خاموش ہو خاموش بہنے ضعف و لیکن [illegible]
مانع نہ ہو گر زخم تو چھاتی سے لگاؤں کیونکر ہائے

نوحہ دیگر

ایک شخص بھی آگے شریک درد ادھر جو ہو تو
اس شخص کی ہمراہی میں لاشہ کو اٹھاؤں کیونکر ہائے
پر زور امامت کا یہاں قدر نہیں ہے وہ اور ایک شے
چاہوں تو ابھی نہر پہ جا پیاس بجھاؤں کیونکر ہائے
چاہوں تو ابھی چھاڑوں حکم خدا سے ہاتھ بھی
تقدیر کے لکھے کو مگر کیونکہ مٹاؤں کیونکر ہائے

نوحہ

بانو نے کہا پیٹ کے سر کہ اے علی اکبر تم رن کو نہ جاؤ
تم جاؤ گے گر رن کو تو مر جاؤں گی مادر تم رن کو نہ جاؤ
ہتھیار لگاؤ نہ کمر باندھو کے دلبر جان کرو پھر [illegible]
واری گئی صدقے گئی قربان گئی تم پر تم رن کو نہ جاؤ
اے چاند مرے پارۂ دل گیسوں والے لاکھوں نکو پا
ماں تری مر جائے بلائیں تری لیکر تم رن کو نہ جاؤ

زخم جگر کاری ہے ہمیں خون جاری ہے
کوچ کی تیاری ہے پردہ اٹھا لو کوئی
ستے کہاں پھپھیوں سے صاحبو آیا ہے
جلدی سے اب اُن کے پردہ اٹھا لو کوئی
واصف شاہ امام کہتے تھے رو رو امام
اب نہیں تاب قیام پردہ اٹھا لو کوئی

پوچھ نہ کر قتیل و قاتل اس کا ہے اب غیر حال
کرنے لگا ہے انتقال پردہ اٹھا لو کوئی
خون میں سرشار ہے مرنے کو تیار ہے
چھیڑنا دشوار ہے پردہ اٹھا لو کوئی
کھایا ہے برچھی کا پھل سر پہ کھڑی ہے اجل
جائیگا اب دم نکل پردہ اٹھا لو کوئی

[illegible]

بیاہ نہ اسکا رچا دل کا مطلب ہوا
مر دسے پہ سہرا بندھا مر گیا اکبر مرا
حال تیرا اب وہ کیا بانو کا جانے لکھا
اس کو یہی ذکر تھا مر گیا اکبر مرا

نوحہ دیگر

اے خدا تو بتا کس نے لیا ہے چھپا
ہائے وہ ماہ لقا مر گیا اکبر مرا
چین مرا لے گیا داغ مجھے دے گیا
بات نہ پوچھ کہ گیا مر گیا اکبر مرا
نیزہ تھا جدم لگا لایا نہ کوئی اٹھا
دل میں یہ ارماں رہا مر گیا اکبر مرا

تشنہ تھا یاں سے گیا پانی نہ اسکو ملا
پیاسا کٹا کر گلا مر گیا اکبر مرا
یا علی ہے سر جدا مجھ سے بچھائی اب
پوتے کو دیکھے جلا مر گیا اکبر مرا
زیست کا پائی مزا دیکھا نہ اس نے ذرا
دنیا سے ارمان بھرا مر گیا اکبر مرا

بیٹھا نہ تجھ پاؤں پیاری مجھے وہ بچھاوں خاک پیارے
جیتے ہیں ہم سے خاک ہوئے اور خاک ہوئے جینا اے گیسوؤں والے
اے گیسوؤں والو اے گیسوؤں والے ۔ اے گیسوؤں والے
کیا کہے ہیں وں تجھ تری تجھ بتلا اے گیسوؤں والے
سنتا ہوں پیارا کہوں یار آج والا دکھ درد کا مارا
پھر کہوں پیا کہوں فرزند کہوں یا اے گیسوؤں والے

افسوس کہ دوری بھی نہ تھی تری فرقت وہی
بھیگیں نہ میں بھی تری وہ حسرت نہ دریا اے گیسوؤں والے
کبھی تھی بچھاؤں تجھے شاد تمہاری اے گیسوؤں والے
بیا کہ روشن نہ ہو پیارا الفت اے گیسوؤں والے
سینہ سے کلیجہ ترا باہر نکل آئے یہ زخم نہ دکھائے
کیونکر نکلا آئے ہم سنبھالے کیجے اے گیسوؤں والے

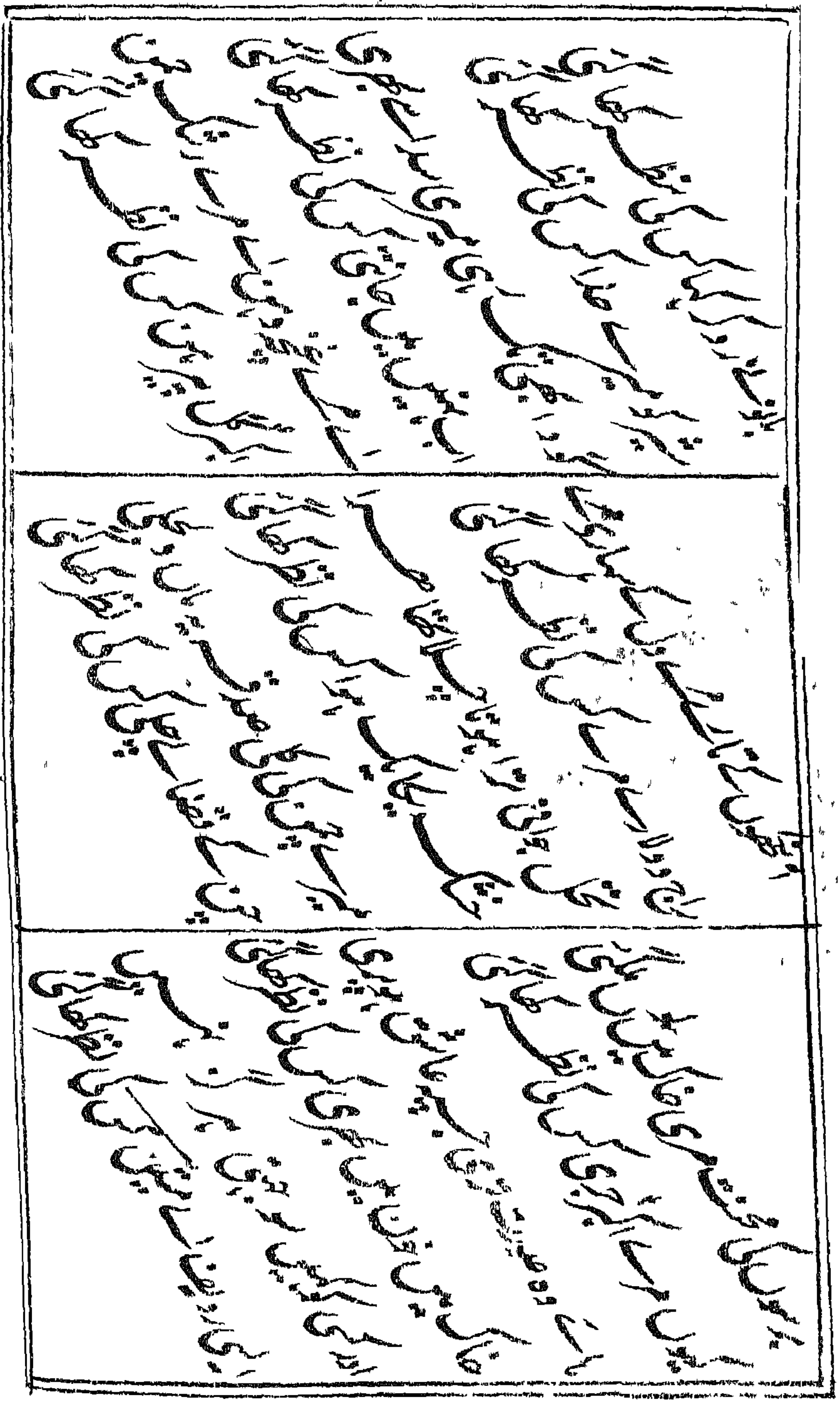
ہو لاشہ اکبر پہ غل ہے ورلیا اے گیسوؤں والے
افسوس صد افسوس نہ بچھا ترا سہرا اے گیسوؤں والے
تجھے باپ کے عاشق سے دیا ساتھ نہیں کام پیا سینہ پیر
ہاں بھرتی جہاں کا بھی میاں آیا اے گیسوؤں والے
ہیں بھری ہوئی تیر پیچھی جان میں نہ ساقی ترا ہو
ہوا ہے خفا کیا ہمیں لے صدا اے گیسوؤں والے

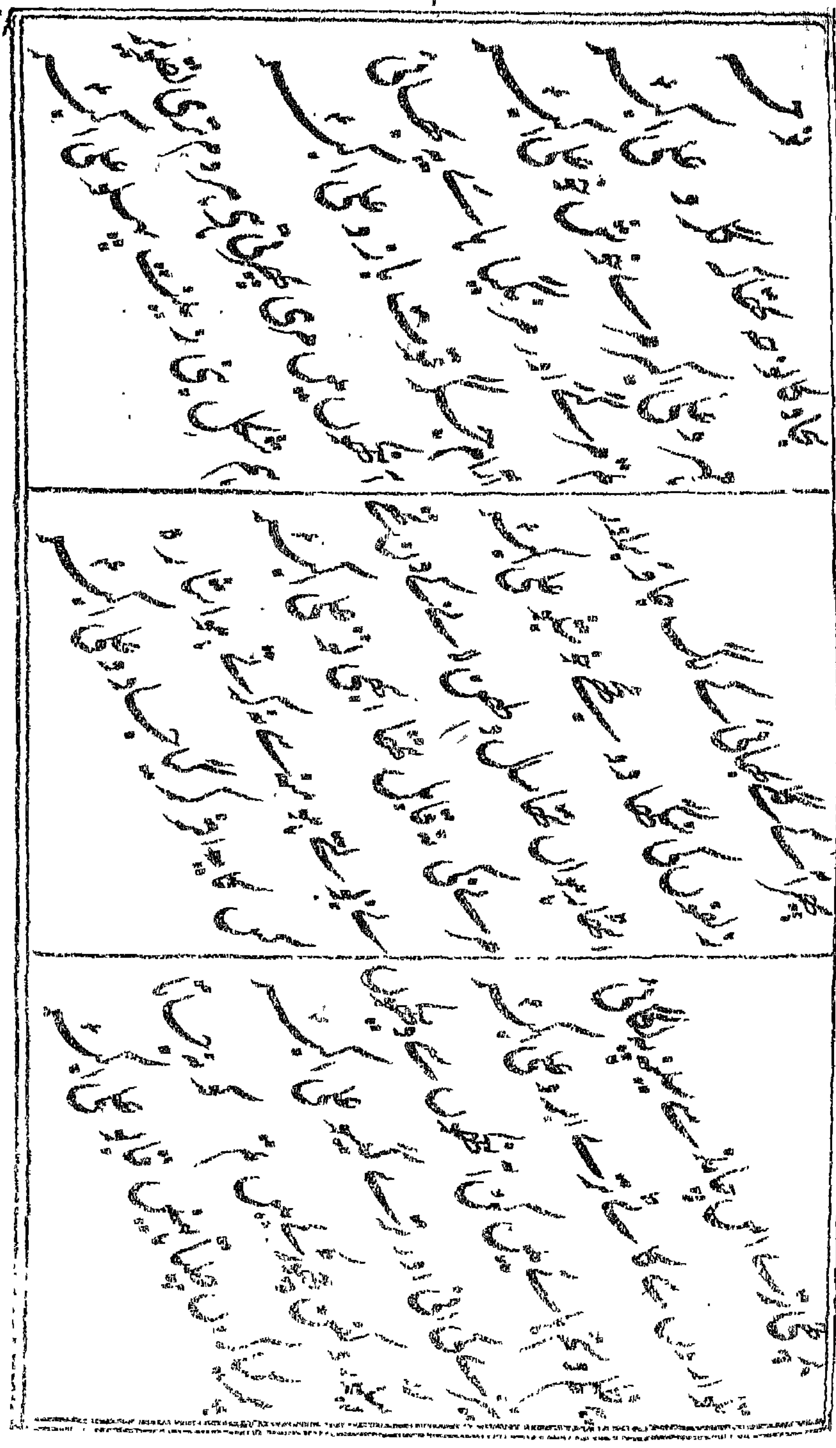
باپ کا نور نظر اماں کا لخت جگر
کھا کے سناں مر گیا اکبر گلگوں قبا
آہ مرے دلربا واہ مرے مہ لقا
کشتہ شمشیر جفا اکبر گلگوں قبا
باپ کو بٹھا گیا ماں کو غم مر لیا
ٹھنڈا پسینہ گیا اکبر گلگوں قبا

بانو نے رو کر کہا اکبر گلگوں قبا
ہائے جہاں سے گیا اکبر گلگوں قبا
کیونکہ میں غم میں ترے صبر کروں لاڈلے
اب مجھے تو ہی بتا اکبر گلگوں قبا
میں کیا کروں کیا یہاں سال تھا اٹھارواں
ہائے پر ارمان مرا اکبر گلگوں قبا

ہائے مرے ارمان جوان ہو کے دکھا شان علی
پالا تھا جواں کر کے تجھے دیکھا اے گیسوؤں والے
بیٹا مجھے میں کس کیا جان مری جان دل حیدر
روؤں تجھے فرزند میں کھڑا کر کھینچا اے گیسوؤں والے
روؤں میں تجھے ڈھونڈ کے ہم یوسف ثانی یا مثالی
یا فقط شبیہ نبی کیوں پیٹ سراپا اے گیسوؤں والے

[illegible]





لوٹتے ہیں یہ لعیں خیمہ جب پایا کہیں
چھین لی سب کی ردا کیا ہوا اکبر مرا
یا علی فریاد ہے چور سے بیداد سے
کچھ نہیں ملتا پتہ کیا ہوا اکبر مرا
پھر سے اکبر کہاں جا کے نصرت یہاں
لٹ لیا ہم کو آ کیا ہوا اکبر مرا

تیرا ارمان تھا ہائے مری جان بیٹا
ہو گیا مجھ سے جدا کیا ہوا اکبر مرا
ہائے مرا نوجواں سال تھا اٹھارہواں
بیاہ تھا اس کا ہوا کیا ہوا اکبر مرا
صورت پیغمبری ہائے ہوئی میں بھری
کیا یہ غضب ہو گیا کیا ہوا اکبر مرا

تھا وہ عالم کی زیارت کا ہوں مشتاق
پیا کو دکھا دو رخ پیارو علی اکبر

نوحہ دیگر

بانو کا یہ بین تھا کیا ہوا اکبر مرا
ڈھونڈو تو لگا دو ذرا کیا ہوا اکبر مرا

بانو کی جو تھی بکا لکھے وہ مقدور کسے
کہتی تھی صبح وطن کیا ہوا اکبر مرا

نوحہ دیگر

کیسے پیٹوں نہ سر کہیں جاؤں کدھر کو
بانو نے کہا لوگو مرے ڈھونڈو پسر کو

میں جانتی گر جائے گا میدان میں مارا
بھولے سے بھی جانے نہ کبھی دیتی ادھر کو

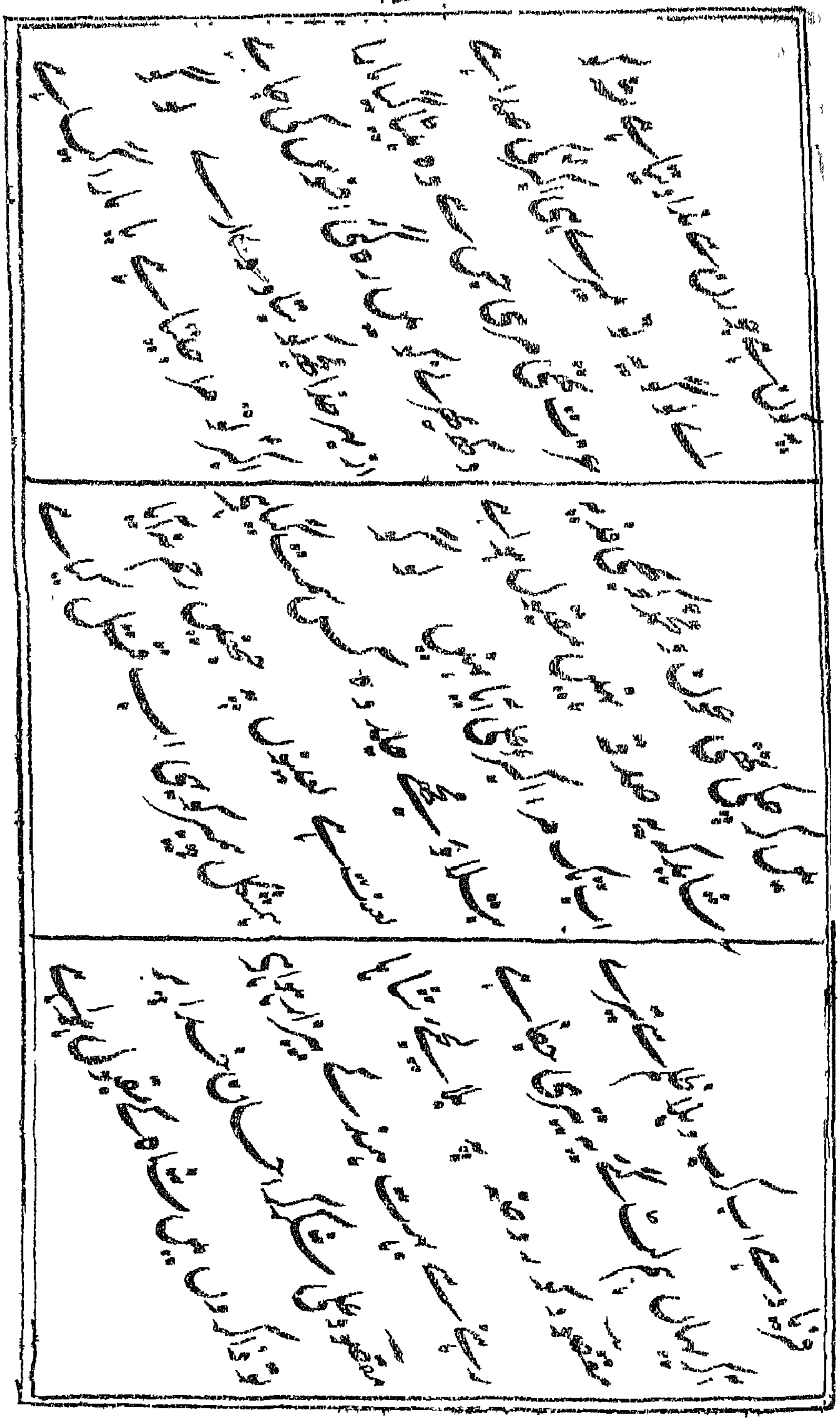
تھا گھر کا اجالا مرا وہ چودھویں کا چاند
تاریک کیا مرنے نے اُسکے مرے گھر کو

اس سال کی میں سالگرہ کرنے نہ پائی
راس آیا نہ اٹھارہواں سن میرے پسر کو

مل جائے اگر لعل مرا گیسوؤں والا
اُس پر سے تصدق کروں میں لعل و گہر کو

اشک آنکھوں سے جاری ہیں کہ اکبر گئے مارے
تا حشر نہ روکوں گی میں اس دیدۂ تر کو

اک مرنے نے اکبر کے کیا سب کو پریشاں
مادر کو پھپھی اماں کو اور اپنے پدر کو



نوحہ

بانو نے کہا لاشۂ اصغر کی بلا لے اے ہنسلیوں والے
تم مر گئے میں مر گئی سب کی بلا لے اے ہنسلیوں والے
یہ بال چھنڈولے ترے بڑھوا نہ پائی ابھی اجل آئی
تقدیر نے کیا کیا مرے ارمان نکالے اے ہنسلیوں والے
ہے رات اندھیری غضب اور سونا ہے جنگل کی طرح یاں
آ کے کوئی بچّہ مرے گود کو پالے اے ہنسلیوں والے

جھولا یہ ترا اٹھ کے بلائیں کرونگی با گریہ و زاری
جا تو نہیں سکتے تم چھوٹے اے ہنسلیوں والے
پی جاتی کبھی زہر پر ارمان جو چھٹتے اور دو لبیں کے
جھولے ہی میں تم تڑپ کے رہے ہو چکے پالے اے ہنسلیوں والے
داغِ دلِ لالہ تھی لبِ لعل کی سرخی ... جو تھی
پیدا ہوں لال تری جان کو پڑ جائیں ہیں لالے اے ہنسلیوں والے

گہوارہ کو رو رو کے بلائیں کرونگی جب تک کہ جیونگی
بے چین نہ کیوں ہو ارے ماں ہی تیں یاں جھولا چھٹا اے ہنسلیوں والے
ہیں چشم بہ رہ اماں نہیں اور زبیکس بیاباں ہیں سے بیاباں
بیٹھے گی کس طرح بچھیں ناز کے پالے اے ہنسلیوں والے

نوحہ دیگر

گھر کا اجالا مرا گود کا پالا مرا
پیاسا جہاں سے گیا ہنسلیوں والا مرا
حلق میں کھائے تیر جب نہ ہٹے سینہ پر
چھپا نہ سہا وہ لاڈلا ہنسلیوں والا مرا
پیاس میں کھینچ لایا اُمڑ کے سے یہ لطف
گھر سے نہیں پلٹا ہنسلیوں والا مرا

کرتا بنا کر سیا رکھا تھا اُسکو دھلا
پہننے پایا نہ تھا ہنسلیوں والا مرا
اصغرِ ناداں مرا یوں ہی جہاں سے چلا
کچھ بھی نہ پھولا پھلا ہنسلیوں والا مرا
ہنسلیاں منت کی تھی اُسکی بڑھائی نہ تھیں
چھین قضا لے لیا ہنسلیوں والا مرا

بانو نے رو کر کہا ہنسلیوں والا مرا
ہنسلیوں مار گیا ہنسلیوں والا مرا
یہ تو بتا حرملہ بچے کی تھی کیا خطا
مار کے تو نے دیا ہنسلیوں والا مرا
نازنیں اس کا گلا کیوں کیا زخمی بتا
تیر کے قابل نہ تھا ہنسلیوں والا مرا

آئے جھولے سے جب بال نکالو تو ہوا لال
آئے ہیں سو سو خیال گود مری خالی ہے
وہ وہ صدمہ اترا ہوا اُسے شستا ہے آ
صدقے ہو ماں دل ربا گود مری خالی ہے
کون گھڑی سے یہاں روتی ہے بانو جاں
بیٹھ رہے ہو تم کہاں گود مری خالی ہے

آہ علی اصغر کی دیر نہایت ہوئی
بھوک لگی ہوئے گی گود مری خالی ہے
میری غریبی پہ جاؤ ماں کا بڑھاپا بچاؤ
بچی مرے گھر کی آؤ گود میری خالی ہے
جانوروں تک نے گھر میں بسیرا لیا
تم نہ پھرے مہ لقا گود میری خالی ہے

بانو نے کی جو یہ آہ کہ خدا کے گھڑی
مارا گیا ہے خط ہنسلیوں والا مرا

نوحہ دیگر

کرتی تھی بانو بکا گود مری خالی ہے
آئے نہ اصغر پھرا گود مری خالی ہے

اللہ رے اصغر یاں سے یہ بخشش
آجا مناؤں آ مرے اصغر
دل سے تڑپتا سینے سے اپنے
جھٹ لگاؤں آ مرے اصغر
سونا ہے جنگل چلتی ہے ریتی
گہوارے میں لٹاؤں آ مرے اصغر

پانی پلاؤں آ مرے اصغر
کھانا کھلاؤں آ مرے اصغر
کیسی تھی بانو رن کے بتیا
گودی بساؤں آ مرے اصغر
آ میں سناؤں قصہ اکبر
آ میں سلاؤں آ مرے اصغر

جون جون کہوتی ہے شام ہوتی یاں دم تمام
کس سے کہوں لال قاسم گودو مری خالی ہے
اب تو بیٹھیں الحذرش سے ہمارا جگر
بالا کے اس قول پر گودو مری خالی ہے

واحد دیگر

درد و الم کی اپنی کہانی
کس کو سناؤں آ مرے اصغر
چھاتی میں دل پر غم کی گھٹائیں
کس کو دکھاؤں آ مرے اصغر
باتیں سنوں پھر تیری زبانی
غم کو بھلاؤں آ میرے اصغر

پھرتی ہے صورت آنکھوں میں تیری
دل میں بٹھاؤں آ مرے اصغر
زخمی گلے میں میلا ہے کرتا
کپڑے پنہاؤں آ مرے اصغر
تجھ کو گنوا کر ہائے میں کب تک
صدمے اٹھاؤں آ مرے اصغر

سوکھے گلے کو ہو گی اذیت
ہنسلی بڑھاؤں آ مرے اصغر
آ جا رے اصغر کہتی ہے مادر
جھولا جھلاؤں آ مرے اصغر
گودی میں لیکر بیٹے کو اپنے
آ میں کھلاؤں آ مرے اصغر

چھٹ میں آ تو ایسا ہو واں
لینے کو آتے اور مضطر
بھول گیا تو پھر سمجھے کیوں کر
آہ گھبراتے اور مضطر
اتنا نہ دکھ دے غمزدہ ماں کو
صدقے یہ جائے اور مضطر

مجھ کو جو پائے اور مضطر
رنج کھلائے اور مضطر
آ مرے اصغر کب سے بلا کا
قصہ سنائے اور مضطر
کون ہے گھر میں بیچ کے جس کو
رن سے بلائے اور مضطر

پھو گا نہ کھن پھر کے بھی بن بن
بیٹا میں پاؤں آ مرے اصغر
کبھی کبھی احسن پا تو معصوم
پلاتی پلاؤں آ مرے اصغر

نوحہ دیگر

خاک ہے تجھ بن زندگی اجا
چھاتی لگا لے مادر مضطر
داغ جدائی رنج عزیزاں
دل کے او کھاتے مادر مضطر
سہے ہی اصغر کیا تری مرضی
چین نہ پائے مادر مضطر

اب ہے کہاں تو کچھ تو بتادے
کس طرف آئے مادر مضطر
ایسا نہ ہو یہ روتے ہی روتے
خلق سے جائے مادر مضطر
اب یہ علی اکبر جس کو بلا کر
پاس بٹھائے مادر مضطر

نام خدا آ دیر نہ کر اب
غم کو بھلائے مادر مضطر
رن میں ہوا تو جانے کے قابل
شادی رچائے مادر مضطر
کنگن لگا ہے سرخ ہے کرتا
دولہا بنائے مادر مضطر

منتوں کے دن ہو گئے پورے
طوق بڑھائے مادر مضطر
دور ہیں اب غم میں چہیتے
جان گنوائے مادر مضطر
اصغرؑ تا واں شکل دکھا جا
سن کے بلائے مادر مضطر

از سر نو پھر زندہ ہو تجھ کو
دیکھے چھپائے مادر مضطر
دے گیا اکبر داغ جدائی
کس کو دکھائے مادر مضطر
پاس سے حسن کہتی تھی بانو
کس جگہ جائے مادر مضطر

نوحہ

یا اللہ چھپالی دلبر دو بالی میرے اصغر کہاں تم سدھارے
گئی ساری گھر کی صفائی میرے اصغر کہاں تم سدھارے
کھا کے گردن پہ اک تیر کاری کر کے بابا کو اصغر سواری
کربلا میں لٹا کمائی میرے اصغر کہاں تم سدھارے
دودھ کیا نہ پانی بھی پایا ہائے مرنے کا پیغام آیا
دم کے دم میں اجل ہاتھ آئی میرے اصغر کہاں تم سدھارے

یہ نہ سوچا تھا جب پیشی کی حالت کیا یہ گمان تھا اور کا میری
میری بھی یاد پھر کبھو آئی میرے اصغر کہاں تم سدھارے
لیتے تیر لب چھین کر تشنگی جا چھپائی معزز
الگ پر میرے سے دل میں لگائی میرے اصغر کہاں تم سدھارے
کچھ تسلی نہیں وہاں پر دل میں اپنے قابو میں جب سے
برچھی سینہ پہ اکبر نے کھائی میرے اصغر کہاں تم سدھارے

تھی تو مجھ کو یوں ہی تو اصغر دو دل کہاں اٹھا کر
صدقے تم پر سے ہو جاؤں میرے اصغر کہاں تم سدھارے
تم تو تنہا نہ سوتے تھے دم بھر آئے گی نیند جنگل میں کیونکر
جا کے کس بن میں پیاس بجھائی میرے اصغر کہاں تم سدھارے
مشورہ ہی نہ کچھ مجھ سے چاہا بے خبر ہائے افسوس رکھا
ساتھ حضرت کے چلی بے وفائی میرے اصغر کہاں تم سدھارے

رہ سکے گھر سے تنہا نکلے پانی پینے کی تھی پیاس کیسے
اس کے ارمان میں صورت دکھائی میرے اصغر کہاں تم سدھارے
یاد کر کے تمہیں اے معزز جان میں دوں گی جی لو یہ اصغر
سہ سکوں گی نہ ہرگز جدائی میرے اصغر کہاں تم سدھارے
دفعتاً مجھ کو دل سے بھلایا پاس حضرت کا بھی کچھ نہ پایا
ایسی آفت کہاں جا کے پائی میرے اصغر کہاں تم سدھارے

لاڈلی تھی ریت پر ہے جان کا خوف خطر
پھوٹ پڑے ہیں رتن اصغر نہ گرد اپڑیاں
ہے سہمی بہو کا غضب وسے اگر جان پر
[illegible] ساتے ہیں کفن اصغر نہ گرد اپڑیاں
[illegible] ہے وارثی مجبوری ہے ناچاری ہے
[illegible] بے کفن اصغر نہ گرد اپڑیاں

بچے سلطان زمن اصغر نہ گرد اپڑیاں
بابا کو تشنہ دہن اصغر نہ گرد اپڑیاں
کیا ہم پہ یا شہ یہیں مقام ہیں ظالم یہیں
ہے صبر ہی اپنا چلن اصغر نہ گرد اپڑیاں
کربل میں پہ سب ہی ہلاک [illegible] ہیں ہوا اور فلک
دیکھو یہ چرخ کہن اصغر نہ گرد اپڑیاں

سب کے آل کو کہہ کے پیچھا تی تشنگی ہو [illegible] پانی
[illegible] اٹھا کر [illegible] سب سے [illegible] کہاں [illegible]
[illegible] اک [illegible] اٹھا سر [illegible] باپ کی [illegible]
[illegible] ساری [illegible] سب سے [illegible] کہاں [illegible]

نوحہ دیگر

افسوس باغ دہر سے جاتے ہو میرے سامنے
دیتے مجھے ہو تم لعن اصغرؔ رگڑو ایڑیاں
کس کو دکھاؤں دلربا یا آپ کو دیکھو ذرا
ہے چور زخموں سے بدن اصغرؔ رگڑو ایڑیاں
احسنؔ کہاں ہو خود بشر بیتاب و مضطر ہوگا
سن سن کے یہ شہ کا سخن اصغرؔ رگڑو ایڑیاں

اپنا بجز ذات خدا کوئی نہیں ہے دوسرا
ہم ہیں مسافر بے وطن اصغرؔ رگڑو ایڑیاں
گر خون میں کرتا بھرا روتے ہو کیوں ڈر کیا ہوا
اٹھ کر بدل لو پیرہن اصغرؔ رگڑو ایڑیاں
دیکھو نہ تڑپو لاڈلے زخم گلو کی راہ سے
سب بہہ گیا خون بدن اصغرؔ رگڑو ایڑیاں

دل کو سنبھالیں یا تمہیں یہ تو بتا آپ ہیں
لاحق ہیں سو رنج و محن اصغرؔ رگڑو ایڑیاں
اٹھو کہ ہم ہیں منتشر خیمہ میں بانو منتظر
بیٹھی لئے ہے پیرہن اصغرؔ رگڑو ایڑیاں
آتا ہے اب اٹھا ہوا منہ کو کلیجہ باپ کا
یوں خاک پر رکھ کر دہن اصغرؔ رگڑو ایڑیاں

نوحہ

نوحہ گری تھی بانوئے مضطر ساتھ مادر کا چھوڑو نہ صغرا
میرا حق میری محنت بھلا کر ساتھ مادر کا چھوڑو نہ صغرا
جب تھی پاؤں کی گود میں تم کو حال کیا ہوگا اسوقت سوچو
رحم کھا کر مری بیکسی پر ساتھ مادر کا چھوڑو نہ صغرا
نوجواں بھائی اکبر تمہارا جا کے رن میں گیا ہائے مارا
اسکے غم میں ہوں میں بھی مضطر ساتھ مادر کا چھوڑو نہ صغرا

پھر کھایا گلے پر جو تم نے زخم اسکا لگا دو پھریرا
دونو بسمل ہیں مظلوم ویسے پر ساتھ مادر کا چھوڑو نہ صغرا
جاؤ ملک عدم کو نہ تنہا لیچلو ساتھ ماں کو بھی بیٹا
کرتی خدمت چلوں گی برابر ساتھ مادر کا چھوڑو نہ صغرا
رن کو جاتے ہیں شاہ مدینہ جان کھوتی ہے رو رو سکینہ
غم کی چھائی گھٹائیں ہیں پر ساتھ مادر کا چھوڑو نہ صغرا

پیاسے بچے کو سمجھا کے اصغر سے کیوں تم کو چھوڑا
پیارا [illegible] ہمیں [illegible] دلبر ساتھ مادر کا چھوڑو نہ صغرا
رن میں پیاسے ہیں شور قیامت پائی ان سبھی نے شہادت
اب مصیبت کا ہے وقت سب پر ساتھ مادر کا چھوڑو نہ صغرا
[illegible] غم [illegible] ہوتا ہے گا
روسکی [illegible] میں بیکس ساتھ مادر کا چھوڑو نہ صغرا

ابن حسن قاسم جواں بھائی تمہارا تشنہ لب
رن سے نہ واپس آ سکا اصغر نہ چھوڑو ساتھ تم

زینب کے لخت دل عون و محمد ایک دم
دونوں ہوئے تم سے جدا اصغر نہ چھوڑو ساتھ تم

بیٹھے ہوئے ہو اقربا ہمراہ تھے سب باوفا
دل سے [illegible] کے حق پر فدا اصغر نہ چھوڑو ساتھ تم

کہتے تھے شاہ کربلا اصغر نہ چھوڑو ساتھ تم
سب قافلہ ہم سے چھٹا اصغر نہ چھوڑو ساتھ تم

[illegible] ولقب عباس بھائی نامور
ٹھنڈک [illegible] سو رہا اصغر نہ چھوڑو ساتھ تم

مجبور ہو کر پیاس سے اکبر تلاش آب میں
گھوڑا [illegible] گیا اصغر نہ چھوڑو ساتھ تم

صدمے گزریں جان پر [illegible] بھی چلی [illegible]
ساتھ ہو کر چلو بچی اور ساتھ مادر کا چھوڑو نہ اصغر

سب بابا ہم سے چھٹے سرور [illegible] و بابا [illegible]
باقی تھی پاس اک [illegible] ساتھ مادر کا چھوڑو نہ اصغر

نوحہ دیگر

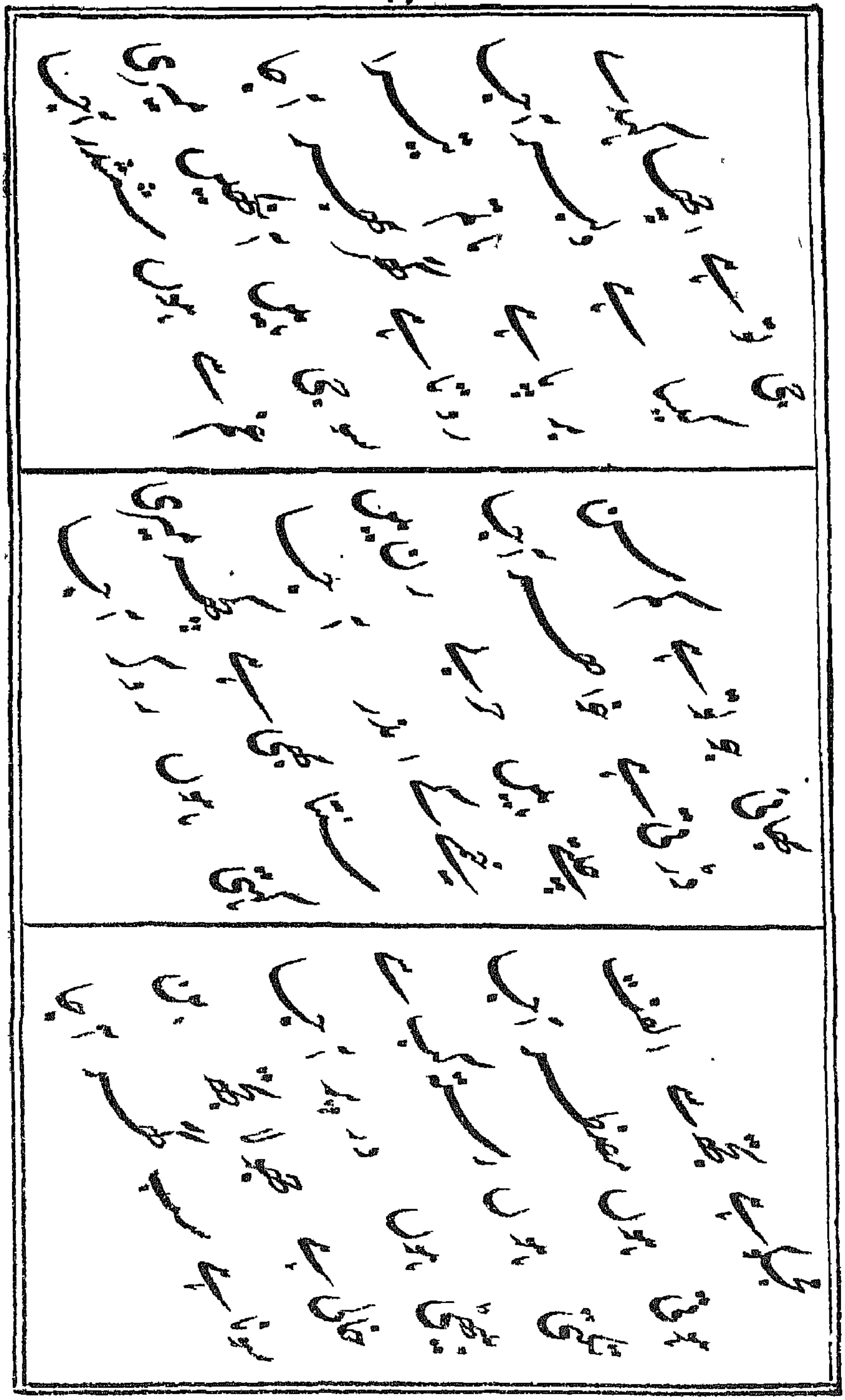
آیا نہ اب پلٹ کر نہیں میدان سے آیا
کیا اس پہ گذرا مرے معصوم برادر
پانی بھی ملا یا نہ ملا کچھ تو بتا دے
سیراب ہوا یا رہا محروم برادر
جس سے ہی پی سکے کبھی ہوں اٹھالی ہاں پر
بچی پہ عجب طرح وہ مغموم برادر

نوحہ

کہتی تھی سکینہ مرے معصوم برادر
اے تشنہ دہاں اصغر مظلوم برادر
یہ خواہر غم دیدہ سکینہ کئی دن سے
ہے کس لئے دیدار سے محروم برادر
کیا جی میں سمائی جو نہیں سامنے آیا
کس بات پہ روٹھا نہیں معلوم برادر

بھیا علی اکبر سے تم ملنا ہی گر چاہتے
میں بھی چلوں ٹھیرو ذرا اصغر نہ چھوڑو ساتھ تم
یہ دشت ہے دور از وطن آشوب اور شر ہے بپا
یاں پاؤ گے معصوم کا اصغر نہ چھوڑو ساتھ تم
آتی عجب ہو گا فغاں فرماتے تھے جب شاہ دیں
پیاس کا کم بھر اصغر نہ چھوڑو ساتھ تم

[illegible]



ایسا نہ ہو زخم گلو ہو جائے زیادہ ہاے و
مرجائے وا ویلا اصغر تڑپا اس قدر
بیکسی ہائے ہو اگر پیاسے ہائے ہو اگر
لگا تیر پیاسے حلق پر اصغر تڑپا اسقدر
بیکس ہے بہا لہو جو کا منہ میں ہائے بھر گیا
اور ہو گئے سب چپ ہیں ترا اصغر تڑپا اسقدر

بولے شہ تشنہ جگر اصغر تڑپا اس قدر
صدقے پدر قربان پدر اصغر تڑپا اسقدر
کچھ بچے کا ہی سن گیا شیر خواری کے ہیں دن
پوتے ہو حیدر کے گلا اصغر تڑپا اسقدر
ہے ہے ہوا ایسا کہیں جاتی ہے جاں بچیں
کر جاؤ دنیا سے سفر اصغر تڑپا اس قدر

السلام تمہے کام آؤ تم میری سپر بنجاؤ تم
تو بیٹا جو آکر اہل شر اصغر تجھکو چھوڑنا
اشرف پہ آکر کے بیاں روتی تھی بانو خستہ جاں
پیارے مرے جان و جگر اصغر تجھکو چھوڑنا

نوحہ دیگر

سر نعش پہ صغرا کی کیا شور بصد غم اے منصف عادل
یہ بچہ مرا تھا تہ صلح سے تھا کم اے منصف عادل
پانی کی عوض حلق پہ ہی تیر لگایا کچھ رحم نہ آیا
کرتے نہیں بس جور و جفا ترک و دیلم اے منصف عادل
بچے کا بھلا جرم تھا کیا اتنا نہ سوچا اور کچھ بھی نہ سمجھا
بے جرم و خطا مار تھا کیا حرملہ ظالم اے منصف عادل

بیٹا کہیں ایسا نہ ہو ہاتھوں سے چھٹ کر پڑو
دیکھو یہ بڑھاپے میں پدر اے صغرا نہ تڑپو اسقدر
بس واصف نہ آگے بیاں کہتے تھے شاہ انس و جاں
اب تو خدا کو مان کر اے صغرا نہ تڑپو اسقدر

نوحہ دیگر

حلق سے تیر کو کیونکر نکالوں ٹھہرو تو
گھبراتا ہے میرا جگر اے صغرا نہ تڑپو اسقدر
کاندھے سے لگ جاؤ میرے تا ہم نکالیں تیر پر
اور پچکیں پیارے کو گھر اے صغرا نہ تڑپو اسقدر
ٹوٹی ہے بابا کی کمر چھلنی ہے بابا کا جگر
زورہ ہے ہاتھوں میں پسر اے صغرا نہ تڑپو اسقدر

کہتی تھی سکینہ کہ مری گود میں آؤ بھائی
پھیلائے ہاتھ بیبی ہے خواہر جواب دے
یہ جانتی ہوں بول نہیں سکتا ابھی
پیارے اشارے ہی سے ہمک کر جواب دے
اعدا سے تیر اور تو آ بھر کے مر گئے
دو کس سے کھایا علی اصغر جواب دے

کہتی تھی رو کے لاشہ سے مادر جواب دے
اے میرے تشنہ لب علی اصغر جواب دے
بابا کے ساتھ پانی تو پینے گیا تھا لال
اعدا نے کیا دیا ہمیں ساغر جواب دے
اس سن میں تیری پیاس کی شدت نے ہاں قہر
کیا گذری کھا کے تیر ستمگر جواب دے

آسان ہیں تری راہ رضا میں ہمیں آزار گو سخت ہوں دشوار
مطلوب تری یاد ہے ہر لحظہ ہر دم اے منصف عادل
دشوار ہے بے شیر پہ اصغر کی جدائی خالق کی دہائی
ماں ہر پدری سے ہوئی اب میری کمر خم اے منصف عادل

نوحہ دیگر

تجھ کو جاڑا اور با یا
پہلو سے سرور ماں واری
ایسا نہ ہووے اور کسی کا
الٹا مقدر ماں واری
دیر ہوئی ہے آؤ سلاؤں
بچھا ہے بستر ماں واری

آجا اصغر ماں واری
صدمہ ہے دلبر ماں واری
روتی ہے گود میں لینے کو
ننھی سی خواہر ماں واری
چاہتا ہے دل مانگ لو پھر تم
دودھ کو رو رو کر ماں واری

قسمت بھی بیری کوئی بڑھائے پانی میں
کہتی ہے کیا یہ اور مضطر جواب دے
ٹھنڈے ہیں ہاتھ پاؤں پھری ہیں پتلیاں
کیا چل بسا تو جان کو تو جواب دے
کاتی بیان بانو کرے کس طرح رقم
روتی تھی اور کہتی تھی اصغر جواب دے

گور کی بستی ہے اندھیاری
آؤ چلو گھر ماں واری
کوکھ جلی اور مانگ بھی اجڑی
بن گئی مجھ پر ماں واری
تجھے مسافر مجھ کو بھی لے لے
گور کے اندر ماں واری

بابا ہے اور جنگل ویراں
کس کا گھر در ماں واری
ایک برس کے بچے ہائے تم
ہائے مقدر ماں واری
جس کے مریں سب چھوٹے بڑے پھر
کیوں نہ ہو مضطر ماں واری

بستی تھی پھر باندھ چکی ہوں
اصغر اکبر ماں واری

نوحہ دیگر

بابا کی سو گئے کچھ اپنی کھو گئے
اے شکل پی ماں سے بھی اب چل کے گئے

نوحہ

آتے ہیں اصغرؑ علی خوں میں نہائے ہوئے
موت کی ہچکی لگی خوں میں نہائے ہوئے
مٹھیاں دونوں بندھیں سینے کے اوپر مری
آنکھیں کھلیں کچھ منہ کی خوں میں نہائے ہوئے
مارتے ہیں دست و پا دھنستے ہیں سر ننھا سا
جاتے ہیں پیش خدا خوں میں نہائے ہوئے

گو ہم تھے لب گور مگر شاد تھے بیٹا
سمجھے تھے جو مر جائیں گے تم ہی ہمیں رو دو گے
افسوس کہ خاک میں ارمان ہمارے
یہ ہم کو گماں بھی نہ تھا اس سن میں مرو گے
کافی مجھے امید ہے اے سبط پیمبر
لاریب مری حشر میں امداد کرو گے

صدمے سے تمہارے پدر مر گئے یا عالم غش ہے
خاموش ہو کیوں داغ تو تم ہم کو نہ دو گے
اے جان ہوں میں پیر گو تم تو جواں ہو
کیا بڑھوں سے تم پہلے ہی ناشاد مرو گے
مادر بھی کھڑی خیمہ پہ مشکو ہے بلاتی
مضطر کی قدمبوسی کو اے جان چلو گے

نوحہ

شہ بولے آکے لاشہ پہ اکبر جواب دو
بابا سے کیوں خفا ہوئے دلبر جواب دو
حسرت کا یا ہجوم ہے یا دل میں درد ہے
رکھا ہے ہاتھ کس لئے دلبر جواب دو
تنہا کہو کہ جی کے کرے ہائے کیا حسین
اکبر مرے شبیہ پیمبر جواب دو

جان کے زندہ پسر بانو چلی سینے پہ
رہ گئی بس دیکھ کر خون میں نہائے ہوئے
روکے کہا خیر ہے جان یہ کیا کر گئے
آئے ہو یوں کس لئے خون میں نہائے ہوئے
زندگی اس ماں کی کیا جس کا پسر چاند سا
آئے مقتل یوں بھلا خون میں نہائے ہوئے

منہ کا ہے ڈھلکا ہوا دم بھی ہے اکھڑا ہوا
سینہ میں الجھا ہوا خوں میں نہائے ہوئے
آنکھیں کبھی کھول کے شہ کی طرف یاس سے
روکے ہیں بس دیکھتے خون میں نہائے ہوئے
غش ہوا اے بیبیو آتے ہیں اصغر بھی لو
آخری تسلیم کو خون میں نہائے ہوئے

پھٹتا تھا سینہ کانپتی جب شاہ کہتے تھے
اکبر جواب دو مرے دلبر جواب دو

نوحہ دیگر

خیمے میں جو اٹھا شور کہ ہائے مرے پیارے ہائے علی اکبر
کس جرم و خطا میں گئے تم ہم سے سدھارے ہائے علی اکبر

تابوت اب بنا کے بٹھا رہیں کس طرح
لیجائیں تم کو خیمے کے اندر جواب دو
پیری میں لاش دیکھے جواں بیٹے کی پدر
یہ بھی رسم کیوں علی اکبر جواب دو
تم کو رکھا تھا چھاتی پہ میں نے ہائے ہائے
زیر زمیں دباؤں میں کیونکر جواب دو

دیکھو کہ ماں بھی تم کو ہے در پر پکارتی
خاموش کیوں پڑے ہو زمیں پر جواب دو
ملتی ہے خاک میں مری محنت کرو خیال
کھولو ذرا تو دیدۂ انور جواب دو
بابا پکارتی ہے کہ اکبر کہاں ہو تم
مادر نہ آئے خیمے کے باہر جواب دو

پیاسے گئے بھائی کے پچھتاتا تھا جاتا جب تک بھی تھی تاب
لاشے کو جوں لے کے گھر وا کٹھوں سے کاٹے ہے ہے علی اکبر

نوحہ دیگر

شاہ سے کہتی زینب رو رو کے اکبر کہاں
پوچھتی ہیں سکینہ پیارا بھیا رو رو کے اکبر کہاں

اس دشت بیابان کو ذرا رحم نہ آیا مارا تمہیں پیاسا
کیا ظلم کئے تیغ بیداد کے پیاسے ہے ہے علی اکبر
جیسے کہتے تھے اکبر علی اکبر علی اٹھو سوتے مجھے پیارا
بیٹا کہو تو اب ماں تمہیں کیا کہہ کے پکارے ہے ہے علی اکبر
روتی ہے یہ بیٹھ کر کہتی تھی کیا کیا کہوں چھاتی پر
کچھ بولو تم میرے لعل دلارے ہے ہے علی اکبر

ہر چند میں کہتی رہی تم ران کو بچاؤ افسوس ہمارے
آخر کو گئے چشمہ کوثر کے کنارے ہے ہے علی اکبر
ماں کہتی تھی بیٹے دفن کر کے مر جاتی پر تم خبر تھی
اٹھارہ برس ہی سال میں تم جاؤ گے مارے ہے ہے علی اکبر
کرتی تھی صدا شاہ کر تم بھولے بھالے ہیں شادی کر دیتی
افسوس کہ خاک میں ارمان ہمارے ہے ہے علی اکبر

[illegible]

ماں نہ ہمیں کی یہی بات اگر تیرا بھی
بجھ گیا اصغر دہاں صدقے تری پیاس کے
لبی پہ لو جل پیالہ دل ہوا گھر اسے گا
زندگی بیری کی بال صدقے تری پیاس کے
س سے پیچھی کی شہا ہو سے لقمہ ترا
یہ سے محمد کے لال صدقے تری پیاس کے

دیکھے نہ ہی ہاتھ میں تیغ و سپر میں پھر سکے اور
گل سے ہیں مرجھائے گال صدقے تری پیاس کے
ہوتا ہے وہ نالہ کم سوکھی زباں دمبدم
منہ سے نہ باہر نکال صدقے تری پیاس کے
کس کا جگر لاؤں میں بھیجوں جو میں تجھیں
تیر کی کھائے جو بھال صدقے تری پیاس کے

بانو کی تھی تم ہی لال صدقے تری پیاس کے
ننھا سا جی ہو نڈھال صدقے تری پیاس کے
مجھ کو گوارا ہے عار کچھ نہیں پروا نثار
پانی بے ملنا محال صدقے تری پیاس کے
ایک تو کھا کر سناں چھدے اور تم پیاں
کچھ نہ ماں کو ملال صدقے تری پیاس کے

نوحہ

بانو یہ کہتی چلی اے علی اکبر نہ جا
بیٹا ترے صدقے گئی اے علی اکبر نہ جا
میرے کلیجے کا حال غیر ہے اے نونہال
پھرتی ہے مجھ پر چھری اے علی اکبر نہ جا
سوجھتا مطلق نہیں آنکھوں سے اے مہ جبیں
آگ ہی بھڑکی ہوئی اے علی اکبر نہ جا

جلدی ہے کیا جاتے ہو آگ تو بجھ جانے دو
ہے مری حالت بری اے علی اکبر نہ جا
منہ تو ادھر کو پھیرو بات ذرا سنتے جاؤ
آئی ہوں ماں غمزدہ اے علی اکبر نہ جا
بانو کے سر کی قسم اٹھے نہ آگے قدم
پھر صدا دی یہی اے علی اکبر نہ جا

عمر اپنے گرچہ بھی مارتا جا مجھ کو بھی
بانو کہے پر جیتے جی اے علی اکبر نہ جا
پھٹتی ہے سو ہو رہے گی دیکھوں تو پھر جی
اور کوئی دم ابھی اے علی اکبر نہ جا
ٹھہرے نہ اکبر میں اور یہ حال حزیں
بانو یہ کہتی رہی اے علی اکبر نہ جا

نوحہ

بانو تھی یوں نوحہ گر موت نہ آئی مجھے
کر گئے اکبر سفر موت نہ آئی مجھے
جس کا کلیجہ چھدا کاش اُس مرادوں کے دن
اس نے چھڑایا جگر موت نہ آئی مجھے
چوب سناں سے بندھی زلف پریشاں تری
آئی ہے ہاے ہر دم نظر موت نہ آئی مجھے

کیوں علی اکبر پسر آگے مرے تیر اجل
کٹ کے چڑھا نیزے پر موت نہ آئی مجھے
سوچتی تھی پیشتر مر گئے اکبر اگر
بین ہیں بیٹے کی پر موت نہ آئی مجھے
زاہد کا لال پسر اور شہا کا پسر
حیف کی جا ہے کہ موت نہ آئی مجھے

قید مجھے رہنا تھا جور عدو سہنا تھا
اس لئے بعد سب پسر موت نہ آئی مجھے
بانو سے شام و سحر آہ میں عمر بھر
کہتی ہی کی بسر موت نہ آئی مجھے

نوحہ دیگر

پیاسے ہو کر ہم جہاں میں ہیں بھی یاں تشنہ وہاں
جائے گا مطلب [illegible] اگر نہ تڑپا اس قدر

[illegible] سے لگ کر جو ان کھائی ہے کیا کیا نشاں
[illegible] جاتی رہے [illegible] اگر نہ تڑپا اس قدر

کیسی [illegible] ہم [illegible] سے [illegible] آ کے گھر
[illegible] دل [illegible] اگر نہ تڑپا اس قدر

ہم وطن رہتے ہیں کیوں بیجان [illegible] کیا سمجھا
رکھ کر ہر سے زانو پہ سر اگر نہ تڑپا اس قدر

آہ میں کھا کر ٹھوکریں ہم ڈھونڈتے [illegible]
باتیں کر [illegible] اگر نہ تڑپا اس قدر

قوت ہی رہی راحت ہی اب دفعہ جاتی رہی
شکل ہی رشک قمر اگر نہ تڑپا اس قدر

کیجئے [illegible] اگر نہ تڑپا اس قدر
صدقے تمہارے ہو [illegible] اگر نہ تڑپا اس قدر

اس حال میں [illegible]
پھر کیوں نہ [illegible] جگر اگر نہ تڑپا اس قدر

تم نے ہی دیدی جان [illegible] دکھلا
[illegible] رہے گا کب [illegible] اگر نہ تڑپا اس قدر

نیزہ زمیں پہ بیٹھی دلہن کھوکے سر
سے لیکے یوں ہچکیاں مر ہی گیا آتے تھے
شکوہ ادھر اور ادھر کر بیٹھ لیتے پھر
دیکھ کے مرتی تھی ماں مر ہی گیا آتے تھے
بانچھے ہیں کیوں پاؤں کم کھچ گیا شاید کہ دم
سرد ہیں کیوں پنڈلیاں مر ہی گیا آتے تھے

ہائے کہیں نوجواں مر ہی گیا آتے تھے
کیوں مرے آرام جاں مر گئے کیا آتے تھے
صبح سے کیوں ماں نثار آپ کے لئے شیرخوار
دودھ ہی پیتے نہیں روتے ہی مر ہی گیا آتے تھے
کرچکے اکبر سفر شہ کی پھوپھی سے کہو
آپ بھی دو دو ماں مر گئے کیا آتے تھے

اٹھو چاچا سے میں جی اپنا پیارا کہتی ہیں
یاد بھی آتے نکلے سر اکبر تڑپا اصغر
کافی نہیں قاسم جی کے سے تھے شہ صغری
اے میری جان میرے جلا اکبر تڑپا اصغر

نوحہ دیگر

[illegible]

ماں کو مرے یہ لقا ہوتی ہے الفت سوا
دل پہ تڑپتا مرا چلگئیں کیا برچھیاں
کیسے سجھے کا فرنہیں رحم جو کھایا نہیں
چھید اتن نازنیں چلگئیں کیا برچھیاں
کھو کے چلے دل کا چین بلبل باغ حسین
آہ مرے نازنیں چلگئیں کیا برچھیاں

کرتی تھی ماں دریاں چلگئیں کیا برچھیاں
اکبر تشنہ وہاں چل گئیں کیا برچھیاں
زخموں کی گنتی نہیں پتلیاں بھی پھر گئیں
جاتے ہی رن میں کہیں چلگئیں کیا برچھیاں
کیونکہ نہ تڑپے یہ ماں سال تھا اٹھارواں
بیاہ کے دن سے جواں چلگئیں کیا برچھیاں

ہوتا معلوم اگر مجکو ایسا رن کی تمکو اجازت نہ دیتا
زندگی موت ہے بن تمہارے ہائے بیٹے سینہ پر کا دیتا
اب کرے کیا بیاں آگ کانی بچھ ہے آواز لاشے سے آئی
کہتے جنت کو شہ بھی سدھاری ہائے بیٹے سینہ پر کا دیتا

نوحہ دیگر

[illegible]

ایسا نہ ہو یہ دیکھ کے مشکیزہ اس حال سے
رو رو کے اپنی جان دے مشک و علم پھر تھام لو
نکلی تھی مشک تو دم بدم بھری ہے اب جسم تم
بھائی تمہیں میری قسم مشک و علم پھر تھام لو
کچھ تم نے سنے بھائی نا کہی سے سمجھو مرتقا
بابا ہیں خود کہہ دوں ذرا مشک و علم پھر تھام لو

کہتی تھی شہ رو کر یہی تم مشک و علم پھر تھام لو
بھائی سکینہ ہے کھڑی مشک و علم پھر تھام لو
پچھتا دل بھائی بڑا ہوتا ہے نازک دیکھنا
اُٹھ سے نہ ویناکی ذرا مشک و علم پھر تھام لو
تم سے تھا سکا دل لگا تم سے زیادہ انس تھا
پھر شہ ہا مرد و سرا مشک و علم پھر تھام لو

حلقوں میں پھر جھولیں ہم مسلو پہ پھر جھولیں ہم
ایسا نہ ہو بے خبر چین سے اب سوئیے
کھو دو نا اصغر یہ قبر ہم پہ نہایت ہے جبر
خاطر ہے ہم کا پر چین سے اب سوئیے
چاہتا ہے دل بیٹھ رو روضہ شہ کو قریں
زیر زمیں لیٹ کر چین سے اب سوئیے

اے دلبر حیدر اٹھو اے ثانی جعفر اٹھو
دکھلا کے شان جعفری مشک و علم پھر تھام لو

گو پیاس ہے اور بھوک بھی سب اقربا بھی مر چکے
پھر غم نہیں گر تم ابھی مشک و علم پھر تھام لو

لاکھوں ادھر اشرار ہیں ہم بیکس و ناچار ہیں
گر ہے محبت بھائی کی مشک و علم پھر تھام لو

شہ بولے عباس علی مشک و علم پھر تھام لو
سو جان صدقے تھی مشک و علم پھر تھام لو

ہیں میں کٹائے گر سکے بھائی جان غم سے ترے
کرکے دوبارہ زندگی مشک و علم پھر تھام لو

جی چاہتا ہے ماہ رو دن کٹتے میرے رو رو
بیتاب سب سچ کر دی مشک و علم پھر تھام لو

کہتی تھی یہ غمزدی لاش کے اوپر جا پڑی
آئی بھتیجی آپ کی مشک و علم پھر تھام لو

دیکھو تو عمو اک نظر ہاتھوں کو اپنے جوڑ کر
کہتی تھی ہوں میں یہ دہم گر مشک و علم پھر تھام لو

گاتی یہ کہہ کے بیاں غش ہو گئی وہ بیجاں
کہتے رہے شہ بھائی جان مشک و علم پھر تھام لو

تجکو دیکھا نہیں جاتا پُر خوں ہے تم سینہ اس طرح دیکھو پدر
دل پہ لگتا ہے اک غم کا نشتر ساتھ مادر کا چھوڑو نہ اکبر
اب کروں کیا میں بس ہائے جی کر چھپا بات کوئی نہ سمجھے سر پر
کوئی خنجر چھوا دو مجھے پر ساتھ مادر کا چھوڑو نہ اکبر
تمکو چھوٹا سا دکھ سکیں پالا ہے جوانی میں اب ہائے تنہا
چھوڑ دوں میں بھلا تمکو کیونکر ساتھ مادر کا چھوڑو نہ اکبر

کہتی تھی لاش اکبر پہ بانو کہ ساتھ مادر کا چھوڑو نہ اکبر
مجکو تم چھوڑ کے جاتے ہو کس پہ ساتھ مادر کا چھوڑو نہ اکبر
ہو سکے کیونکر جان تمہیں چھوڑ دوں سب پہ کیونکر آئی ہوں یا جان مضطر
دیکھو دیکھو ہوں خیمے سے باہر ساتھ مادر کا چھوڑو نہ اکبر
اور سکینہ سے کانوں کے لیکر اور خیمہ کو عدو جلا کر
کچھ نہ چھوڑیں گے تکیہ نہ بستر ساتھ مادر کا چھوڑو نہ اکبر

سایہ ملتیں اس دھوپ میں ہم بھیا بیتاب ہیں لب
ہے پیاس شدت سے لگی مشک و علم پھر تھام لو
تھا قول شمر کا اے میتیں سیدھی گر پڑی نہیں
چچا ہو شفا گر تم مری مشک و علم پھر تھام لو

نوحۂ دیگر

اوڑ دیکھو میاں ہے دل مرا ویران ہے
تن میں بیٹھی جان ہے آنکھیں ذرا کھول دے
پیٹ کے سر کو ابھی میں تو صحرا چلی
دیکھ کے پاؤں کے بین آنکھیں ذرا کھول دے
ماں ہوں تری مہ لقا کر رہی ہوں التجا
دل نہیں بس میں مرا آنکھیں ذرا کھول دے

بانو یہ چلائی ال ماں آنکھیں ذرا کھول دے
سو چکے تو نونہال آنکھیں ذرا کھول دے
پانی تو جانی کہاں اب ہے ستم یاں روا
ظہر کا وقت آگیا آنکھیں ذرا کھول دے
شاہ کھڑے روتے ہیں شکلوں کو جو تکتے ہیں
اتنا نہیں سوتے ہیں آنکھیں ذرا کھول دے

اصغر کی گودی میں جو لاش دیکھی بھری محنت ہوئی بی بی کی
کس طرح دلگیر ہوں میں پیچھے سا تھا اور کا چھوڑ نہ ہمیں
صغریٰ بھی تنہا بیٹھی کرسا تھا اور کا چھوڑ نہ ہمیں
بیکل کا ہی نہیں ضبط زاری عشق میں تجھے بھی چھوڑ کائی
اے محمد کنیزوں ولبر سا تھا اور کا چھوڑ نہ ہمیں

لے کے بلائیں تری چاند سی تصویر کی
اے مرے آرام جاں کاش کہ مرجاتی میں
زلفیں بھری خاک میں خون سے رنگیں لباس
دیکھوں میں کیونکہ میاں کاش کہ مرجاتی میں
دونوں تھی تیری پڑی سر پہ کھڑی ہو پھوپھی
سخت ہے تجھ پر گراں کاش کہ مرجاتی میں

بانو ہے کرتی فغاں کاش کہ مرجاتی میں
چھٹے تم اکبر جواں کاش کہ مرجاتی میں
اے گل باغ حسین تجھ سے چھٹے کو دن
آگئی تم پر خزاں کاش کہ مرجاتی میں
حیف میری زیست پر جسم ترا گلبدن
زیر زمیں ہو نہاں کاش کہ مرجاتی میں

پھر نہ جگاؤ گی پر شکن تو مرا دل کر
بہر خدا لحظہ بھر آنکھیں ذرا کھولدے
ماں ارمانوں کی تھی مرے خوشی سے پسر
اے علی اکبر اکبر آنکھیں ذرا کھولدے
مر چکے تھے وہ میتیں آنکھیں کو کب کھلی تھیں
بانو یہ کہہ کر تھکیں آنکھیں ذرا کھولدے

اعدا برہنہ سر کریں اور مقنع چادریں چھین لیں
بالوں سے لیجو منہ چھپا ہائے شہربانو الوداع
دنیا کی دولت خاک ہے اور دین کی عزت پاک ہے
تطہیر ہے اپنی ردا ہائے شہربانو الوداع
روتے تھے سب اہل بیت ہنستے تھے سب اعدائے دیں
کہتے تھے جب شاہ ہدا ہائے شہربانو الوداع

نوحہ

رو کے کہا حافظ خدا ہائے شہربانو الوداع
ہوتا ہوں اب تم سے جدا ہائے شہربانو الوداع
ہر چند ہے رنج و محن اور ہے مصیبت یہ کٹھن
بخشے خدا صبر و رضا ہائے شہربانو الوداع
حکم خدا معلوم ہے شرع نبی مفہوم ہے
کیجو نہ غوغا و بکا ہائے شہربانو الوداع

ہائے مقدر مرا دیکھوں میں اور یہ لال
برچھی ہو کھا کر بیاں کاش کہ مرجاتی میں
گود بھی خالی ہوئی تم بھی سفر کر گئے
رہ گئی رو رو یہاں کاش کہ مرجاتی میں
غم میں پسر کے میں بانو کو ہر صبح و شام
کہتی ہے رو رو زباں کاش کہ مرجاتی میں

بابا ہیں گلے میں ڈالے اور منہ پہ منہ رکھے ہوئے
بابا ترا رن کو چلا ہے اے سکینہ الوداع
اب ہم کہاں اور تم کہاں دیکھو گی کیا کیا خواریاں
دل سے لگا لے میری جاں لے اے سکینہ الوداع
بابا فدا ہے باپ پر وہ ہوا رشید والی ہے تو
بیجا نہ ضد کرنا کبھو سے اے سکینہ الوداع

الغرض غضب کا وقت تھا ہی عجب دن سخت تھا
جب شاہ نے آ کر کہا اے شہر بانو الوداع

نوحہ دیگر

منہ چوم کر شہ نے کہا اے سکینہ الوداع
بابا ترا مرنے چلا اے سکینہ الوداع

ظالم اگرچہ ہیں شقی پر تم بھی ہو آل نبی
مت چھوڑنا راہ رضا اے شہر بانو الوداع
اس خاندان میں ہو رہی آنکھوں سے گنگا ہی کبھی
دیکھا چلن یاں کا سدا اے شہر بانو الوداع
صبر علی کیا ہو بیاں صبر حسن بھی ہے عیاں
شکوہ نہیں ہرگز روا اے شہر بانو الوداع

تو ہم
ل جاؤ سکینہ جلد آؤ سکینہ
گھر جاتی ہوں رخصت مجھے کر جاؤ سکینہ
دل لوٹتا ہے بابا کا افراط الم سے
تسکین ہو کیونکر اسے بتلاؤ سکینہ
چھوٹے ترے باپ کا سوز سم عدا ہیں
کالی کفنی پہنو تو رنگواؤ سکینہ

فضل خدا سے آجتک تابع رہے حق و ملک
اب ہم ہوا در پے جور فلک اے سکینہ الوداع
بھاری تقدیر کا اس بن میں میری دیکھنا
داغ پدر مجھ کو ملا اے سکینہ الوداع
کیا وقت وہ ہوگا ستم جو وقت با حال حزیں
کہتے ہوئے شاہ دیں سے اے سکینہ الوداع

حالت پہ اب کرنا دری بابا نہ کہنا کچھ کبھی
بن باپ کی تو ہو چکی اے سکینہ الوداع
گذرے جو کچھ رنج و محن تم پیاری گلبدن
چھوٹے نہ دادی کا چلن اے سکینہ الوداع
ظالم جو چھینے بالیاں اور کرتہ ہو لہو لہاں
شکوہ نہ لانا بر زباں اے سکینہ الوداع

یہ کہہ کے سوئے در رو کے کہا ہوتا ہے رخصت حسینؑ
اے محمد مصطفیٰ ہوتا ہے رخصت حسینؑ
گرمی کے دن سفر کی شب کا سا تھا سفر
خیر خدا کی رضا ہوتا ہے رخصت حسینؑ
لگ کر گلے بات نانا جانی بچوں کی جان
ہے یہ سفر کربلا ہوتا ہے رخصت حسینؑ

تو کوئی مزاحم نہیں تم شوق سے اگر
صف ماتم عباس کی بچھواؤ سکینہ
دم دیتی ہیں اور کہتی ہیں کہاں ہیں
تم اپنی پھوپھی جان کو سمجھاؤ سکینہ
گھبراتا ہے دل واسطہ خالق کا ہے تم کو
اب کرب و بلا منہ سے بلاؤ سکینہ

آیا ہے شہ تم بھی بجا لاؤ زیارت
آداب سے تسلیم بجا لاؤ سکینہ
تھا اور تھیں ہائے پدر ہائے پدر کا
مقصود کو سینے سے لپٹاؤ سکینہ
رخ نیلے پڑے کان بھرا لہو کرتے
اب اپنے خریدار کو دکھلاؤ سکینہ

نوحہ

دیتی تھی بانو صدا آؤ جھلاؤں تمھیں
بخشو میری خطا آؤ جھلاؤں تمھیں
آؤ میں قربان جاؤں آؤ گلے سے لگاؤں
ایسے ہوئے کیوں خفا آؤ جھلاؤں تمھیں
یا تو نہ دم بھر بسر ہوتی تھی تجھ بن گذر
یا یہ کیا دل کڑا آؤ جھلاؤں تمھیں

چھٹتا ہے مزار حضور ہوتی ہے قبر بھی دور
ہائے مقدر مرا ہوتا ہے رخصت حسین
دیکھ کے امت کے ڈھنگ زیست سے آکر کے تنگ
قصد سفر کا کیا ہوتا ہے رخصت حسین
ملتا تھا مرقد میں کہتے تھے یہ شاہ دیں
اچھا حافظ خدا ہوتا ہے رخصت حسین

سینہ میں دل گھٹتا ہے نانا وطن چھٹتا ہے
موت کا ہے سامنا ہوتا ہے رخصت حسین
قبر رسول مبین ہے یہ وداع آخر
حافظ و ناصر خدا ہوتا ہے رخصت حسین
دشمن جان ہے جہاں جائے نواسہ کہاں
چھاتی سے لیجے لگا ہوتا ہے رخصت حسین

واہ

عجائب یہ چلا شہ خبر لیجے آقا
سر میرا کٹ جائے خبر لیجے آقا
مر گئے کہ میرا ہیں چاروں طرف سے
تلواریں ستے آتے خبر لیجے آقا
پامالی کا ہے قصد ستم گار و نکو میری
کوئی گھوڑا نہ دوڑائے خبر لیجے آقا

ہنسلی گڑے اور لاؤں تجھ کو پہناؤں
پیار کروں خوب سا او جھلاؤں تجھیں
کرتے ہیں جگر کا ہو بہ لگی ہو وے گی یہ
دھوکے سے لے دلربا او جھلاؤں تجھیں
بالو نہیں صبح و شام روتی تھی کیکر مدام
اور مرے مہ لقا او جھلاؤں تجھیں

ہاں یہ بھی لونڈی جان کہنا کہو میرا ہاں
مرتی ہے بانو ذرا او جھلاؤں تجھیں
جاتی یہ جھولا ترا دم مرا ہے جائے گا
پالنے والی فدا او جھلاؤں تجھیں
تیری ایذا کا حال کچھ نہ کہا مجھ سے لال
باندھ کے زخمی گلا او جھلاؤں تجھیں

گل رنگ ہوا تمام کانوں کے لہو سے
کیوں چاہنے والے سے یہ دھلوا سکینہ
جب تم نہ رہے رسی سے پھر کیوں نہ کسے جائیں
یہ ننھے سے بازو سے ستم سہائے سکینہ
ہم پیاسے موئے اور یہاں پانی نہیں پیدا
پھر فاتحہ کس چیز پہ دلوائے سکینہ

سقائے سکینہ ہو تم پیاسی ہے سکینہ
عباس چچا صدقے ہو مر جائے سکینہ
اب کاہے کو یہ ہچکا کہ تم ڈیوڑھی پہ آؤ
اور دور سے لینے کے لئے جائے سکینہ
کیوں عموں یہی مرضی ہے جو شمر کے ہاتھوں
دن رات پڑی سیلیاں یوں کھائے سکینہ

جنت سے نبی آئے ہیں بیٹے کو ہمارے
تشریف ہیں سب لائے خبر لیجئے آقا
ہمراہ نبی بابا علی حضرت شبر
گریاں ہیں یہ سب آئے خبر لیجئے آقا
بیماری کا یا شاہ نہیں آپ کا کب تک
غم اٹھ کے پھر کھائے خبر لیجئے آقا

چاہتی تھی تو تجھے گھر میں لگا کر دھرے
بات وہ الٹی پڑی ہائے کمائی مری
حاشا نہ تھی یہ خبر پیٹوں گی میں اپنا سر
لوتھ پہ رکھ کر تری ہائے کمائی مری
بانو تھی بدنام میں نے تمہیں لالہ فام
پالا مصیبت بھری ہائے کمائی مری

نوحہ

کہتی یہ دوڑی پھپھی ہائے کمائی مری
منتوں کی چاہوں کی ہائے کمائی مری
کیسی مشقت سے ہائے دن یہ خدا نے دکھائے
مار کے لوٹ لی ہائے کمائی مری
شکل بنی میں فدا تیری جوانی کی کیا
راہِ قضا لگی تھی ہائے کمائی مری

بچہ کوئی بے ماں سے ایسا نہ ہو بیتاب
جس طرح تڑپتی ہے پڑی ہائے سکینہ
جی چاہتا ہے ہووے جو سامان میسر
تو دھوم سے لاش آپ کی اٹھوائے سکینہ
شہزادی ترے صدقے ترے حسرت تھی بڑی
کس منہ سے تیری شادی رچائے سکینہ

کیا نہیں تجھ کو خبر میں ہوں علی کا جگر
جان و دل مصطفیٰ شمر مجھے مت ستا
نانا نبی ہے مرا بابا علی ہے مرا
ماں ہے مری فاطمہ شمر مجھے مت ستا
زخموں سے گو چور ہے علم سے معمور ہے
پاک ہے سینہ مرا شمر مجھے مت ستا

نوحۂ دیگر

کہتے تھے شاہ ہدا شمر مجھے مت ستا
آپ ہوں میں غمزدہ شمر مجھے مت ستا
زخمی و خستہ ہوں میں بھوکا پیاسا ہوں میں
اور ہوں مہماں ترا شمر مجھے مت ستا

ہوتی ہے پھر کمال آ گیا تم پہ زوال
ہائے وہ محنت مری ہائے کمائی تیری
بے پر ہے اے ماہتاب ہوئی ہے مٹی خراب
واری ترے قد سے کے ہائے کمائی مری
غش سے مجھے ہیں نہ ہوش ادھر کہے یہ زینب واحسر
پیٹ رہی تھی کھڑی ہائے کمائی مری

کب ہے یہ زیبا تجھے سینہ پہ میرے چڑھے
اتنا نہ بن بے حیا شمر مجھے مت ستا
یہ نہیں کہتا تجھے کاٹ نہ سر چھوڑ دے
اتنی ہے پر التجا شمر مجھے مت ستا
روح نبی سے حیا کر نہیں او بے حیا
خوف خدا کر ذرا شمر مجھے مت ستا

در پہ ہے زینب کھڑی ظلم کی ہے اس گھڑی
سن لے مری التجا شمر مجھے مت ستا
ظلم پہ مت کس کمر فانی ہے سب مال و زر
کس کو رہا ہے یہاں پر بقا شمر مجھے مت ستا
بھولا ہے کس بات پر جوش میں آ بے خبر
آنی ہے ایک دن قضا شمر مجھے مت ستا

شمر تو عبرت پکڑ قتل پہ میرے نہ اڑ
دیتا ہے مہماں سزا شمر مجھے مت ستا
عرش لرزنے لگا سن کے نحیب احسن کہا
ہاے نبی و خدا شمر مجھے مت ستا

نوحہ دیگر

چھپ جاؤ مری گود میں پھر دو ستم اگر
آتا ہے گھر کے کو نگہبان سکینہ
جانی مری مجھ کو بھی اسی گور میں لے لے
اب زندگی دشوار ہے اک آن سکینہ
زائل کرو اندوہ و الم دل کا میں کے
اے لخت دل سید ذیشان سکینہ

ہاں تم کو کبھی نیند نہیں آتی تھی جانی
کس طرح سے اب بی بی کے بن کاٹی سکینہ
کیوں عشق بڑھاتی جو مجھے علم یہ ہوتا
کل چار برس کی ہے تو مہمان سکینہ
حاکم نے تو بھجوایا ہے پر کھانے سے کون
رکھا ہے تری حاضری کا خوان سکینہ

اے جان سکینہ ہے جان سکینہ
بچی مرے گھر کی مری نادان سکینہ
پھیلائے ہوئے پاؤں پڑی سوتی ہو جس میں
اس ننھی سی تربت کے میں قربان سکینہ
غم اصغر و اکبر کا بہل جاتا تھا جس سے
اب بابا کا دل ہو گیا ویران سکینہ

نوحہ

اے جان نبی شیفتہ باری حسینا
اس گھر پہ سو جاں سے ہیں واری حسینا
سر پہ ہے تری سرکار کہاں لٹ گئی بھائی
اور کیا ہوئے وہ سینکڑوں درباری حسینا
کیا حال ہوا شام کے زندان میں جا کے
اولاد پیمبر کی ہوئی خواری حسینا

ہر سو تھے بس اسیروں پہ تجنت پہ ستم
سر ننگا کھڑے کرتے تھے ہم زاری حسینا
جلد اڑ گئی تھی دھوپ کی شدت سے بدن کی
دن کٹتا تھا ہر روز گرا واری حسینا
اور شب کو یتیموں کے کلیجے تھے دہلتے
اس ظلم کی وہ راتیں تھیں اندھیاری حسینا

گھٹ گھٹ کے ہی غم میں سکینہ نے قضا کی
کچھ عارضہ تھا اسکو نہ بیماری حسینا
قربان بہن چھاتی سے عابد کو لگا لے
دکھ بھر کے بہت آیا ہے آزاری حسینا
للہ یتیموں کی شہ ذیجاہ خبر لو
دکھ اب تو بہت دیتی ہے ناداری حسینا

نوحہ

زینب نے رو رو کر کہا بھائی مرا مظلوم ہے
اے شمر کر خوف خدا بھائی مرا مظلوم ہے
پیاسا ہے اور مہمان ترا پیاسا ہے اور بیچارہ
ناری ذرا تو رحم کر بھائی مرا مظلوم ہے
مت پاؤں رکھ سینہ پہ تھم ہیں فاطمہ کا جسم و غم
کرتا ہے کیا ظلم و ستم بھائی مرا مظلوم ہے

پچو وہ پہر کی تشنگی ہے بھوک کی شدت بڑی
طاقت نہیں اسمیں ذری بھائی مرا مظلوم ہے
تھا بوسہ گاہ مصطفیٰ یہ حلق سن اے بے حیا
خنجر سے کرتا ہے جدا بھائی مرا مظلوم ہے
بابا علی نانا نبی جس کا ہو اسکے او شقی
کرتا ہے یہ کیسی بدی بھائی مرا مظلوم ہے

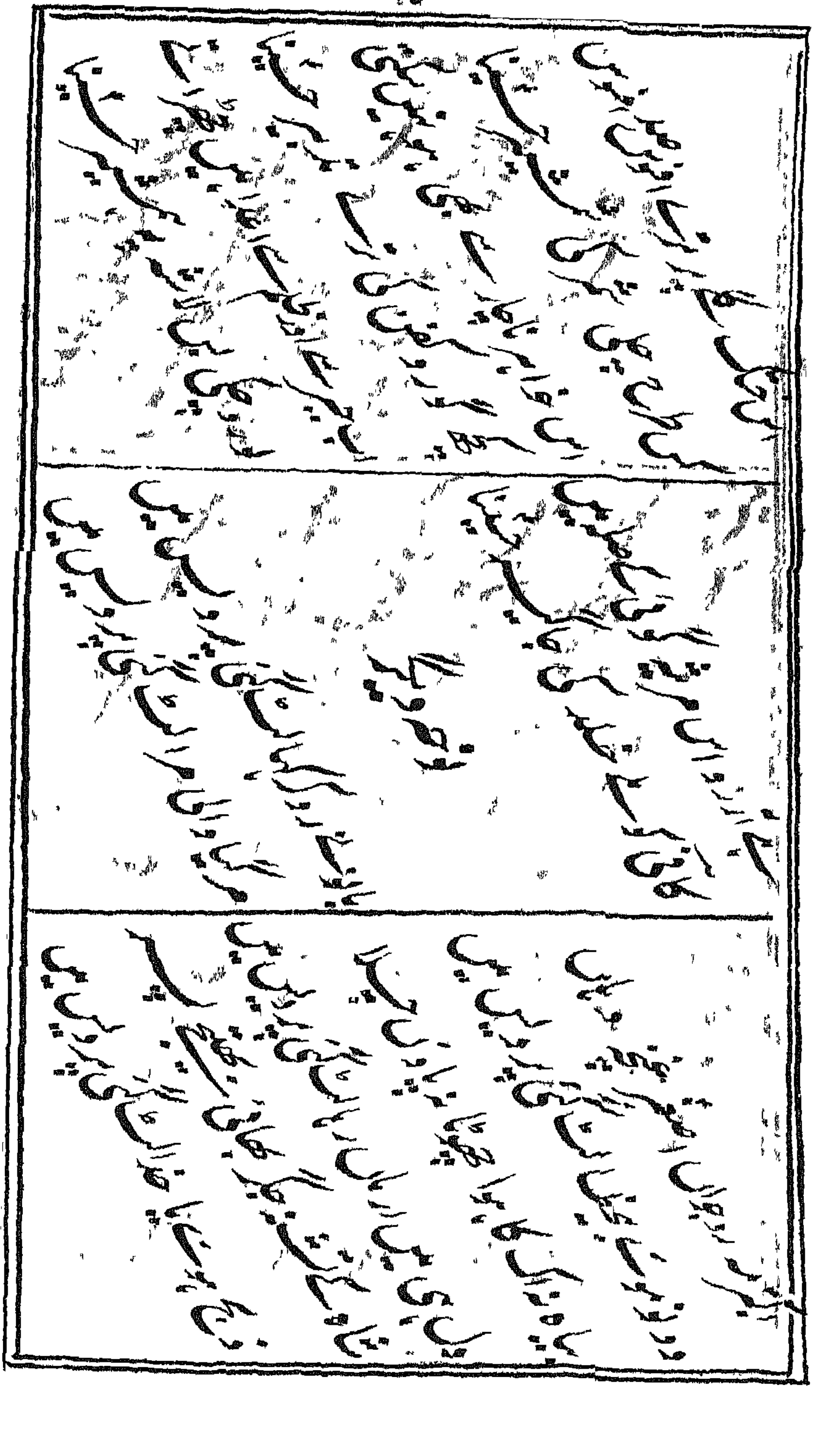
صدمے اٹھائے رنج و غم زخموں سے طاقت ہے نہ دم
کہتی ہوں میں کھا کر قسم بھائی مرا مظلوم ہے
امت میں جو کچھ ہے نہیں وہ کیا کوئی اسکا نہیں
اب چپ نہیں ہیں سن لے کہیں بھائی مرا مظلوم ہے
دنیا کی دولت کے لئے عیسیٰ کو مت کھو تا کھڑے
کہنے کو پیرے ماں سے بھائی مرا مظلوم ہے

چھٹپن ہی سے جیسی کہ مجھے کنبہ پروری کی
ایسی نہ کسی کی ہو تقدیر حسینا
اب کس سے تسلی و تشفی مری ہوگی
اکبر سے بجے اصغر سے بے شیر حسینا
بچے کو ترسے ہائے گنہگار سمجھ کر
سر ننگے کیا شام میں تشہیر حسینا

غمگین حسینا و دلگیر حسینا
آئی ترے لاشہ پہ ہمشیر حسینا
لاشہ جو ترا چور ہے زخموں سے سراسر
کس ظلم سے بھالے لگے اور تیر حسینا
وہ زینب مغموم کھلے سر پھرا کے
اتری تھی جسے آیۂ تطہیر حسینا

ظالم نے دل کو سنگ کر اس وقت پر اک نظر
کرتے نہ سجدہ بے خبر بھائی مرا مظلوم ہے
کاٹی نہ سمجھا کچھ شقی کاٹا سر سبط نبی
زینب کھڑی کہتی رہی بھائی مرا مظلوم ہے

نوحہ دیگر



ناوارث ہے زینب ناچار ہے زینب
بیمار کی صورت کی طلبگار ہے زینب
جو زینب مغموم کبھی آئی نہ در تک
وہ برہنہ سر اب سر بازار ہے زینب
یہ شمر لگاتا ہے سکینہ کے طمانچے
خاموش ہے بے زور ہے ناچار ہے زینب

شمر لعیں نے خدارا جو مرا کھو دیا
بیکس و بے بس کیا لٹ گئی پردیس میں
گالی ہو کیونکر رقم بانو کا اندوہ غم
کہتی تھی آنسو بہا لٹ گئی پردیس میں

نوحہ دیگر

سوئے نجف رخ کیا بولی یہ وہ غمزدہ
یا علی پہنچو وا ذلت لٹ گئی پردیس میں
لوٹ لی شاہی مری ہوئی گدائی مری
اعدا نے گھر کیا لٹ گئی پردیس میں
ہو گیا سب گھر تباہ کس سے کہوں آہ آہ
اے مرے رب العلا لٹ گئی پردیس میں

تم خلد کو راہی ہوئے بھیا مرے شبیر
یاں قید مصیبت میں گرفتار ہے زینب

کیوں برچھیاں بیدین لگاتے ہیں پس پشت
کیا جانے کیا اس کی گنہگار ہے زینب

افسوس صد افسوس اسیران حرم میں
بے مقنع و چادر سر دربار ہے زینب

اے بھائی حسین آ کے تسلی تو ذرا دو
اب زندگی سے قید میں بیزار ہے زینب

کہتی ہے سکینہ مرے بابا کو بلا دو
بابا اسے کہاں سے نہیں لا چار ہے زینب

کیا حشر سے ڈر کاہی محزوں کو ہو
ذاکر کی قیامت میں مددگار ہے زینب

نوحہ

لاش سرور پہ کہتی تھی زینب الوداع اے شہید وفا
ہو گئی قید ملنا کہاں اب الوداع اے شہید وفا

بعد مرنے کے بھائی تمہارے بازو بندھے رسن سے
تازیانے بھی اعدا نے مارے الوداع اے شہید وفا

کیسی آفت پڑی مجھ حزیں پر یا تو در تک آئی تھی یا
یا ہوں اس دشت میں اب کھلے سر الوداع اے شہید وفا

آہ اے رکن دیں کے ستارے پھیر خنجر گلے پر تمہارے
سر سے چادر اتاری ہمارے الوداع اے شہید مسافر
جاؤ نانی کے گھر سے تو وطن جب اپنی گئے چھوٹ سب سے چھوٹ پڑے
کیا کہے ان سے بتلاؤ زینب الوداع اے شہید مسافر
ہے ستم اور غضب اہل کوفہ دیتے ہیں رنج و تکلیف ایذا
کس جا کہوں میں یہ بپتا الوداع اے شہید مسافر

کربلا کے بیاباں میں اور پیمبر کا لاڈلا ہے جلتی زمیں پر
صدقے بھائی تمہارے تو خواہر الوداع اے شہید مسافر
حیف مقتول کی کالا اسا ماے اعدائے مطلق نہ جانا
روندا الا ستمگر نے لاشہ الوداع اے شہید مسافر
قبر نانا پہ جا کر میں دیکھا حال اپنا کہوں گی یہ سارا
تم بھی کہہ دو تمہاری کہوں کیا الوداع اے شہید مسافر

کب بیاں کر سکے گا وہ کلمی زینب کی آہ و زاری
ہائے کیسی تھی اور آنسو تھے جاری الوداع اے شہید مسافر

نوحہ دیگر

ہو سکے یہ خوش خصال اتنا سکینہ نہ رو
غم ہوا ابھی خورد سال اتنا سکینہ نہ رو

رنج فرقت جو دکھائے وہ کہیں مر جائے
جان پدر دل سنبھال اتنا سکینہ نہ رو
پیاری مرے سینے کی آنسو نہ کی یہ جھڑی
پھر ادھر سے خیال اتنا سکینہ نہ رو
آتا ہے منہ کو جگر رنج سے اس قدر
پائیں گلے سے نکال اتنا سکینہ نہ رو

تیری خبر گیری کو باپ نہ ہو تو نہ ہو
کافی ہے وہ ذوالجلال اتنا سکینہ نہ رو
سچ ہے پدر چھٹتا ہے راج ترا لٹتا ہے
تا بہ کجا یہ ملال اتنا سکینہ نہ رو
چاک گریباں نہ کر خاک نہ مل چہرے پر
ہوتا ہے دل پائمال اتنا سکینہ نہ رو

میں تو یہ کہتا ہوں مجھ سے اگر پیشتر
تیرا ہو انتقال اتنا سکینہ نہ رو
اور زیادہ بیکس رونے لگی وہ حزیں
سن کے یہ شہ کا مقال اتنا سکینہ نہ رو

نوحہ دیگر

شہ نے کہا اے بہن کون ہمیں روے گا
ہم ہیں غریب الوطن کون ہمیں روے گا

پھرتی ہے مجھ پر چھری کھینا تو بندھ جائیگی
ہم رہے پھر اور یہ بن کون ہمیں روے گا

شب کے چھٹے ہمنشیں میں سے کوئی نہیں
سوتی ہے سب انجمن کون ہمیں روے گا

یعنی وہ سب حق شناس جن سے تھی روشنی انس
ان سے ہے آباد بن کون ہمیں روے گا

تیغ زن براے ستیز آمد کرتے ہیں تیز
ان کے ہیں جب یہ چلن کون ہمیں روے گا

زخم رسیدہ پڑا دیکھے لاشہ مرا
خاک پہ عریاں بدن کون ہمیں روے گا

ہو کے امام امم آج وہ بیکس ہیں ہم
فکر ہے چرخ کفن کون ہمیں روے گا

غیر وطن میں میتیں آئی اجل گر کہیں
کون تو دیگا کفن کون ہمیں روے گا

دیگر

شہ نے یہ رو کر کہا صغرا پدر کیا کرے
آیا ہے قاصد ترا صغرا پدر کیا کرے
بھیجے کسی کو پدر کون ہے تیری خبر
قافلہ سب چل بسا صغرا پدر کیا کرے
بند ہیں سب رہ گزر کون تری لے خبر
موت کا ہے سامنا صغرا پدر کیا کرے

کیا کرے قاصد کو دوں آپ ہی بچھڑا ہوں
بند ہے آب غذا صغرا پدر کیا کرے
زخموں سے ہیں چور چور موت قریب زیست دور
سر پہ ہے قاتل کھڑا صغرا پدر کیا کرے
وعدہ تھا بابا نثار کرتا تمہیں آکے پیار
رہ گیا ارمان مرا صغرا پدر کیا کرے

بابا فدا ہو زمین پایا نہ اک لحظہ چین
وعدہ تھا پورا ہوا صغرا پدر کیا کرے
ہائے غضب سے شہ پہ ہوئے یہ شاہ دیں
خنجر چلا گلے رضا صغرا پدر کیا کرے

نوحہ دیگر

مجھ سے ہوا جب وصال کہہ تو ہی اپنا حال
دکھ دیا یا سکھ دیئے گور بتا کیا کیا
زخموں کو ہے اندمال یا وہی اب تک ہے حال
پھر خدا تو سمجھے گور بتا کیا کیا
دل تو بھلا کیا میں ٹکڑے ہو چھڑ ویں
قول اگر ہے گور بتا کیا کیا

چھوڑا وطن دکھ سہے پیر سے لئے سر دے
عاشقوں کے واسطے گور بتا کیا کیا
مثل ولائے خدا سب سے نرالا دم بھرا
اپنے ہواخوں سے گور بتا کیا کیا
بانٹ صدہا پاش پاش اس کی کرتے تلاش
پہنچے جو آفت زدے گور بتا کیا کیا

چین یہ زینب کے تھے گور بتا کیا کیا
تو نے مرے پیاروں سے گور بتا کیا کیا
زینت باغ رسول دامن زہرا کے پھول
تجھ میں جو آ کر بسے گور بتا کیا کیا
بھوکے پیاسے مرے یاں سے ترستے گئے
جب ترے مہماں ہوئے گور بتا کیا کیا

نوحہ

کہتے تھے سرور دیکھئے نانا
ہو گیا دشمن سارا زمانا
دور فلک سے سخت زمیں ہے
پہنچے گا اب کون ٹھکانا
چھوڑیں گے ہرگز جیتا نہ بے دیں
قبر میں اپنی مجھکو چھپانا

فوج شقی ہے خون کی پیاسی
اب نہیں ممکن جان بچانا
ان کی خطا کچھ میں نے نہیں کی
سر پہ خدا ہے عالم و دانا
روکا ہے پانی جان کے جابر
شمر نے میرا خون بہانا

آپ کی امت اور یہ کاوش
آ کے ذرا سمجھائیے نانا
کون ہے باقی چھوٹے بڑوں میں
کس سے کہوں میں غم کا فسانہ
اکبر و اصغر قتل ہوئے سب
مجھکو رہا ہے سر کا کٹانا

آنکھ سے اوجھل نور نظر ہو
کیوں نہ ہو پھر تاریک زمانا
کیسے سہے گا حسن کوئی ستمگر
سمجھے جو چارہ سنگ کو ستانا

نوحہ دیگر

خاک پہ گرنا توڑنا دم کا
تشنہ لبی سے جان گنوانا
بھائی کا بیٹا ہائے وہ قاسم
اور وہ اس کا خوں میں نہانا
دیکھ کے اپنی آنکھ سے ہائے
بہن بہنیں یہ داغ اٹھانا

بھائی کو میرے نہر پہ مارا
سنتے ہو پچھے اے شاہ یگانا
مر گیا اصغر گود میں میری
تیر ستم کا ہو کے نشانا
اکبر غازی اس کی جوانی
ہائے اور اس پر نیزہ کا کھانا

مجھ سے اگر ہو سکے دیکھے بہت دن ہوئے
سر مرے بابا کا دے ہندہ میں سیدانی ہوں
تو تجھارت نظر مجھ پہ نہ کر بے خطر
لوگ کرے عریاں سر ہندہ میں سیدانی ہوں
اس کے میں تشنہ ہوا آہ جگر ہندہ کا
دختر شہ کربلا ہندہ میں سیدانی ہوں

زیر نگیں تھا عرب میرے بزرگوں کے سب
کیا کہوں اپنا حسب ہندہ میں سیدانی ہوں
چھوٹے سے ہی باپ سے چھن گئے موتی مرے
شمر نے مارا مجھے ہندہ میں سیدانی ہوں
یہ تو ستم اور بے خطا باندھے ستمگر گلا
مجھ کو حذرا بچا ہندہ میں سیدانی ہوں

بولی سکینہ غریب ہندہ میں سیدانی ہوں
بے وطن و بے نصیب ہندہ میں سیدانی ہوں
بابا حسین اور چچا ہے حسن مجتبیٰ
دادا شہ لافتا ہندہ میں سیدانی ہوں
ہوں میں ازل سے امیر مالک تاج و سریر
آل بشیر و نذیر ہندہ میں سیدانی ہوں

پردیس میں چھوڑے ہمیں بے وارث و والی
جاتے ہیں کہاں شاہ یہ پوچھو تو سکینہ
اس وقت میں سونا یہ تمہارا نہیں اچھا
تم عاشقوں میں شہ کے کہانی ہو سکینہ
شہ روئے بہت جب سا گودی میں اٹھا کر
بیساختہ روتی ہوئی آئی یہ سکینہ

پوشاک منگائی ہے پھٹی اور پرانی
بابا کی کمر آخری بندھواؤ سکینہ
گھبراتا ہے دل سامنا ہے قہر و بلا کا
صدقہ گئی اس وقت نہ تم سوؤ سکینہ
شہ مرنے کو جاتے ہیں کہ موت کے ساماں
جی بھر کے ذرا دیکھ لو بابا کو سکینہ

نوحہ

بابو نے کہا صبح ہوئی اٹھو سکینہ
جاتا ہے پدر مرنے کو بولو تو سکینہ
روتے ہیں امام اٹھو لپٹ جاؤ گلے سے
کچھ باتیں کرو زانو پہ جا بیٹھو سکینہ
ایسا نہیں ہوتا ہے مصیبت زدہ کوئی
آئی ہے یتیمی کی بلا دیکھو سکینہ

نوحہ

بولی سکینہ پدر خوب تجری مری
چھن گئے میرے گہر خوب تجری مری
گھر میں گھسے اہل کیں مشکیں مری باندہ لیں
تیغ پھری در بدر خوب تجری مری
شمر نے لیں بالیاں میری جو اے بابا جاں
خون سے ہوئی تر بتر خوب تجری مری

روئی تو مارا ہے مجھے ایسا کہ یہ دیکھئے
نیل ہیں رخسار پر خوب تجری مری
پہلے بلا کر مجھے واہ یہ نہیں چلئے
آپ کٹا بیٹھے سر خوب تجری مری
بابا خدا کی قسم جب سے چھٹے تم سے ہم
سوئے نہیں نیند بھر خوب تجری مری

خاک ہوئی زندگی جان نہ باقی رہی
چھٹ گئی تم سے پدر خوب تجری مری
ایسی مصیبت پڑی جان پہ جو بن گئی
واہ وا بابا گئے خوب تجری مری
پیٹی وہ پھرتیں سر سے بجان حزیں
کہتی یہ با چشم تر خوب تجری مری

نوحہ

بانو یہ چلاتی تھی کوئی بسا لو مجھے
لٹتی ہے بستی مری کوئی بسا لو مجھے
میکے میں سسرال میں سارے زروال میں
پائی جو دولت چلی کوئی بسا لو مجھے
پوچھو تو اس دہر میں یوں تو ہیں کل نعمتیں
اپنا تھا سا بچہ ہی کوئی بسا لو مجھے

رو رو کے منت بھی کی پاؤں تلک پر جھکی
کچھ نہ مری چل سکی کوئی بسا لو مجھے
تیوری پہ بل پڑ گئے رن کے لئے ہیں ڈٹے
ضد ہے چھری پھیرنے کی کوئی بسا لو مجھے
میری بھلا کیا مجال کہدوں کہ جاؤ نہال
برچھی کی کھانے انی کوئی بسا لو مجھے

آج مٹی جاتی ہیں دل کی بھری حسرتیں
خاک میں مل جاؤنگی کوئی بسا لو مجھے
سوئے نجف یہ کہا ہوتے تمہارے بھلا
کس سے کہوں یا علی کوئی بسا لو مجھے
اشک رواں ہیں مثیں درد ہے دل میں کہیں
بات یہی ہے رو رو کہتی کوئی بسا لو مجھے

نوحہ

چلائی صغرا کہ بھری ای نامہ بر کیا حال ہے
حالت تری کیوں غیر ہی ای نامہ بر کیا حال ہے
اچھا تو ہے بابا مرا کیسا ہے شکل مصطفیٰ
کہہ حالت عمّ جری ای نامہ بر کیا حال ہے
آتے ہوئے ہر گام پر میں ہول سے تھرسی ادھر
اٹھی کئی بار اور گری ای نامہ بر کیا حال ہے

تو قطع کو اٹھے جب جدّہ کی تربت چھوڑ کر
پھرتی دادی مری ای نامہ بر کیا حال ہے
سچ سچ بتا بہر خدا پردیسیوں کا ماجرا
پھیری گئی کس پر چھری ای نامہ بر کیا حال ہے
پھوٹی یہ قسمت کا لکھا دیکھوں تو دکھلاتی ہے کیا
مجکو تری عریاں سری اے نامہ بر کیا حال ہے

ہائے شہید کربلا یہ نوحہ دادی جان کا
کہتی ہے یہ نوحہ گری اے نامہ بر کیا حال ہے
سامان ہیں کیا حشر کے قبر نبی جو ڈر سے
ہے اس طرح سے ہل رہی ای نامہ بر کیا حال ہے
سنکر سخن وہ نامہ بر رویا زیادہ پھوٹ کر
تقریر یہ غم کی بھری ای نامہ بر کیا حال ہے

چاہتے ہیں ہم تمہیں ایک نظر دیکھ لیں
پہنے بدن میں کفن اماں اٹھو گور سے
یوں تو ہیں بھلاتے سب ماں باپ ازل ہی کب
ہوتا ہے زیادہ محن اماں اٹھو گور سے
روتے ہیں بس اسی میں ساتوں فلک اور زمیں
سنتے یہ تیرا سخن اماں اٹھو گور سے

اماں تمہیں ڈھونڈتے سینہ و سر کوٹتے
پھرتے ہیں ہم نعرہ زن اماں اٹھو گور سے
اماں فقط آپ بن کوچے کی اب سارے دن
خاک ہے اور اپنا تن اماں اٹھو گور سے
ننھے سے کرتے تیار کرنے کو پھر اب کی بار
بہر رسول زمن اماں اٹھو گور سے

نوحہ

بچے حسینؑ و حسنؑ اماں اٹھو گور سے
سوتا ہے بیت الحزن اماں اٹھو گور سے
بھوک لگی ہے ہمیں کھانا کوئی کس سے کہیں
پیٹ رہی ہے بہن اماں اٹھو گور سے
زلفوں کو کھولے کپڑے بدلو لیے
ہو گئے کرتے کہن اماں اٹھو گور سے

نوحہ

چھوٹ کے اہل حرم کرب و بلا آتے ہیں
کشتۂ رنج و الم کرب و بلا آتے ہیں
وارثوں کی قبروں سے گزرے جو ہیں راہ میں
کہتے وہ ظلم و ستم کرب و بلا آتے ہیں
مر گئے جو شام میں لاڈلے شبر کے
پرسے کو ہو کر بہم کرب و بلا آتے ہیں

مثل فقیر و حقیر پہنے لباس سیاہ
صاحب تاج و علم کرب و بلا آتے ہیں
سونگھ کے بو خون کی مرقد کو دیکھ کر
پیٹتے ہیں ہر قدم کرب و بلا آتے ہیں
کہتی ہے زینب اخی سوتے ہو کیا چین سے
دیکھو تو کس طرح ہم کرب و بلا آتے ہیں

برہنہ سر نعرہ زن قوم اسد کے تمام
چھوٹے بڑے خاص و عام کرب و بلا آتے ہیں
جلد میں کیا ہے قصد عصر نہیں سنتے ہیں
تجھ میں کوئی دن کو ہم کرب و بلا آتے ہیں

نوحہ دیگر

روتے ہیں اس قدر کرتے ہیں جسکے سفر
کھیل میں بہلا کے جی چپی لے دوا اور یجاؤں
تیز رہو کے شفا جائے نہ گوہر کھرا
میری ہی خاطر سے جی پی لے دوا اور یجاؤں
ہائے ستم ہے منتیں کرتی تھی وہ تو نہیں
اور یہ کہتی بلکہ جی پی لے دوا اور یجاؤں

چاہتا ہے گر خدا کبھی تو چل جائے گا
شرط ہے پر زندگی پلائے دوا اور یجاؤں
صغرا ہے بیمار علیل تیری طرح سے علیل
کرتا نہیں ضد کوئی پی لے دوا اور یجاؤں
راہ کی کروں نامہ بر لائے کوشش کی خبر
جانی اگر تو ابھی پی لے دوا اور یجاؤں

وادی یہ سمجھاتی تھی پیلے دوا اور یجاؤں
تپ کہیں ترسے تری پیلے دوا اور یجاؤں
بیٹی ترے باپ سے ڈر ہو کہ اکدن بجھے
ہو وے نہ شرمندگی پیلے دوا اور یجاؤں
تپ ہی ہر دم اگر اور پتہ نہیں درد سر
صغرا تو مرجائیگی پی لے دوا اور یجاؤں

نوحہ

اے عاشق رب العلا کاٹا گلا کس نے ترا
اے نور چشم مرتضیٰ کاٹا گلا کس نے ترا
مجبور بیکس بے وطن مظلوم مضطر خستہ تن
کوئی نہ کچھ سمجھا ذرا کاٹا گلا کس نے ترا
جلتی زمیں پر رو کے گر وہ ڈالے گھوڑے سے نالش پر
ایسا ستم کسے کیا کاٹا گلا کس نے ترا

عیسائی تھا یا موسوی تھا کون بے دیں و شقی
اے رہبر راہ صفا کاٹا گلا کس نے ترا
ابن علی سبط نبی حامی دین حق کے ولی
زہرا کی آنکھوں کی ضیا کاٹا گلا کس نے ترا
بابا علی شیر خدا نانا نبی خیر الورے
سمجھا نہ تیرا مرتبہ کاٹا گلا کس نے ترا

کنبہ بھتیجے بھانجے سب مارے گئے سامنے
کس نے یہ کی بے حد جفا کاٹا گلا کس نے ترا
بھوکا پیاسا دیکھ کر زخموں سے خستہ دیکھ کر
آیا نہ کچھ خوف خدا کاٹا گلا کس نے ترا
مطلق نہ کی شرم و حیا پانی نہ پینے کو دیا
تھا وہ ستمگر کون سا کاٹا گلا کس نے ترا

واں تو یہ بستی ہے تو اور یہاں ماہرو
ہو لیا قصہ تمام صغرا پہ صدقہ جائیے
دیر ہوئی مہ لقا اکبر و عباس کا
مٹ گیا بستی سے نام صغرا پہ صدقہ جائیے
بیبیوں سے گھر میں پہ جا کے مری نوحہ گر
کہیو ان سے تمہارے پیام صغرا پہ صدقہ جائیے

آقائے اسلام شاہ دیں زینت دہ خلد بریں
مدفون خاک کربلا کاٹا گلا کس نے ترا

نوحہ دیگر

روئے یہ کہہ کر امام صغرا پہ صدقہ جائیے
ہائے مری لالہ فام صغرا پہ صدقہ جائیے

کس نے دیے رنج و الم کس نے کیے تجھ پہ ستم
کس نے تجھے بیجان کیا کاٹا گلا کس نے ترا
سبط پیمبر جان کر بھی نہ چھوڑا الحذر
ہائے ہے یہ بے کسی کس نے دغا سے کاٹا گلا کس نے ترا
تجھ سے بغاوت کس نے کی ایسی شقاوت کس نے کی
اے افسر فوج خدا کاٹا گلا کس نے ترا

تیغ جفا کی کر دی صفائی
سرور کو پیارا اچھی کی وصائی
قوم شقی نے یہاں پہ ہو کے
پانی کو روکا چھری اڑائی
عون و محمد دونوں کو مارا
زینب کے دل پہ بجلی گرائی

اب نہیں باقی ورنگ شمر وہ چھوا انگ
چلکے چھکے کر جیا ام صغرا پہ صدقے جائے
روسے یہ سکینہ ستمگروں اعداؤں
قول امام انام صغرا پہ صدقے جائے

فرد وقیہ

صفا سا فرنگ کو رکا سے لگا
کس سے کہوں میں سلام صغرا پہ صدقے جائے
الغرض اب جہر سے اور سے پیارے کے
پہنچے جہاں ہیں تمام صغرا پہ صدقے جائے
وہ ریس اس خطا کی تھی ہم بھی ایسے لاوی
آتے ہیں مت کے کام صغرا پہ صدقے جائے

بعد شہادت چالیس دن تک
ابن علیؑ نے تربت نہ پائی
آل نبیؐ نے زنداں میں رہ کر
کیا کیا نہ آخر ایذا اٹھائی

نوحہ دیگر

پھٹتی ہے چھاتی یاد آکے ہے ہے
سینہ پہ برچھی اکبرؑ نے کھائی
غازی کی میت دریا کنارے
پانی کے بدلے خوں میں نہائی
اصغرؑ نے پیکاں کھا کے گلو پر
رن میں لٹائی شہ کی کمائی

شمر لعیں نے اسباب لوٹا
خیمہ کو پھونکا مسند جلائی
آل حرم کو بندی بنا کر
زین العباؑ کو بیڑی پنہائی
روز ازل سے اب کی گھڑی تک
ایسی مصیبت کس نے اٹھائی

[illegible]

میں شام و کوفہ میں پھری ہوں قیدی بنی
سو طرح کی ایذا سہی اپنی کہانی کیا کہوں
میداں میں جو مارا گیا لائے اسی لاشا اٹھا
پرسا لیا ایک ایک کا اپنی کہانی کیا کہوں
جن ہونٹوں کو چومیں نبی اسپر رکھے ظالم چھری
صغرا نہ کیوں میں مر گئی اپنی کہانی کیا کہوں

گھس آئے جب گھر میں لعیں کیا ذکر بیٹی بہن
القصہ مشکیں باندھ لیں اپنی کہانی کیا کہوں
بھائی کے سینے پر شقی جس دم چڑھا میں تھی کھڑی
اسکے گلے پھیری چھری اپنی کہانی کیا کہوں
جسوقت سر کٹنے لگا دیکھا کیے گردن پھرا
مجھسے نہ کچھ بھی ہوسکا اپنی کہانی کیا کہوں

زینب یہ بولی دلربا اپنی کہانی کیا کہوں
کیا پوچھتی ہو فاطمہ اپنی کہانی کیا کہوں
چادر مری چھینی گئی کوچے میں سر کھولے پھری
پشت شتر پر زور سے چھینی اپنی کہانی کیا کہوں
سنکے یہ افسوس ہے چھوٹے بڑے سب رو گئے
نکلا نہ دم میرا ارے اپنی کہانی کیا کہوں

زنجیر پہنے پیادہ پا وہ منزلوں چلنا مرا
بابا مرے اس صبر پہ چھاتی سے لپٹا لو مجھے
حضرت نے سمجھا جو کہا اُس غل میں تو کیا
شاباش فرما کر پدر چھاتی سے لپٹا لو مجھے
تنہائی کا صدمہ دے سب سے زیادہ سخت ہے
احسان فرماؤ اگر چھاتی سے لپٹا لو مجھے

مجھ سے جدا ہوئے مدت ہوئی اے عمو عالی نسبی
قربان ہو جائے پسر چھاتی سے لپٹا لو مجھے
دو دستے تھے وہ میرا بدن گردن تھی وہ میری رسن
شاکر رہا ہر حال پر چھاتی سے لپٹا لو مجھے
کینہ کبھی اسپ رہوار اور اُس بیکسی میں تو پدر
یہ صبر اور میرا جگر چھاتی سے لپٹا لو مجھے

قیدی ہوں جب شام میں بیچ و تاب کی میں
اسے گئی کے سر کہیں اپنی کہانی کیا کہوں

نوحہ دیگر

زین العبا میں نوحہ گر چھاتی سے لپٹا لو مجھے
بابا میں آیا چھوٹ کر چھاتی سے لپٹا لو مجھے

رکھے ہیں جس طرح سے بہت کچھ اسباب کے
یہ بھی انہیں میں رہی آہ علم کو بڑھاؤ
قائم آل عبا جلوہ اسے دیوے گا
ایسا یہ امانت رہا آہ علم کو بڑھاؤ
گھر کی صفائی ہوئی آہ تباہی ہوئی
ختم لڑائی ہوئی آہ علم کو بڑھاؤ

شہ نے صدا دی بہن آہ علم کو بڑھاؤ
پوچھو پھر نعرہ زن آہ علم کو بڑھاؤ
جس کا کہ یہ عہدہ تھا باغ ارم کو گیا
کس سے اب اٹھواؤں گا آہ علم کو بڑھاؤ
مر گیا حمزہ مرا عاشق و شیدا مرا
چاہنے والا مرا آہ علم کو بڑھاؤ

تو گر وہ سکینہ ہے محبت کی تمہاری آپ سدھارے
مر جائیگی اس رنج جدائی سے پیاری صدقے گئی بھیا
روتے تھے یہ بیٹی شاہ تو او بادل مضطر کہتی تھی وہ کر
اب کاٹنا اس زندگی کا مجھ پہ بھاری صدقے گئی بھیا

نوحہ دیگر

بھائی کے اب صدمہ سے شاہ حسین چھوٹے
موت کا ہے سامنا لو وہ علم آتا ہے
ہو چکے بیکس امام جنگ ہوئی اختتام
بھائی بھی کام آچکا لو وہ علم آتا ہے
جس سے تھی ڈھارس بڑی مر گیا وہ جری
جائے تامل ہے کیا لو وہ علم آتا ہے

نوحہ

خیمہ میں غل ہے بپا لو وہ علم آتا ہے
رن سے علمدار کا لو وہ علم آتا ہے
مشک سکینہ کی بھی دیکھو وہ ہے بندھی
خون میں ڈوبا ہوا لو وہ علم آتا ہے
پیٹتے ہیں سر امام رو رو کے ہر ایک گام
غازی تصدق ہوا لو وہ علم آتا ہے

وقت برابر ہوا میری ابھی موت کا
عرصہ کہوں کیا بھلا آؤ علم کو بڑھاؤ
جھک گئی میری کمر کر گئی طاقت سفر
جلد چلو ہو کدھر آؤ علم کو بڑھاؤ
کیوں نہ میں خاص و عام پیٹیں بصد اہتمام
سن کے یہ شہ کا کلام آؤ علم کو بڑھاؤ

بچے ! بھی تھے شنی مشک چھید گئی
پانی بھلا پھر بچا کیوں مجھے بہلاتے ہو
دیکھو وہ لاشہ لئے آتے ہیں بابا چلے
اپنے علمدار کا کیوں مجھے بہلاتے ہو
بیبیو بند رسا لاؤ میری چچی تو پچھاڑ و
دیر سے بیٹھا ماندہ کیوں مجھے بہلاتے ہو

نوحہ

بولی سکینہ بھلا کیوں مجھے بہلاتے ہو
ایسی میں ناداں ہوں کیا کیوں مجھے بہلاتے ہو
کہتے ہوئے وا اخا کے گئے رن کو شاہ
مرگئے بیشک چچا کیوں مجھے بہلاتے ہو
سنہ کا علم گر چکا خنجر کیں پھر چکا
ہو لیا سر بھی جدا کیوں مجھے بہلاتے ہو

لوگو گرو یکھے بیبیوں پر کیا بنے
دیر رہی کیا بھلا لو وہ علم آتا ہے
خیر یہ سب قصے ہیں ہائے مگر کیا کہیں
نام علی مٹ گیا لو وہ علم آتا ہے
کیوں نہ مٹیں ہو بکا حسن لیں جوان
یہ کلمہ یاس کا لو وہ علم آتا ہے

غم نے ترے کر دیا دل ایسا ملول
عباس بھلا کے نہیں اوسان برادر
اے زندہ جاوید دعا مانگ خدا سے
جو بھائی کی مشکل بھی ہو آسان برادر
اکبر کا سناں کھانا اگر دیکھوں بھائی
اس غم کا بھی رہ جائے نہ ارمان برادر

نوحہ

اے جان برادر و ذیشان برادر
اے ثانی جعفر ترے قربان برادر
جنت کے مسافر تری مہجوری کے غم سے
ہم بھی نفس چند ہیں مہمان برادر
واے رفقا اور عزیزوں کا الم ہے
سینہ ہے مرا رشک گلستان برادر

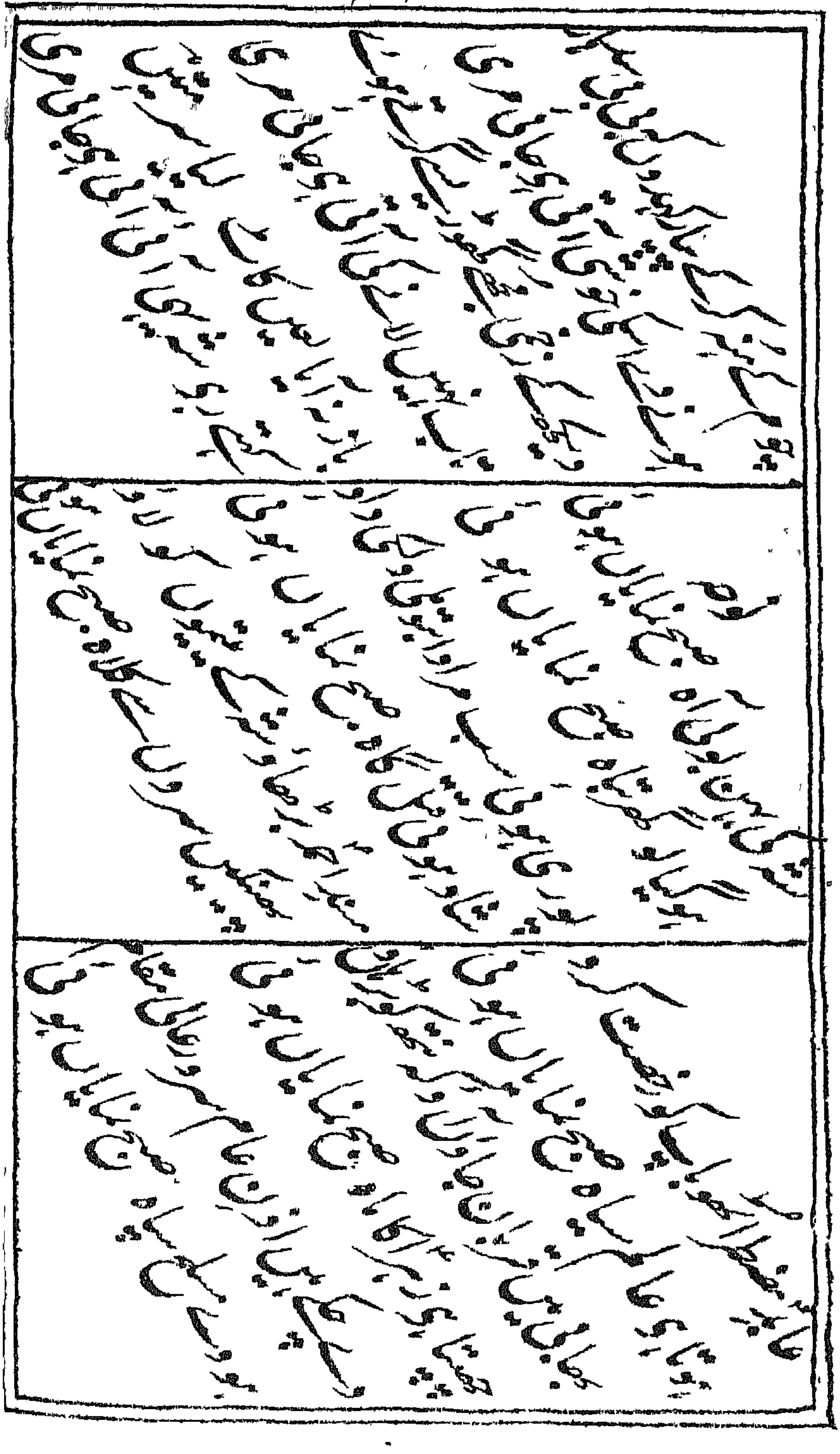
جاؤ مجھے رونے دو کام سب اپنا کرو
تھی ہوئے بلا کیوں مجھے بہلاتے ہو
شاہ سلامت رہیں جس سے نہ ہم تم لٹیں
ان کے کرو سب دعا کیوں مجھے بہلاتے ہو
صدمۂ غم سے مری ہوگئی غش وہ حزیں
ہاں یہ اگر کہہ دیا کیوں مجھے بہلاتے ہو

بن تیغ کھنچی دیکھ کر پھٹتے تجھے سینہ پر
غم سے کے مرجانے کی آتی ہے جانی مری
چادر ہی ہے کیا صبر کر دیکھو تو کیا نوحہ گر
ننھی سی سر پیٹی آتی ہے جانی مری
جھٹک کے آئینے سے چھاتی لگا لیتے و
دیکھے صورت مری آتی ہے جانی مری

نوحہ

کلمہ کے کہا او شقی آتی ہے جانی مری
ذبح نہ کر تو ابھی آتی ہے جانی مری
میری محبت زدی میری مصیبت زدی
نازو نعم کی پلی آتی ہے جانی مری
ہوگی عنایت تری اور گھڑی کی گھڑی
میان میں کر لے چھری آتی ہے جانی مری

اے بھائی سراپا کا ترے کرکے تصور
بے چین نہایت ہے مری جان برادر
زیبائی وہ ہتھیار وہ نیکی وہ مشک و علم ہائے
سب میری نگاہوں میں ہے اس آن برادر
لکھا ہے ہمیں آہ کہ جھک کی شستگی
جس وقت کہ رن میں ہوا ہیجان برادر



پہنچے مرے خورد سال پیاس سے سب ہیں نڈھال
اُٹھا کر و تڑ گلا یارو مسلماں ہوں میں
خون مرا ہے و رنگ لائیگا بے شبہ رنگ
دیکھو ستم ہو بتلا یارو مسلماں ہوں میں
پیٹ رہی ہائے بتول ختم رسل ہیں ملول
تا بہ کجا ایسا جفا یارو مسلماں ہوں میں

نوحہ

شمر نے یہ نعرہ کیا یارو مسلماں ہوں میں
شمر نے کر سر جدا یارو مسلماں ہوں میں
سمجھو نہ جان بتول ہر خدا و رسول
گھونٹ دو اک پانی کا یارو مسلماں ہوں میں
ننگ ہے اسلام کا جمعہ کے دن بیٹھا
کاٹو نہ میرا گلا یارو مسلماں ہوں میں

ہوتی ہے واں صف درست بیٹھے ہیں یاں کھائی شکست
سب کو علی کی پناہ صبح نمایاں ہوئی
ہے یہ صدائے نقیب فوج امام غریب
خلد کی ہے جلد راہ صبح نمایاں ہوئی
گردنیں خم ہو گئیں مومنوں کی اے شتی
جب وہ عالم تباہ صبح نمایاں ہوئی

صبح سے تا دوپہر قتل ہوا گھر کا گھر
اب نہیں باقی کوئی نانا خبر لو مری
بوند نہ پانی ملا جان مری سے خطا
پیاسی ترستی چلی نانا خبر لو مری
مرنے سے یوں میں پڑے لال جواں مر گئے
سینہ پہ برچھی لگی نانا خبر لو مری

نوحہ

شہ نے یہ فریاد کی نانا خبر لو مری
مجھ پہ ہے مشکل پڑی نانا خبر لو مری
عرصہ نہیں کچھ رہا اب کوئی دم میں چلا
سر پہ قضا آ چکی نانا خبر لو مری
لاکھوں ہی تدبیریں کیں پیش کوئی چلی
جان نہ آ پہنچی نانا خبر لو مری

ہے کوئی بہر خدا آ کے کمک کو مری
وقت ہے مجھ پر پڑا یارو مسلماں ہو نہیں
ہند کی جانب اگر جانے دو تو عمر بھر
دونگا ہزاروں دعا یارو مسلماں ہو نہیں
رہ گئی جا ہے سیتی سنتے تھے اعدا جو ہیں
سنکے کہا شاہ کا یارو مسلماں ہوں میں

گردن صغر علی ہاتھوں پہ میرے ابھی
تیر لگا چھد گئی نانا خبر لو مری
سینہ پہ زانو دھرے بیٹھا ہے قاتل مرے
پھیرتی ہے مجھ پہ چھری نانا خبر لو مری
کیا کہوں میں اے نبی تا بدم واپسیں
شہ کا بیاں کٹھا ہے نانا خبر لو مری

نوحہ

شاہ ہیں مہمان آج چار پہر رات تک
باقی ہے بانو کا راج چار پہر رات تک
پڑھتے ہیں شاہ حجاز آخری شب کی نماز
حق سے ہے راز و نیاز چار پہر رات تک
کہتے ہیں شہ بار بار لاڈلی سے ہمکنار
بیٹی یہ مہماں ہے پیار چار پہر رات تک

کہتے ہیں کہہ کے لاڈلی چاہتا ہے اب تو جی
باتیں سنوں میں تری چار پہر رات تک
ہائے منہ سر پہ کھلی سب آل امیر عرب
پردہ نشینی ہے اب چار پہر رات تک
ماتم شاہ امم تعزیہ پر یہ علم
ختم ہوئے ہے ستم چار پہر رات تک

اب بعد مرے پہنچیں سب تشنے جو آتا زو کو پیاسے
گر یاد کریں مجھکو تسلی انہیں دینا ہم جاتے ہیں بھینا

اس سے جو سکینہ کو کبھی شمر ستمگر اور چھینے وہ گوہر
بی بی کو مرے ہاتھ سے ظالم کے بچانا ہم جاتے ہیں بھینا

دربار میں لیجائے اگر قوم ستمگر اک رسی میں جکڑ
امت کی شکایت نہ زباں پر کبھی لانا سمجھاتے ہیں بھینا

پردیس میں بیتاب و غم کو مرا اور پر کیا کروں خواہر
مجبور ہوں کچھ بس نہیں ہے حکم خدا کا ہم جاتے ہیں بھینا

صغرا کو دعا کہنا کہ خوب لگا تا ہے غرب میں جو جانا
کیا اور زیادہ کہوں فرصت نہیں جب تنہا سمجھاتے ہیں بھینا

کہنا کہ تری یاد میں بابا صغرا حسرت زدہ اٹھا
گر پانی نے فاتحہ شربت پہ دلانا ہم جاتے ہیں بھینا

کیوں نہ میت جائے گا خانہ بخانہ بھینا
باقی ہے یہی عزا چار پہر رات تلک

نوحہ دیگر

ہشیار ہو تم زینب تمہیں اللہ کو سونپا ہم جاتے ہیں بھینا
ہشیار ہو وقت آیا اور کی قضا کا ہم جاتے ہیں بھینا

سینہ پہ اکبر کے برچھے سے شہ گلگوں کا مرا اسیر
یہ حال مرا بچو زینب دکھا ہم جاتے ہیں بھینا
یہ سن کے بہتیں معشوق کی زینب بزاری دیدہ غمناک
شبیر کا کہنا نہیں لاکو سونپا ہم جاتے ہیں بھینا

نوحہ دیگر

صغرا ہے لو [illegible] کس نے ستایا تجھے
خیر تو ہے نامہ بر کس نے ستایا تجھے
روتا ہے کیوں زار زار منہ ہے ترا کیوں فگار
پیٹتا کیوں آیا سر کس نے ستایا تجھے
والی ہے کیوں سر پہ خاک جیب قبا کیوں ہے چاک
کس لئے ہے نوحہ گر کس نے ستایا تجھے

آئی ہے کیوں آستیں ہوش بجا کیوں نہیں
کھلتے ہیں تو کیوں جگر کس نے ستایا تجھے
پھیکا عمامہ کہاں آنکھیں ہیں کیوں چھپکیاں
ہوگئی خم کیوں کمر کس نے ستایا تجھے
ایسا ہے کیوں بجا اس آمری ڈاڑھی پہ بال
پوچھوں جو اے نامہ بر کس نے ستایا تجھے

میرے گلے بانو کی شرم رکھے ہاتھ تھی
داد طلب ہوں میں اں رب تری فریاد ہے
منصف و عادل ہے تو لونڈی تری ہے بتول
مجھ پہ ہے سب کچھ عیاں رب تری فریاد ہے
نذر تری کر چکی تھی جو کمائی مری
ہے دل زہرا تپاں رب تری فریاد ہے

نوحہ

فاطمہ ہے نوحہ خواں رب تری فریاد ہے
میرا لٹا کارواں رب تری فریاد ہے
قبر حسینؑ و حسنؑ بن گئی پروردگار
مٹ گیا نام و نشاں رب تری فریاد ہے
حال یہ فرزندوں کا بیٹیاں ہیں ہیں قید
لوٹا بنا سارا یہاں رب تری فریاد ہے

روتا ہے تو تو ادھر میرے جگر پارہ ادھر
چھلنی ہیں تیغ و تبر کس نے ستایا ہے تجھے
پہلے یہ بتلا دے پھر سے تو ہیں پدر
پھر یہ بیاں کر خبر کس نے ستایا ہے تجھے
اتنا بھی کوئی نہیں پوچھے جو پیاسے ہیں
پھرتا ہے کیوں دربدر کس نے ستایا ہے تجھے

کاش کہ بھائی چچا آگئے ہوں با صد صفا
دونوں کے زیب قفا نامہ بر آوے مرا
خوش ہوں وے اس میں بچا خیر جو اک نامہ ہی
ان کے پدر کا لکھا نامہ بر آوے مرا
جان سے جیتے رہیں جان جہاں سب یہیں
اب تو یہی مدعا نامہ بر آوے مرا

کرتی تھی صغرا دعا نامہ بر آوے مرا
خیر سے جلدی خدا نامہ بر آوے مرا
رنج ہوں سب ناپدید گھر میں ہو بے عید
اب جو مع قافلہ نامہ بر آوے مرا
یہ تو کجا پر بھلا خالق ارض و سما
سن لے یہی التجا نامہ بر آوے مرا

نوحہ

میں تو وفا کر چکی عہد جو میں نے کیا
وعدہ ہے تیرا کہاں رب تری فریاد ہے
زیر کنار بتول سر پہ ہمیشہ رہا
آج ہیں یہ خواریاں رب تری فریاد ہے
جوش بکا سے میں ہوش نہیں ہیں بجا
تو بھی یہ لا بزباں رب تری فریاد ہے

ماں بیٹھنے دے مکھی نہ جس جسم کے اوپر
اس جسم پہ یوں تیروں کی بوچھار حسینا
ورانہ عدو بے ادبانہ ہوئے داخل
گھر فاطمہ کا ہو گیا بازار حسینا
آدم صفی اللہ سے تا عیسیٰ دوران
ایسی نہ ہوئی تھی کوئی سرکار حسینا

نوحہ

لاچار حسینا ہے یار حسینا
اے بیکسوں کے قافلہ سالار حسینا
قربان گئی دیکھو تو کیا پشت بہن کی
نیزوں سے سنانوں کی ہوئی افگار حسینا
وہ خنجر بے پیر کجا اے مقدر
اور بوسہ گہ احمد مختار حسینا

کچھ تو ہے صدمہ کریم مجھ کو ہے غم عظیم
فکر ہے دل پر پڑا نامہ بر آوے مرا
لے کے خبر بامراد جس سے ہو دل میرا شاد
خلق کے حاجت روا نامہ بر آوے مرا
درگہ حق میں منتیں روز وہ ہو کر حزیں
کرتی تھی یوں التجا نامہ بر آوے مرا

نوحہ

بھاگے گی کہیں مجھ میں طاقت ہل ہیں سکتا نہیں یہ جان
ذبح کرنے کو کہتے ہیں ناری خاک مقتل سے اٹھا لو
بہہ گیا جسم کا خون سارا ہے یہی موت کا پیش خیمہ
اسے ہیں عشق پہ عشق ل ہے بھاری حال ہے میرا سمجھا لو
پاؤں رکھتا ہے سینے کے اوپر چاہتا ہے کہ سر سب جدا ہو
نانا سن لو مری آہ و زاری شہر سے ہو جلدی تم آ لو

شاہ کرتے تھے یوں آہ و زاری نانا جان مجھ کو بچا لو
مار ڈالیں گے ورنہ یہ ناری اپنی تربت میں جلدی چھپا لو
باگیں جاتی ہیں مجھ سے چھوٹی نیچے کھچاتی ہے ہوئی
اک غشی کا عالم ہے طاری گرتا ہوں میں سنبھالو
چور زخموں سے ہوں تم ایسا جان بھی رہنے کو باقی نہیں جا
خون ہے بدن سے جاری التجا کر کے حق سے بچا لو

بل کھائے نہ کیوں دل مرا جب سنائے نوک لب
بندھ جائیں ترے گیسوئے خم دار حسینا
ماں بہنوں کے او نٹوں کا بنا کون شتربان
عابد کے سوا صاحب آزار حسینا
خود رفتہ ہیں غم سے ہو تو کیا عجب اس کا
اس غم سے تو ٹکڑے ہوئے کہسار حسینا

آپ کا حکم تھا یہ امت کیجو آل و قرآں کی حرمت
خوب کی یہ تو حرمت ہماری اے کے نرغے میں آ کر بچا لو

کوفیوں نے بلا کر دغا کی شام والوں نے روکا ہے پانی
رہ گئی ہے یہ مجھ سے امت تمہاری راہ باطل سے آ کر ہٹا لو

ہے یہ احسن بھی بندہ خدا کا اور امت میں حضرت کی شاہا
حج کی توفیق دے ذات باری اپنے مرقد پہ پھر تم بلا لو

سب عزیز و اقربا جان دے کر آج سوتے ہیں جلتی زمیں پر
کون ہے جو کرے غمگساری پاس اپنے ہی مجھ کو بلا لو

در پئے قتل ہیں لشکر شامی مانتے ہی نہیں بات کوئی
اب کہاں تک کروں انکساری میں ہوں مظلوم مجھ کو چھپا لو

میں وہ ہوں جسکو اپنی کمر پر اونٹ بنکر بٹھاتے تھے اکثر
یاد آتی ہے چاہت تمہاری اپنے پہلو ہی میں اب بٹھا لو

مارا اصغر کو ناحق یہ تیر سے ہو سکا ہائے کچھ بھی نہ مجھ سے
میں تو ہوں سخت مجبور و عاری آ کے تم اس کو بدلا دلا لو

نانا جاں غازی اکبر تمہارا تھا جو زینب کا سب سے سہارا
مر گیا کھا کے اک زخم کاری خوں بھرا اس کا مردہ اٹھا لو

چھوڑ کر حسنے شمر و عمر کو جان کی ہے فدا مجھ پہ دیکھو
حر نے بھی کی بڑی دوستداری معجزے سے اسے پھر جلا لو

تجھ بن جو تری حسرتیں مل گئیں خاک میں
سمجھی ہے کیا بے جز لٹ گئی دولت تری
ہائے بہار کا لال گر گیا یوں انتقال
زانو پہ دم توڑ کر لٹ گئی دولت تری
خیمہ میں اب ساؤں کیا منہ تجھے دکھلاؤں کیا
کر کے گئے اکبر لٹ گئی دولت تری

بس ہے شہ تجھ پر لٹ گئی دولت تری
بانوئے خستہ جگر لٹ گئی دولت تری
گیسووں والا ترا خلد کو راہی ہوا
کھا کے سناں قلب پر لٹ گئی دولت تری
چاؤ تجھے تھے بڑے لاڈلے کے بیاہ کے
اُس کے عوض پیٹ سر لٹ گئی دولت تری

سوز کے انجام کار دل پہ ہے گلعذار
پڑتی ہے غم کی چھری چونک ذرا خواب سے
سوئے نجف چل کہیں ہند میں رہ کر رزیں
عمر یونہی صرف کی چونک ذرا خواب سے

نوحہ دیگر

موت گلو گیر ہے حلق پہ شمشیر ہے
پیش نظر ہے قضا زین عبا الوداع
عون و محمد نے آج آہ شہادت کا تاج
لیے سروں پر رکھا زین عبا الوداع
قاسم ناشاد کو بھائی کی اولاد کو
وحشت پسند آ گیا زین عبا الوداع

نوحہ

شاہ نے رو کر کہا زین عبا الوداع
باپ ہے مرنے چلا زین عبا الوداع
اٹھو مرے نازنیں جاگو مرے مہ جبیں
باپ ہے سر پر کھڑا زین عبا الوداع
سنے کو ہم جائیں گے زندہ نہ پھر آئینگے
سن لو وصیت ذرا زین عبا الوداع

در پہ کھڑی جن کو یاد کرتی تھی تو نامراد
پہنچے وہ وادی سے گھر لٹ گئی دولت تری
جو تھی قسمت تری مجنوں کا عمر کی
کچھ بھی نہ پایا مگر لٹ گئی دولت تری
کر گئی عشق اے زینب یا اے سلطان دین
سن کے یہ غم کی خبر لٹ گئی دولت تری

بالی سکینہ کا حال سن لو یتیما حال
سن کے پدر مر گیا زین عبا الوداع
کانوں سے اسکے گہر لے گئے سب بد گہر
مر گیا اسکا چچا زین عبا الوداع
قید میں جا کر رہا ہو گئی وہ کچھ ملتفت
کہہ کے یہی بر ملا زین عبا الوداع

ہار سے ہنستا ہوا خنجر کو آتا ہوا
شانے کٹا کر موا زین عبا الوداع
حر جری باوفا فدیہ راہ خدا
خلد کو راہی ہوا زین عبا الوداع
اکبر و اصغر کا حال سن ہی چکے میرے لال
ہو گئے ہم سے جدا زین عبا الوداع

ہائے کہوں کیا پسر آتا ہے منہ کو جگر
غم ہے وہ عباس کا زین عبا الوداع
جس نے لب نہر پیاس مری یاد کر
آپ نہ پانی پیا زین عبا الوداع
مشک سکینہ کی لی نہر سے جا کر بھری
بھر کے نہ پر لا سکا زین عبا الوداع

جلتی ہو ریگ رواں اُس پہ ہو پیادہ دولہ
قیدیوں کا پیشوا زینؑ عبا الوداع
اونٹ پہ کنبہ سوار ہاتھ میں بچھڑے مہار
آگے ہو زین العباؑ زینؑ عبا الوداع
شام کا بازار ہو کثرت کفار ہو
سب کے ہوں سر کھلے ہوا زینؑ عبا الوداع

اپنی بھی سن لو خبر کہتا ہوں میں سر بسر
گزرے گی کیا دل ربا زینؑ عبا الوداع
قہر کا طوفان ہو و بیماری جان ہو
ظلم و ستم ہو بپا زینؑ عبا الوداع
طوق گراں بار ہو گردن بیمار ہو
بیڑیاں ہوں تنگ پا زینؑ عبا الوداع

کرب کا یہ حال ہو غم سے وہ پامال ہو
یاد پدر میں سدا زینؑ عبا الوداع
زینب خستہ جگر اس کی ہو محمل پہ سر
دیکھے گی کیا کیا جفا زینؑ عبا الوداع
جو ہوا ہے ہو زیر فلک تنگ خو
ای وہ الم دیکھنا زینؑ عبا الوداع

نوحہ

اے نور کبریا شہ صفدر جواب دو
ری ہے روتے آپ کو مادر جواب دو
گویا زبان حال سے ارشاد کرتی ہیں
شبیرؑ کیا گذر گئی دل پر جواب دو
کیوں اے حسینؑ چھاتی پہ کیوں ہاتھ رکھا ہے
کیا دل ہے اب بھی سینہ میں مضطر جواب دو

صبر سے رکھنا قدم شکر ہو دمبدم
ورد زباں ہو ملا زین عبا الوداع
کہتا تھا جو کچھ کہا جاتا ہوں میں اب با خدا
حافظ و ناصر ترا زین عبا الوداع
وقت تھا احسن غضب موڑی عناں شہ نے جب
کہہ کے سوئے کربلا زین عبا الوداع

سامنے نیزہ پہ سر تھے سب بڑوں کے پسر
لے کے چلیں اشقیا زین عبا الوداع
آئے گی شرم و حیا دیکھ کے کنبہ بھرا
برہنہ سر بے ردا زین عبا الوداع
گرچہ ہوں یہ امر سب باعث غیظ و غضب
رہنا براہ رضا زین عبا الوداع

اے نفس مطمئنہ کے مصداق جاں نثار
کر بھی چکے تھے سجدہ داور جواب دو
زہرا کی جا بھی کٹا سر فاطمہ ہوں میں
بابا علی ہے نانا پیمبر جواب دو
جی چاہتا ہے آج بھی بچپن کی طرح سے
کچھ پوچھوں میں تو تم مجھے منہ بھر جواب دو

گر اب بھی پیاس کی وہی شدت ہو یا شہا
حاضر ہے پانی لو اسے پی کر جواب دو
زینب کی بھی خبر ہے کہ وہ ننگے سر کھڑی
کہتی ہے چھن گئی مری چادر جواب دو
رو رو کے پوچھتی ہے کہ کیوں بجھا گیا ہو
جائے بچائے ہوئے میں خواہر جواب دو

یاں بیٹھوں لاش پر کہ میں زینب کے ساتھ جاؤں
جو امر ہو سکے حق میں بہتر جواب دو
شاہا مدد کا آپ کی جانب سے منتظر
کب تک رہے یہ عابد مضطر جواب دو

نوحہ دیگر

آواز یہ جب پہنچی تو فرمانے لگے شاہ
بابا آیا ہے اکبر سر تسلیم جھکا دو
ہیں دو ہچکیوں تو کیا ہاتھ کے نیچے ہو مری جان
اکبر لو ذرا ہاتھ تو سینہ سے ہٹا دو
شاہا نہیں سوگند جناب علی اکبر
عابد کو غم و رنج سے دنیا کے چھڑا دو

مر جاؤں گا گر تم کو نہ پاؤں گا میں زندہ
گھوڑا تو ہے کوئی کدھر اترے ہو بتا دو
اٹھارہ برس باپ نے نازوں سے جو پالا
کیا اس کا یہی پھل تھا کہ پیری میں دغا دو
اتنے میں صدا آئی کہ یا شاہ دو عالم
قربان پسر ہوتا ہے دیدار دکھا دو

لاشہ کا پتا دو یا آپ ہی لا دو
اے کوئی تو مجھکو مرے دلبر کا بتلا دو
تم میں سے اگر صاحب اولاد ہو کوئی
وہ آگ کہ سینہ میں بھڑکی ہے بجھا دو
جب کوئی مخاطب نہوا شہ سے تو پھر آپ
چلائے کہ اکبر ہمیں آواز سنا دو

نوحہ

ماں جائی ہے زینبؑ دکھیاری زینبؑ
اے لاشۂ بے سر ترا سر لائی ہے زینبؑ
کیا گذری تن پاک پہ اس جنگل و بر میں
بتلا مجھے اب چھٹ کے یہاں آئی ہے زینبؑ
سر ننگے تھی میں زوجۂ حاکم جو بنی آئی
زندان میں کیا ہند سے شرمائی ہے زینبؑ

مرتے ہوئے تم جس کو مجھے سونپ گئے تھے
اس لاڈلی کو شام میں کھو آئی ہے زینبؑ
اب ساتھ مجھے قبر میں لے لیجو بھائی
دنیا کے بہت رنج سے گھبرائی ہے زینبؑ
قیدی ہوئی سر ننگے پھری دم نہیں مارا
سب آپ کا فرمان بجا لائی ہے زینبؑ

ظالم نے چھری ماری لبوں پر جو تمہارے
خاموش کھڑی غیظ میں تھرائی ہے زینبؑ
سجاد گرا ضعف سے اور شمر نے مارا
اس ظلم سے اشک آنکھوں میں بھر لائی ہے زینبؑ
جب دفن کیا سب کو تو عباس کہوں کیا
جس طرح سر قبر پہ چلائی ہے زینبؑ

نوحہ

کہتے تھے شاہ ہدا پانی پلا دے مجھے
شمر برائے خدا پانی پلا دے مجھے

پیاس سے ہوں میں نڈھال ہیں جگر و دل کباب
ہائے مرا دم چلا پانی پلا دے مجھے

روح تڑپتی مری پیاسی اس عالم سے جائے
روک لے خنجر ذرا پانی پلا دے مجھے

ڈرتا ہے کیوں اس قدر اب نہیں جی بس کا
کام مرا ہو چکا پانی پلا دے مجھے

رک کے چلے گی چھری سوکھ گلے پر مرے
تڑپوں گا ظالم سوا پانی پلا دے مجھے

مجھکو ہے تکلیف کم تجھکو ہے یہ فائدہ
ہاتھ نہ دکھے ترا پانی پلا دے مجھے

پیٹ نہ بھر کر پلا خوف ہے تجھکو اگر
بچتے ہیں تر ہو گلا پانی پلا دے مجھے

خیر یہ مہماں سمجھ جان کے سید غریب
آنکھ نہ اس دم چرا پانی پلا دے مجھے

کیسا تھا وہ دل شقی جو نہ پشیماں ہوا
شاہ نے کتنا کہا پانی پلا دے مجھے

گو میں میری پلی میری وہ عاشق ہی
اسکو یہ صدمہ نہ دے روک لے پردہ ذرا
خوب یہ تونے کیا اور جو چاہے ستا
عذر نہیں کچھ وے روک لے پردہ ذرا
صرف جفا تھا لعیں کہتے تھے شہ یہ متیں
شمر خدا کے لئے روک لے پردہ ذرا

کیا تجھے مل جائے گا میرے اگر مر نقا
سہم کے مرجائیں گے روک لے پردہ ذرا
اور تو ذی ہوش ہیں سب سے زیادہ وے
فکر سکینہ کا ہے روک لے پردہ ذرا
کمسن اگر دیکھا سرجائے گی جی سے گذر
تاب نہیں ہے اسے روک لے پردہ ذرا

نوحہ

بنت نے کہا شمر سے روک لے پردہ ذرا
بچے دہل جائیں گے روک لے پردہ ذرا
سارے حرم کھولے سر خیمہ کے دروازے پر
دیکھ رہے ہیں کھڑے روک لے پردہ ذرا
پہلے تو پانی پلا پھر ہے یہ اک التجا
مانے تو احساں کرے روک لے پردہ ذرا

نوحہ

شمر سے شہ نے کہا پاؤں نہ رکھ سینہ پر
درد ہے مجکو سوا پاؤں نہ رکھ سینہ پر
نانا نبی ہے مرا بابا علی ہے مرا
رتبہ ہے میرا بڑا پاؤں نہ رکھ سینہ پر
عرش لرزنے لگا شہ نے یہ جس دم کہا
بہر نبی و خدا پاؤں نہ رکھ سینہ پر

[illegible] ہیں مجبور ہوں گھر سے بہت دور ہوں
مجکو نہ اتنا ستا پاؤں نہ رکھ سینہ پر
بھائی بھتیجے مرے خلد کو سب چل دیئے
کس سے کہوں لو چھڑا پاؤں نہ رکھ سینہ پر
بہر نبی و علی کر نہ جفا اے شقی
کاٹ نہ میرا گلا پاؤں نہ رکھ سینہ پر

اصغر ناداں موا کر گئے اکبر قضا
کوئی نہیں جز خدا پاؤں نہ رکھ سینہ پر
سینہ دھڑکتا ہے اب پیاس سے ہیں خشک لب
شہ برائے خدا پاؤں نہ رکھ سینہ پر
زخموں سے گو چور ہے علم سے معمور ہے
پاک ہے سینہ مرا پاؤں نہ رکھ سینہ پر

تبلیغیں کیں بر ملا اور کہا جو کہنا تھا
حیف نہ تم نے سنا کیا مری مہمانی کی

اپنے پیمبر کی آل اس کا بنایا یہ حال
واہ ری قوم دغا کیا مری مہمانی کی

خیمہ میں محشر عیاں غم وہ جدا اور یہاں
موت کا ہے سامنا کیا مری مہمانی کی

تیسرا دن ہوچکا بند ہے آب و غذا
قتل کئے اقربا کیا مری مہمانی کی

روضۂ احمد چھٹا حج نہ میسر ہوا
آیا تو یاں گھر گیا کیا مری مہمانی کی

آیا جو حسب طلب چھوڑ کے گھر بار سب
اس کی یہ پائی سزا کیا مری مہمانی کی

اے جری شہ بارہا کہتے تھے یوں رو رہا
ہوچکی بے حد جفا پاؤں نہ رکھ سینہ پر

نوحہ دیگر

کہتے تھے شہ واہ وا کیا مری مہمانی کی
کوفیو صد مرحبا کیا مری مہمانی کی

زخموں سے ہے جسم چور موت قریں ہے دوپہر
پھر تجھے جلدی ہے کیا سجدہ تو کر لینے دے
خوب تو رکھ یہ نقش بھاگے گا یہ نہیں
اب گرا کے پر جفا سجدہ تو کر لینے دے
ہو چکے راز و نیاز ختم ہے اس کی نماز
آخری لیکن ادا سجدہ تو کر لینے دے

دیتی تھی زہرا ندا سجدہ تو کر لینے دے
شمر برائے خدا سجدہ تو کر لینے دے
میرا نمازی ابھی کر رہا ہے بندگی
اس کو برائے خدا سجدہ تو کر لینے دے
بے ادبانہ دھر نحس قدم سینہ پر
اور یہ یوں ہے رضا سجدہ تو کر لینے دے

اب تو جہاں میں کوئی مجھ پہ نہ ہو جو ہوئی
باقی نہ ہوگی جفا کیا مری تنہائی کی
شمر سے کہا پھر شقی خیر اب اے اہل کیں
حشر کو کھل جائے گا کیا مری تنہائی کی

نوحہ دیگر

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خاتونِ قیامت سے اگر پیٹ لیا سر بس ہو گیا محشر
غصے میں چلی آئی ہیں وہ کانپی تھر تھر کرتا ہے تو یہ کیا
لے واصف دلگیر نہیں صف کا یارا مجلس میں کسی کو
رہتے ہیں ملک حال شہِ جن و بشر پر کرتا ہے تو یہ کیا

نوحہ دیگر

جبریل نے آکے نبی کو دو گھڑے کی ہیں حسن بخشی تھا
شبیر ہے یہ وردہ تھا دو سرا شبر کرتا ہے تو یہ کیا
پہونچیں نہیں کے لے بھیجا تھا خدا نے دن عید کے جلی
بچپن میں کھلایا کیا بہت خالق اکبر کرتا ہے تو یہ کیا
ہر دن بھی ہی کچھ تو لائی تھی بچہ احکام خدا سے
یہ وہ تھا چرچا تھا سدا دوش نبی پر کرتا ہے تو یہ کیا

بھائی حسن بستر قبا رہتے ہیں ظالم مظلومی پہ بابا کی
رومال کھڑے اشکوں سے تر کرتے ہیں حیدر کرتا ہے تو یہ کیا
فرمایا کہا نانا کہ وہ چیز جو چاہیں ہیں جاتا ہوں چھوٹے
مجھ کو نہیں وہ یاد ہمیں قرآن پیمبر کرتا ہے تو یہ کیا
لختِ دل زہرا ہے یہ جانِ تنِ زہرا بھائی حسن کا
اور نورِ دو عین نبی و حیدرِ صفدر کرتا ہے تو یہ کیا

[illegible]

نوحہ

زینبؑ نے کہا پیاسے ہوئے خلد کو راہی ہے ہے مرے بھائی
خالق کی دہائی ہے پیمبر کی دہائی ہے ہے مرے بھائی
ہے ہے گئے کس طور پہ دریا سے پیاسے ہے دنیا سے نرالے
اس پیاس کے سینہ میں مرے آگ لگائی ہے ہے مرے بھائی
ریتی پہ ترا آج یہ عریاں بدن ہے محتاج کفن ہے
اک روز وہ تھا خلد سے پوشاک تھی آئی ہے ہے مرے بھائی

نانا نہیں بابا نہیں زندہ نہیں ماں اور قربان ہو تم سر
مظلوم پہ کیسی ہوئی فوجوں کی چڑھائی ہے ہے مرے بھائی
واللہ کبھی دین نہ باطل سے جھکے تم نے حق سے رکے تم
خالق نے بھی کیا صبر کی تصویر بنائی ہے ہے مرے بھائی
قرآن کو ثابت رکھا اور دین کو قائم سمجھے نہ عالم
اور جان رہِ خالقِ اکبر میں گنوائی ہے ہے مرے بھائی

بتلا گئے تم سب کو کہ یوں حق پہ ہیں مرتے اور صبر ہیں کرتے
نانا کی شریعت کی عجب شان دکھائی ہے ہے مرے بھائی
دیکھو تو بھلا آج یہ اماں کی کمائی کیا کام ہے آئی
اک راستی کی کھینچ کے صورت ہے دکھائی ہے ہے مرے بھائی
قربان ترے صدق کے اور صبر کے واری اے عاشقِ باری
کس درجہ شہادت سے ہے اظہارِ صفائی ہے ہے مرے بھائی

نوحہ

ہائے تھی بانو خدا مانگ نہ اجڑے مری
کوکھ پہ آئی بلا مانگ نہ اجڑے مری
مجھکو مرے داد گر رانڈ نہ شبّر کر
غم نہیں یہ اٹھے گا مانگ نہ اجڑے مری
بیکسے جب یہ چلی تو نے تھی نعمت یہ دی
کر مری حاجت روا مانگ نہ اجڑے مری

دے کے مری دل کی داد بہے کیا مجکو شاد
آج یہ سن لے دعا مانگ نہ اجڑے مری
اور یہ بیوہ ہائے ہی وقتی ہے پہلے مجھے موت دے
دم ہے اسے جب تلک مرا مانگ نہ اجڑے مری
میرے کریم و رحیم حال ہے میرا سقیم
بہر نبی او ری مانگ نہ اجڑے مری

رکھ لے مرا تخت و تاج ہائے بنی کی ہے تجھکو لاج
ہائے الٰہی آئی بلا مانگ نہ اجڑے مری
ہو سکے بی کی ہائے ہو قید پھری کو بہ کو
مجھ سے نہ یہ ہوئیگا مانگ نہ اجڑے مری
راز خدا سے میں ہاں تو نہ آگاہ تھیں
اس لئے کی التجا مانگ نہ اجڑے مری

[illegible]

نوحہ

زینب نے کہا رو کے ارے تشنہ دہن بھائی
اس سوکھے ہوئے لب پہ قربان بہن بھائی
ہمشیر پھری دربدر بے مقنع و بے چادر
یاں آپ ہی سر در بے گور و کفن بھائی
نیزے پہ سر انور تا شام گیا چڑھ کر
ہمراہ تھی یہ بے پر بار رنج و محن بھائی

بس تم سے تسلی تھی اک دل کو تشفی تھی
جب سے نہ رہے سر پر مسموم حسن بھائی
احباب سے کچھ کہدو اصحاب کو سمجھا دو
جاتی ہے بہن لٹ کر اب سوئے وطن بھائی
کل دوش نبی پر تھا اور گوش میں گوہر تھا
وہ آج پڑا بے سر یوں ریت پہ تن بھائی

گو سخت مصیبت ہے اور سر پہ اک آفت ہے
بھولی نہیں خواہر کچھ ماں کا چلن بھائی
بھائے گا مجھے کیونکر ویران وہ خالی گھر
تم کو تو یہاں آکر ہے سیر عدن بھائی
آئی تھی جماعت سے جاتی ہوں اس حالت سے
اکبر ہے نہ اب صغرا نہ ابن حسن بھائی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بھائی ترا گھر جلا بھائی مرا سر کھلا
بچے ہیں عریاں بدن ہائے حسینؑ غریب
پیاس کا صدمہ سہا کچھ نہ زباں سے کہا
فاطمہؑ کے کم سخن ہائے حسینؑ غریب
سینہ پہ شمرِ لعیں حلق پہ شمشیرِ کیں
تجھ پہ یہ رنج و محن ہائے حسینؑ غریب

چھپ گئی ایک تیغ سے آہ غضب وا دریغ
ذبح ہوئے پنجتن ہائے حسینؑ غریب
اخترِ برجِ رسولؐ گوہرِ دُرجِ بتولؑ
نائبِ خیبر شکن ہائے حسینؑ غریب
قبلۂ اہلِ حرم مالکِ لوح و قلم
فخرِ زمین و زمن ہائے حسینؑ غریب

کہتی تھی زینبؑ جری لاشے پہ رو ہر گھڑی
بیکس غریب و بے وطن ہائے حسینؑ تشنہ لب

نوحۂ دیگر

کہتی تھی شہ کی بہن ہائے حسینؑ غریب
بے کفن و بے وطن ہائے حسینؑ غریب

غل تھا مدینہ میں بپا صغرا کا بابا مر گیا
ویراں مدینہ ہو گیا صغرا کا بابا مر گیا
قوم بنی ہاشم چلو عابد کو چل کے پرسا دو
رانڈوں کا آیا قافلہ صغرا کا بابا مر گیا
دیکھو وہ چند لوگ سر پہ آگے آگے نوحہ گر
اوڑھے ہوئے شال عزا صغرا کا بابا مر گیا

دیکھو تو زہرا کے لال کھولے ہیں ماں بہنیں بال
حوریں ہیں یوں سینہ زن ہائے حسین غریب
آہ میں کس سے کہوں کس کی بہن ہو رہوں
آج موئے پنجتن ہائے حسین غریب

نوحہ دیگر

سر پہ عمامہ نہیں جسم میں جامہ نہیں
خاک ہے اب پیرہن ہائے حسین غریب
لاشۂ افواج شاہ دفن ہوئے ہیں تمام
تجھ کو لحد نے کفن ہائے حسین غریب
بھائی کی بیوہ حقیر بھائی کا بیٹا اسیر
شانوں میں ہے رسن ہائے حسین غریب

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جس حلق پہ بوسے کئے دیتے تھے پیمبر واں رکھدیا خنجر
نازک تری چھاتی پہ چڑھا شمر ستمگر ہے ہے مرے شبیر
امت پہ فدا کر دیا نانا کی جو گھر بار تو ہو گیا خوار
بخشاؤ گے سب حشر میں امت کے گنہگار ہے ہے مرے شبیر
عاشق تھی بہت تیری جو نادان سکینہ اے شاہ مدینہ
کانوں کا گہر اسکے لعینوں نے چھینا ہے ہے مرے شبیر

چالیسویں تک قبر ہوگی پسر تڑپوں گی زمیں پر
جاویں گے حرم تیرے یہ سب شام کھلے سر ہے ہے مرے شبیر
واکرے ترا دل سے یہ اے سبط پیمبر مت بھولیو ہم پھر
بخشاؤ بکیر کو حق سے شتاب تو ہے ہے مرے شبیر

نوحہ دیگر

بیٹی زہرا کی کرتی تھی زاری بھیا جان میں تو آئی
چھوٹ کر قید سے وہ واری بھیا جان میں تو آئی
اپنا وارث کہوں یا کہ آقا لاڈو کی بیڑے کا یا کھویا
پیٹوں کیا کہ کے بتلا دو واری بھیا جان میں تو آئی
اے غریب الوطن بھائی آجا مرتی ہوں لے بھیا جلا جا
چھان کر خاک گلونکی ساری بھیا جان میں تو آئی

نوحہ

اے وائے حسینؑا ماں جائے حسینؑا
کس منہ سے بہن سوئے وطن جائے حسینؑا
دو حکم کہ جلدی سے حبیبؑ ابن مظاہر
عماری مری اونٹ پہ کسوائے حسینؑا
عباسؑ کو بھجواؤ کہ فراشوں سے کہہ کر
پردے کی قناتیں مری رکوائے حسینؑا

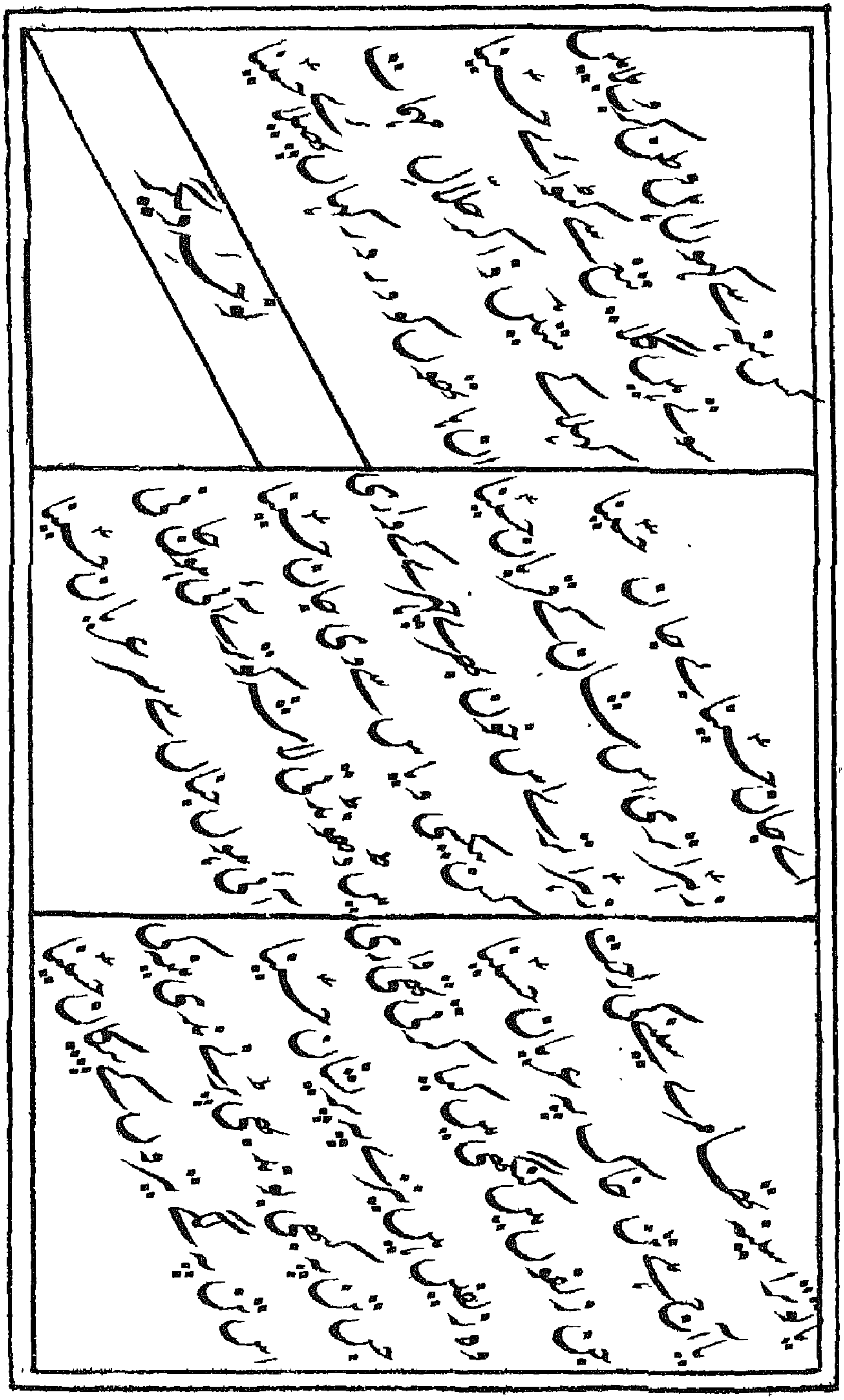
سیلیاں پشت پہ ہیں جو ہیں کھا کیا بھول گئے صدمہ کو بھائی
الغرض بعد تذلیل و خواری بھیا جا کے بہن رونے آئی
اس گھڑی کا کہوں کیا میں عالم شورِ محشر سے کچھ غل نہ تھا کم
بنتِ حیدرؑ یہ چیخی دم دم پکاری بھیا جا کے بہن رونے آئی
درد و غم کی بہت ہوں ستائی لاش تیرے لٹے سر پہ پائی
تم سے چھٹ کر چلی ہوں زاری بھیا جا کے بہن رونے آئی

راہِ یثرب سے بھائی بدقت کر کے ظالم کی بھی منت
پھیر کر اس طرف کو سواری بھیا جا کے بہن رونے آئی
سال بھر تک دعا کی برابر آخر الامر آج اے برادر
کی خدا نے یہ حاجت براری بھیا جا کے بہن رونے آئی
بھائی جس روز سے مر گئے تم در بدر ہی سواری کی کر گئے تم
اب یہ عالم ہے چھوٹے عماری بھیا جا کے بہن رونے آئی

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]



نوحہ

فرماتی تھی بنت علی بھائی مرا مظلوم ہے
مت کاٹ سر تشنہ بھائی مرا مظلوم ہے
عباس غازی نہر پر سوتے ہو کیا آؤ ادہر
پھرتی ہے بھائی پر چھری بھائی مرا مظلوم ہے
اے اکبر و قاسم اٹھو عون و محمد ساتھ دو
موقع مدد کا ہے یہی بھائی مرا مظلوم ہے

تم نے تو دیا سروری جاں راہ خدا میں
کوفے چلیں بہنیں سر عریان حسینا
خیمہ کو لعینوں نے ترے آگ لگائی
کچھ گھر کا نہ زہرا کے کیا دھیان حسینا
اشراف کی بھی عزت کے تمہیں حامی ہو مولا
تم ہو مرے دین اور مرے ایمان حسینا

تکیہ نہیں بستر نہیں ہے خاک بچھونا
سوتے ہو پڑے بے سر و سامان حسینا
کس نے تری صورت یہ لہو میں ہے ڈبائی
پہچانا نہ تھا کیا وہ مسلمان حسینا
تم مارے گئے دشت بلا میں مرے پیارے
بچے ہوئے اس بن میں پریشان حسینا

سوکھے گلے پہ بھائی کے خنجر رگڑتا ہے ارے
مت ذبح کر او زخمی بھائی مرا مظلوم ہے

اس کی عزیزو دیکھو تو زخموں سے جاری ہے لہو
گزری ہے حد سے تشنگی بھائی مرا مظلوم ہے

کس حال میں ہے غور کر کون اور کس کا پسر
ابن علی سبط نبی بھائی مرا مظلوم ہے

پیاری سکینہ لاڈلی ہیہات نازوں کی پلی
بن باپ کی ہو جائے گی بھائی مرا مظلوم ہے

اے شمر کرتا ہے یہ کیا بھائی کو میرے مت ستا
مت بیٹھ سینہ پر شقی بھائی مرا مظلوم ہے

سینہ پہ رکھتا ہے قدم کرتا ہے کیا ظالم ستم
عابد ہے بیمار اور شقی بھائی مرا مظلوم ہے

خویش و اقارب سن لو تم شمر ہے تشنہ لہو
جا کر چھڑا لو کوئی بھائی مرا مظلوم ہے

سکتے نہیں اتنا کوئی جو بات بھی سن لے مری
کس وقت سے ہوں کہہ رہی بھائی مرا مظلوم ہے

اے خالق ہر دوسرا بھائی کو لے تو ہی بچا
یاور نہیں مرا کوئی بھائی مرا مظلوم ہے

لاشہ پہ ترے رونے نہیں دیتے ستمگر
اس بات سے مجبور ہوں ناچار برادر

تا زیست نہ دکھلاؤں گی منہ جا کے وطن میں
ہیں فاطمہ صغرا کو تو زنہار برادر

یہ وقت مصیبت کا ہے رانڈوں کی خبر لو
آئے ہیں وہ سب خیمہ میں کفار برادر

احسن نہ مانا وہ لعین کاٹا گلوئے شاہ دیں
ہمشیر کہتی ہی رہی بھائی مرا مظلوم ہے

نوحہ دیگر

غمخوار برادر رہے یار برادر
اے زینب بیکس کے مددگار برادر

زخمی ہے اور بے بس ہے بیٹا ہے بیکس ہے یہ
کر رحم اس پر اس گھڑی بھائی مرا مظلوم ہے

زندگی ہے خواہش اگر تجھے چادر پیمبر کی لے
مت کاٹ گردن بھائی کی بھائی مرا مظلوم ہے

بالی سکینہ کے گھر حاضر ہیں وہ بھی لے اگر
پر چھوڑ دے ایذا دی بھائی مرا مظلوم ہے

بانو نے رو کر کہا میرے مسافر حسینؑ
شہر میں لٹا میرے مسافر حسینؑ
قاسم نو کتخدا اس کا ہے یہ ماجرا
گھوڑوں سے روندا گیا میرے مسافر حسینؑ
پیارا وہ اصغرؑ مرا جس کو نہ پانی ملا
تیر ستم آ لگا میرے مسافر حسینؑ

میں جاتی ہوں اتنا بھی پایا نہیں کوئی
جو مجھ کو کرے اونٹ پہ اسوار برادر
صغریٰ یہی کہتی رہی وہ بنت ید اللہ
خالق ترے لشکر کا مددگار برادر

نوحہ دیگر

کچھ پاس بیبیوں کو نہیں آل نبیؐ کا
جاتے ہیں لٹے اب سر بازار برادر
سجادؑ کے پاؤں میں پڑی بیڑیاں بھاری
گردن میں پڑا طوق گرانبار برادر
دفنایا بھی لاشہ کو تمہارے نہ کسی نے
کیا تم کو سمجھتے تھے گنہگار برادر

کہتی تھی رو رو نحیف ہائے خستہ جگر
اب نہیں کوئی رہا میرے مسافر حسین

نوحہ دیگر

کہتی زہرا یہ جنت میں ہائے میری بستی بسی کو اجاڑا
ہیں تو وہ گئی خدا کی ہائے میری بستی بسی کو اجاڑا

ہائے بدن بے سر کو اس کے تن زار کو
نیزے والے نے عدا میرے مسافر حسین
دھوپ میں تیرا بدن جس کو نہ گور و کفن
غسل نہ تجھ کو ملا میرے مسافر حسین
کرتے ہیں فریاد ہم دیتے نہیں داد تم
ہائے ہمیں سے یہ ہائے گلا میرے مسافر حسین

ہو گیا ویران گھر پھرتی ہوں میں دربدر
کیسی چلی یہ ہوا میرے مسافر حسین
بھائی بھتیجے ہوئے سارے اقارب گئے
سر ترا نیزے چڑھا میرے مسافر حسین
وارث فنا سے گئے وارث بقا میں ہے
چھوڑا ہمیں وا واویلا میرے مسافر حسین

مجھکو جنت سے باہر نکالا تھا تیرے کلیجے میں ڈالا
کس کو کہوں میری ہی یارب جلائی میری بستی بی کو اجاڑا
مجھ سو او دکھ سہے میں یاں دل کسکو اب کلیجہ دکھاوا
واویلا بیٹی نے یا الٰہی میری بستی بی کو اجاڑا
پے بہ پے خط لکھے در بلا یا حبیبا یا ہوا آیا
کرکے پانی کی سب نے منائی میری بستی بی کو اجاڑا

اُمت دم تک نبی کی وصیت آل سے تیری محبت رکھنا
کیا وصیت نبی کی نبھائی میری بستی بی کو اجاڑا
اب تو ڈھونڈ کے پڑی علقمہ پر کربلا سے پیاسی
مجھ سے بچھڑ کو جیا بچھڑ آئی میری بستی بی کو اجاڑا
لو ذرا آئی اماں تمہاری اپنی بیٹی کو مجھ سو واری
خاک میں کس نے صورت ملائی میری بستی بی کو اجاڑا

کیا ہی کی کربلا قدر دانی نام اسکا ہی میہمانی کیا
قدر تونے بھی میری بھلائی میری بستی بی کو اجاڑا
اے یتیں ہی کہاں روز محشر جب ہی گا تیرا کو داور
کہتی آئی گی وہ زاد پائی میری بستی بی کو اجاڑا

او بچھڑو مگر

اب ظالموں نے خیمہ کو بھی آگ لگا دی لٹ گئی دنیا
تم وارث خلق پہ ہو دست ابرار اے احمد مختار
عابد کو ہے غش ضعف سے اٹھا نہیں جاتا بے بس ہے بلکتا
جکڑا ہوا ہے طوق و سلاسل میں وہ بیمار اے احمد مختار
کیا کیا نہ ستم آل جفا نے کئے نانا جانے ہے زمانہ
گھر لوٹ لیا ہم کو نکالا سر بازار اے احمد مختار

میدان میں ہے قاسم نوشہ کا ہوا حال لاشہ ہوا پامال
گھونگھٹ میں دلہن روتی ہے با دیدۂ خونبار اے احمد مختار
آغوش کا پالا ترا اے سید والا و نیزوں سے چھانا
سو جان سے ہے جنس شہادت کا خریدار اے احمد مختار
بھائی کا گلا کاٹتے ہیں ظلم کے بانی دیتے نہیں پانی
اور پھیرتے ہیں حلق پہ وہ خنجر خونخوار اے احمد مختار

زینب نے کہا پیٹ کے سر ہائے فغاں کا
بھائی ہو کہ ستم ہو گئے بیکس و لاچار اے احمد مختار
نے عون نہ جعفر ہے نہ ہے قاسم مضطر ہے صغیر پہ دلگیر
نے اکبر و اصغر ہیں نہ عباس علمدار اے احمد مختار
ہے عالم تنہائی مرے بھائی پہ اسلام کے سید عالم
نے مونس و یاور نہ مددگار نہ غمخوار اے احمد مختار

لاشہ تھا قاسم کا زیر سم سپاہ روندا گیا شاہا
تلواریں لگیں جوش میں بھر کے دست جدا ہی سید بھائی
وہ کون تھا جس ظالم بے پیر نے برچھا ظلم کیا آہ
برچھی کی انی سینۂ اکبر پہ لگائی سید مرے بھائی
افسوس صد افسوس کہ مارا گیا اصغر پانی کو ترس کر
اعدا نے اسے بوند نہ پانی کی پلائی سید مرے بھائی

نہ عون نہ جعفر ہیں نہ قاسم و اکبر برباد ہوا گھر
مرجانے سے عباس کے اعدا کی بن آئی مرے سید بھائی
کاٹے گئے عباس علمدار کے شانے دریا کے کنارے
نعش اس کی ستمگاروں سے تو نہیں پائی مرے سید بھائی
فرزند مرے تھے سو وہ فدیہ تمہارے ہیں گئے مارے
خالق نے کمائی مری اب ٹک لگائی مرے سید بھائی

زینب یہ بکا کرتی تھی با دل ناشاد فریاد ہے فریاد
اب آؤ مدد کو مری اے کل کے مددگار اے حیدر کرار

نوحہ دیگر

زینب نے کہا رو رو کے حق کے فدائی سید مری بھائی
کیا آج لٹا دو گے مری ماں کی کمائی سید مرے بھائی

پھر کہنے لگی یوں کہ اب شاہ سے کیا کروں شکوہ
تقصیر کسی کا نہیں قسمت کی برائی سید مرے بھائی
ایسے کے تئیں بھول گیا بھیا زاری زینب غمخواری زینب
سر پیٹ کے کہتی تھی یہ غم کی ستائی سید مرے بھائی

نوحہ دیگر

اک ساتھ ہے بیمار تپ سے ہیں گرفتار و چشم ہے خونبار
نے اسکو غذا ہے نہ ٹھنڈائی نہ دوائی سید مرے بھائی
ہے یہ قفس تن سے مری جان نہ نکلی اے دلبر حیدر
تم مرنے چلے اور مجھے موت نہ آئی سید مرے بھائی
جب مرنے گئے شاہ تو زینب یہ پکاری با گریہ و زاری
اللہ کی دہائی ہے محمد کی دہائی سید مرے بھائی

گر لاش پہ عباس کی کہتی تھی بصد یاس یوں با دل پر یاس
بھائی کو پہنچا گئی دریا کی ترائی سید مرے بھائی
پھر رو رو کے یوں کہنے لگی اے شہ والا ہے ظلم نرالا
پانی کے بھی لانے کی ہے دنیا کی ستائی سید مرے بھائی
اکبر ہے تہ تیغ ہے بے سر ہے فاطمہ کا لال بے سر شہ ذیشاں
گر تم سے گئے ہو جائیگی اب گھر کی صفائی سید مرے بھائی

[illegible]

نانا ہیں میرے منتظر خلدِ بریں میں صبح سے
جاتا ہوں بہرِ حق کی رضا لو شہربانو الوداع
جاتا ہوں میں تو مرنے کو سونپا تمہیں سجاد کو
حافظ تمہارا ہے خدا لو شہربانو الوداع
اشرف قیامت ہوگئی رو کر کہا شبیر نے
جس دم یہ باور ہو چکا لو شہربانو الوداع

عباس و قاسم مر گئے اکبر سدھارے خلد کو
بیکار ہے جینا مرا اے شہربانو الوداع
خویش و عزیز و اقربا سب دشت میں مارے گئے
اب میں ہوں اور تیغِ جفا لو شہربانو الوداع
رو رو کے نہ تم جلائے دو اب دشتِ بلا میں سکھری
ہم کو بلاتی ہے قضا لو شہربانو الوداع

نوحہ

کہتے تھے سبطِ مصطفیٰ لو شہربانو الوداع
بیکس یہ مرنے کو چلا لو شہربانو الوداع
طفلی میں جو اقرار تھا ہم نے کیا نانا سے وہ
وعدہ برابر آگیا لو شہربانو الوداع
دشتِ ستم میں جا کے پھر ہرگز نہ گھر میں آؤں گا
سر دوں گا میں راہِ خدا لو شہربانو الوداع

نوحہ

ہاے تشنہ لب کہ کے گلے لگا لے اے سکینہؑ الوداع
اب صبر دے تجکو خدا اے سکینہؑ الوداع

سینہ سے لپٹا کر کہا مجبور ہے بابا ترا
جاتا ہے کٹوانے گلا اے سکینہؑ الوداع

گر چھٹا تو نور نظر بابا مسافر ہے پدر
اب ہے گھڑی سر پر قضا اے سکینہؑ الوداع

روتا ہے اے نور نظر ہوتا ہے اب ٹکڑے جگر
بابا ترا تجھ پر فدا اے سکینہؑ الوداع

پھر گود میں اپنی لیا منہ چوم کر اور رو دیا
بوسے گلے سے پھر لگا اے سکینہؑ الوداع

بابا جھولیاں آویں گر تو کھیلنا جان پدر
یہ ماننا میرا کہا اے سکینہؑ الوداع

اب میں ہوں اور تیغ جفا سجدہ میں ہوگا سر کٹا
رہتی ہے اور تیرا گلا اے سکینہؑ الوداع

پیاسی ہے تو اے دلربا تو صبر کر بہر خدا
دریا سے آتا ہے چچا اے سکینہؑ الوداع

تم ساتھ ماں کے سو رہو بستر سے مت اٹھیو
بیٹی کبھو مت دل دکھا اے سکینہؑ الوداع

یوں آپ ہیں مضطر مجھے تشویش بڑی ہے
رو رو کے تم اب مجھکو نہ رلواؤ سکینہ
ڈر ہے مجھے دشمن کہیں پہنچائیں نہ ایذا
خود بالیاں تم کانوں کی بڑھواؤ سکینہ
میں تو نہیں بچنے کا پھر اب رونے سے حاصل
اب تم دل بیتاب کو سمجھاؤ سکینہ

شتابی سے مری جان نہیں باتیں کرو تم
بابا کو دم مرگ نہ رلواؤ سکینہ
پانی پہ مری فاتحہ دلوائیو تم مری جان
جس وقت مری لاش پہ تم آؤ سکینہ
کیوں روتی ہو ماں باپ سدا کس کے جیتے ہیں
دل کھیل کے اطفال سے بہلاؤ سکینہ

آگے نجف میں کیا لکھوں رو رو کے یہ کہتی تھی وہ
کہتے تھے شاہ کربلا اے اے سکینہ الوداع

نوحۂ دیگر

شہ کہتے تھے بس زیادہ نہ غم کھاؤ سکینہ
ماں پاس مری گود سے بس جاؤ سکینہ

قیدی ہو تو دور پھر وادی وطن پہ تم اگر جو ہو
ہو گا نہ اس سے بیش و کم لو آل احمد الوداع
گھبراؤ تم مت مطلقاً مالک ہے رب ذوالمنن
کٹ جائیں گے اندوہ و غم لو آل احمد الوداع
رسی سے گر بازو بندھیں اور برچھی کی نوکیں چبھیں
ہونا نہ ہرگز چشم نم لو آل احمد الوداع

فرماتے تھے شاہ امم لو آل احمد الوداع
جاتے ہیں اب مرنے کو ہم لو آل احمد الوداع
اتنی نہیں مہلت ہمیں تم کو وصیت کچھ کریں
درپیش ہے راہ عدم لو آل احمد الوداع
معلوم ہے سب واقعہ جو کچھ ہوا اور ہووے گا
ہوں گے بڑے ظلم و ستم لو آل احمد الوداع

میں کہتا تھا رکھ مجھ سے تو الفت نہ زیادہ
ایسا نہ ہو اک روز کہ پچھتاوے سکینہ
کہہ جلد غلام اپنے حسین کو کہیں آقا
اب کرب و بلا سے سفر بلوا سکینہ

نوحہ دیگر

[illegible]

پیٹ پیٹ کو شبیر نے کہا تمہیں قربان قاسم کے شبیر

کس شان سے نوشاہی کے ہوئے تھے بیاہ قاسم کے شبیر

سر پر سے سہرے کی تو لڑیں سب اُڑی ہیں رنگین دیکھو کفن

کیا شکل تمہاری بنی ہے اے دین سلطان آ قاسم کے شبیر

تھی آرزو میری کہ تم آؤ گے میرے گھر سب کنبہ کو لیکر

عباس بھی ساتھ آئیں گے اور اکبر ذیشان آ قاسم کے شبیر

جس طرح ہو بہلانا سکینہ کو ہماری

ہاں جس طرح اس پیاری کو بہلائیں زینب

رافع کی سفارش کرو شہ سے یہ کہیو

اس بندۂ عاصی کو بھی بخشاتے ہیں زینب

نوحہ دیگر

تو حافظ و ناصر ہے خداوند تعالیٰ

طالع تجھے اب تم سے بچھڑ جاتے ہیں زینب

اب تیرے حوالے ہیں یہ سب عترت اطہار

اللہ کے حوالے تمہیں کر جاتے ہیں زینب

اس بنت عاصی کی شفاعت کیلئے صرف

ہم راہ خدا میں گلا کٹواتے ہیں زینب

روتا ہوا وہ قافلہ کوفہ کو سدھارا شبیر کے مکاں سے
کہتی ہے شبیر یہاں حال پریشاں آقا مرے شبیر
اب ہند میں رہنے کا مزا کچھ نہیں شاہا پاس اپنے بلا لو
اشرف ہو تمہاری لحد پاک کے قربان آقا مرے شبیر

نوحہ دیگر

اے سبط نبی فاطمہ کے راحت دلا کرنے پہ تمہارے
بانو سی شہزادی کا گھر ہو گیا ویران آقا مرے شبیر
جس نفس کو معصوم تھی سدا فاطمہ زہرا اور تھی کرتی نگاہیں
وہ زلفیں پڑی ہیں خاک میں اور خون میں غلطاں آقا مرے شبیر
صد حیف کہ اصغر پہ بھی کچھ رحم نہ آیا اس قوم جفا کو
ہاتھوں پہ تمہارے کیا بچہ کو بھی بیجان آقا مرے شبیر

زینب کا پسر آئیں گے ہمراہ تمہارا اور قاسم گلرو
تھا دیکھنے کا اصغر بے شیر کے ارمان آقا مرے شبیر
امت نے نبی کی تری کچھ قدر نہ جانی اے فاطمہ کے لال
جانا نہ تمہیں محمد و زہرا کا دل و جان آقا مرے شبیر
پانی نہ دیا شمر نے پیاسا تجھے مارا افسوس صد افسوس
اس پیاس پہ حضرت کی یہ ٹوٹی گئی قربان آقا مرے شبیر

بازار کی کسوت ہے میں سر ننگ عرب کی جانیں تو بچینگی
اس شاہ کے ہمراہ کسی در کی گدائی ہیں جانے نہ دونگی
بے جرم و خطا چھینتے ہاں آنکھوں کے آگے کس ظلم و جفا سے
اٹھارہ یگانوں کی برابر ہی صفائی ہیں جانے نہ دونگی
محشر میں یتیمی مجھکو بچا لیں گی سقر سے یہ فاطمہ کہکر
ہاں ہاں لے فرشتو یہ ہمارے ہی فدائی ہیں جانے نہ دونگی

اول تو غریب الوطنی دوسرے غربت وارسیہ پہ ہیرو
بادل کی طرح دشمنوں کی فوج ہے چھائی ہیں جانے نہ دونگی
دکھ درد وہ ان نے قری بھرکے مصیبت اس فاقہ کشی میں
کس چاہ سے پالا تھا وہ لڑکی ہی کمائی ہیں جانے نہ دونگی
منت ہے لجاجت سے سماجت ہے برادر کچھ ہوئے گر آج
میدانکی جانب نہیں کرنیکو لڑائی ہیں جانے نہ دونگی

چلائی پیر ہے کے خاتون کی جائی ہیں جانے نہ دونگی
کس واسطے حضرت نے سواری یہ منگائی ہیں جانے نہ دونگی
کل پنجتن پاک ہیں اک ایکا دم ہے سو جیتی ہوں میں
جب تم بھی اٹھے زندگی شوہر و بھائی ہیں جانے نہ دونگی
قربان ہیں آپکی غیبت میں سراسر مشت بلا میں
آئے ہیں نظر آپ ہی آثار تباہی ہیں جانے نہ دونگی

تیسرا دن ہو چکا بند ہے آب و غذا
مرتا ہے سب گھر کا گھر بھائی میں ناچار ہوں
گرم ہے بازار تیغ کھنچنے کا سر کے ہے ڈر
جلد کر اب تو سفر بھائی میں ناچار ہوں
پھینک کے دستار سر رویا متیں نامہ بر
نذر کے اس رشتہ پر بھائی میں ناچار ہوں

بالی سکینہ کی ہاں کانوں کی ہیں بالیاں
لے لے وہ احسان کر بھائی میں ناچار ہوں
چادر خاتون حشر دیتی ہوں کر دل پہ جبر
لاؤں وہی سے اگر بھائی میں ناچار ہوں
ارث میں تھا اک توقف اس پہ آفت کا ابر
چھا گیا بالائے سر بھائی میں ناچار ہوں

نوحہ
بولے شبیر و بر بھائی بہن ناچار ہوں
کیا تجھے دوں نامہ بر بھائی بہن ناچار ہوں
اس کا ہے خالق گواہ آج بجز اشک و آہ
پاس نہیں مال و زر بھائی بہن ناچار ہوں
خلق ہوئی بہرہ ور مجھ سے مدام اب مگر
جب سے ہوئی بے خبر بھائی بہن ناچار ہوں

نوحہ

شمر نے کہا برگشتہ ہوا تجھ سے زمانا سید مرے نانا
تڑپے مری اک جان کے ہے سارا زمانا سید مرے نانا
گر چھوٹ کے اور سانپ کے بل میں بھی چھپیگا تو بھی نہ بچیگا
تم قبر میں لو مجھ کو اے شاہ یگانہ سید مرے نانا
تھے جتنے نبی آپ کے سب لاؤ ہمارے اور جد ہمارے
امت نے مجھے آپ کا فرزند نہ جانا سید مرے نانا

وہ ظلم ہوئے مجھ پہ نہ ہوں جن کی پڑے جد مطہر
روضہ سے چھڑاتے ہیں مجھے کر کے بہانا سید مرے نانا
جاروب کشی آپ کے مرقد کی کرونگا اور دکھ ہی سہونگا
پر ظلم سے اس امت بیدیں کے بچانا سید مرے نانا
اصغر کا یہ تن اور یہ گرمی کا سفر ہائے مجھکو یہ حذر ہے
اعدا نہ کریں اسکو بھی تیروں کا نشانا سید مرے نانا

جز آپ کے فریاد کروں کس سے میں شاہا اے پشت و پناہا
للہ مرے رہنے کا بتلا دو ٹھکانا سید مرے نانا
ارشاد جو تھا آپ میں مجھ خستہ تن اور بھائی حسن کے
امت نے اُسے دیکھئے کیا خوب ہی مانا سید مرے نانا

نوحہ دیگر

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رحم کے قابل ہوں میں پانی کا سائل ہوں میں
دیکھ عدو بنت شہ پانی پلا دے مجھے
گذرے ہیں سولہ پہر جل گیا میرا جگر
صبر کروں تا کجا پانی پلا دے مجھے
پیاس سے بیچین ہوں حال ہے میرا زبوں
جلتا ہے سینہ مرا پانی پلا دے مجھے

سینہ پہ بیٹھا ہے تو جاری ہے مرجا ہو
اس کا نہیں کچھ گلا پانی پلا دے مجھے
جنگ کی قدرت نہیں اٹھنے کی طاقت نہیں
اب تو ہوں بے دست و پا پانی پلا دے مجھے
اینٹھ رہی ہے زباں جان ہے تن پر گراں
وعدہ برابر ہوا پانی پلا دے مجھے

سینہ سے ظالم اتر پیاسے کو مت ذبح کر
اتنی بھی مت کر جفا پانی پلا دے مجھے
پیاسا ہوں بے حواس کر تو محمد کا پاس
رحم کرے بیحیا پانی پلا دے مجھے
فاطمہ ماں ہے مری باپ ہے حضرت علی
جد ہیں مرے مصطفی پانی پلا دے مجھے

ہنستے تھے عابد اہل جفا کی
دست درازی واویلا
بھوکا پیاسا سر کو کٹایا
ہو کر راضی واویلا
الفت فلک ہے تیروں سے کرتا
روباہ بازی واویلا

سجدۂ حق میں سر کو کٹایا
ہائے نمازی واویلا
پاگیں کٹ کر خیمہ میں آیا
شاہ کا تازی واویلا
آل نبیؐ کے ساتھ بھی ہے ہے
چرخ نے یہ بازی واویلا

روتی تھی روح بتولؑ کہتے تھے جسم رسولؐ
روکے شہِ کربلا پانی پلا دے مجھے

نوحۂ دیگر

شاہ حجازی واویلا
سید غازی واویلا

[illegible]

نوحہ

زینب نے کہا سینہ و سر پیٹ کے ہا ہائے شاہ مدینہ
مرنے سے تمہارے ہوا اور وہیں پھر ہائے شاہ مدینہ
خیمہ بھی جلا گھر بھی لٹا تم کو بھی مارا ہے بھیا مرے پیارے
عابد کا گلا طوق رسن سے گیا باندھا ہائے شاہ مدینہ
تھا گود کا پالا مرا جو اکبر گلرو ہا ہمشکل پیمبر
برچھے سے جگر اسکا بھی ظالم نے ہے چھیدا ہائے شاہ مدینہ

چھاتی پہ لٹاتے تھے جسے آپ بصد پیار وہ عابد بیمار
کھینچے ہے مہار اونٹوں کی رو رو و دلگیر ہائے شاہ مدینہ
ہے ہے علی اصغر مرا شہپارہ وہ بچہ کن آنکھوں سے دیکھوں
تیروں سے چھدا اسکا گلا خالی ہے جھولا ہائے شاہ مدینہ
بے مقنع و چادر ہمیں لیجاتے ہیں ظالم دربار لعیں میں
اس شکل سے اب جائے بہن کہو خدارا اے شاہ مدینہ

عالی یہی کہتے تھے حرم لاشۂ شہ پہ دہائی
ہم شام چلے اب تمہیں اللہ کو سونپا اے شاہ مدینہ

نوحۂ دیگر

اے شاہ زماں عاشق غفار حسینا
جن و ملک و حور کے سردار حسینا

واں چچا ہے یہ زہرا کے زوال آگیا رن میں
یاں آگئی نصیبوں سے شب تار حسینا
واں مر گئے تم یاں ہیں کس طرح سے لوٹا
چھوڑا نہ کسی پاس بھی اک تار حسینا
زہرا کا جنازہ تو اٹھے رات کو بی بی
سر ننگے ہو زینب سر بازار حسینا

دنیا میں بھلا کون ہے ہم مرتبہ تیرا
زہرا و علی کا ہے تو دلدار حسینا
ان جاہلوں نے ہائے پیاسا تجھے مارا
سمجھے نہیں کوثر کا ہے مختار حسینا
اللہ نگہبان ہے لاشہ کا تمہارے
لو جاتی ہوں اب اونٹ ہے تیار حسینا

ظالم لئے جاتے ہیں مجھے شام کو بھائی
ہوتی ہوں جدا تم سے میں ناچار حسینا
تھا زندگی کا لطف فقط دم سے تمہارے
اب جینا بہن کا ہوا دشوار حسینا
طفلی میں جو وعدہ تھا کیا دینے کا سر کے
اب دیدیا سر کچھ نہ کی تکرار حسینا

روؤں نہ کیوں بار بار کیوں نہوں میں بیقرار
سر سے ردا لی اتار ہائے غریب الوطن
میں جیوں کیونکر بھلا عمو بھی مارا گیا
پانی نہ تجھکو ملا ہائے غریب الوطن
ظلم کیا بے خطر بعد تمہارے پدر
چھین لی سب کی چادر ہائے غریب الوطن

ہائے نہ شہر دو سرا کون ہے اس جا ترا
ہو کہ کرے پیار آ ہائے غریب الوطن
شمر نے میرے گہر چھین لئے آن کر
خوف کیا نے خطر ہائے غریب الوطن
ہو گئی میں بے پدر چھن گئی میری چادر
ہائے میں جاؤں کدھر ہائے غریب الوطن

پھر نعش پہ رو رو کے لگی کہنے یہ واصف
زہنا مرے اکبر سے تجر دار جینا

نوحہ دیگر

نکلے یہ سکینہ کے بین ہائے غریب الوطن
ہائے مرے بابا حسین ہائے غریب الوطن

وعدہ نہ پورا ہوا اکبر و عباس کا
رہ گئی صغرا جدا ہائے غریب الوطن
اصغر مظلوم آہ راہی جنت ہوا
بوند نہ پانی ملا ہائے غریب الوطن
فوج یزید شقی کر رہی ہے اب خوشی
خیمہ میں غل ہے یہی ہائے غریب الوطن

دل مرا اب ہے دو نیم کس سے کہوں میں سقیم
ہائے ہوئی میں یتیم ہائے غریب الوطن
بین سکینہ کا تھا وہ لکھے مقصود کیا
اُسکی یہی تھی صدا ہائے غریب الوطن

نوحہ دیگر

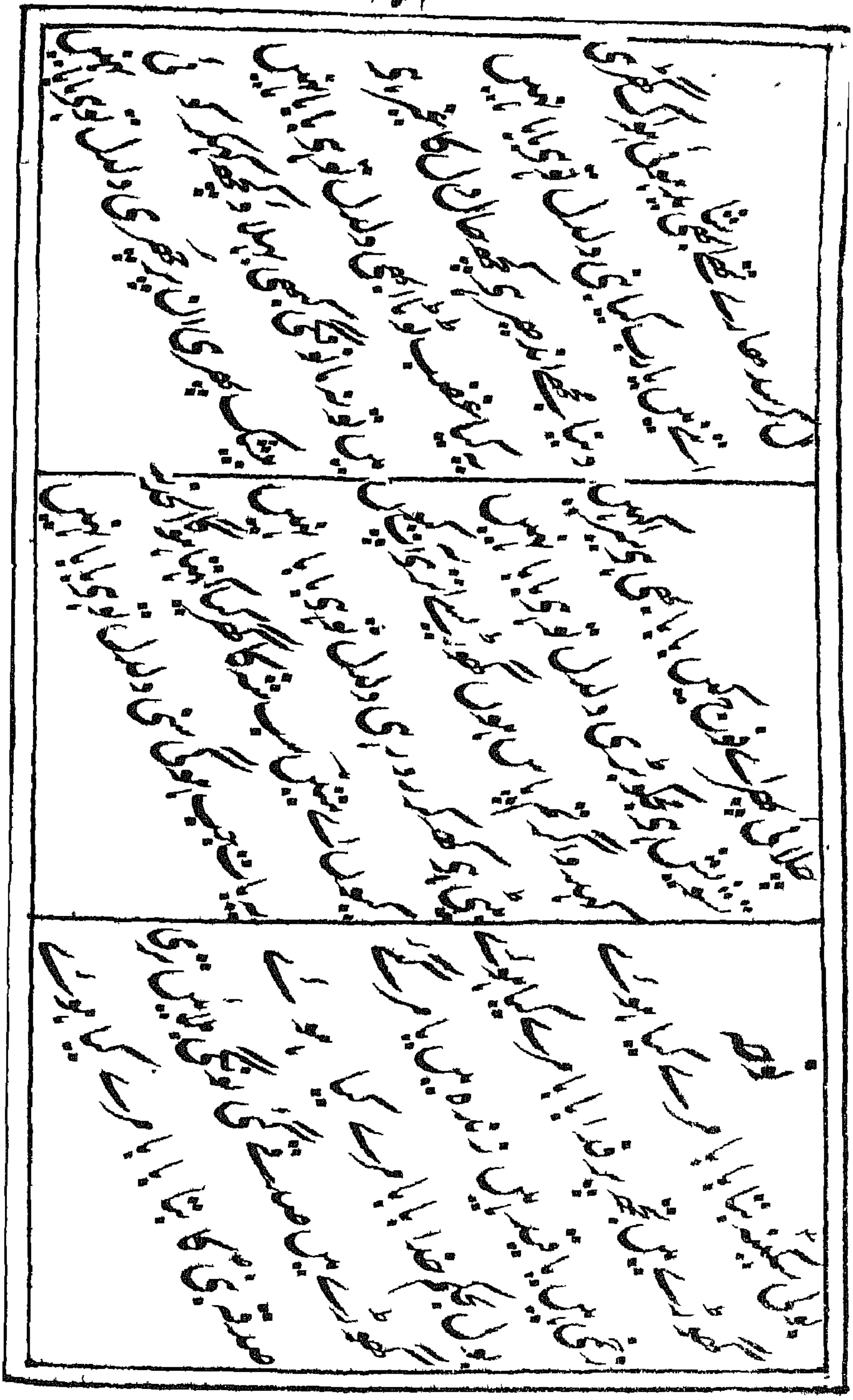
بولی سکینہ پھپھی آیا ہے ذوالجناح
خیر و خبر باپ کی لایا ہے ذوالجناح
تیروں سے غربال ہے دیکھو تو کیا حال ہے
بال ہیں خوں میں بھرے آیا ہے ذوالجناح
صورت طاؤس ہے زینت سے مایوس ہے
کیسا شال پری آیا ہے ذوالجناح

[illegible] کھچی دلدل تو ہے پایا نہیں
بس اب تو ہیں لگی دلدل تو ہے پایا نہیں
لو اب ہم تو قیدی بن چکے دیکھیں خدا کیا کرے
بس اب قیامت آچکی دلدل تو ہے پایا نہیں
للہ دوڑو اب کوئی دیکھو تو کیا ان پر بنی
بی تصدق ہو گئی دلدل تو ہے پایا نہیں

[illegible]ن پہ پڑ گئی جس سے ہے افسردگی
پوچھو تو اٹھ کر کوئی آیا ہے اب ذوالجناح
صورت حیواں ہے گو سیرت انساں ہے وہ
کھوتا ہوا غم سے جی آیا ہے اب ذوالجناح

نوحہ دیگر

[illegible]ن کس لئے ہوئے خوں میں نہائے ہوئے
خاک ہے سر پر پڑی آیا ہے اب ذوالجناح
صاف ہے یہ آشکارا مارا گیا ہے سوار
شکل ہے کیسی بنی آیا ہے اب ذوالجناح
چشم سے خونباری ہے تن سے لہو جاری ہے
چھائی ہوئی مردنی آیا ہے اب ذوالجناح



دل ہے دھڑکتا مرا ہول مجھے آتے ہیں
روتا ہے تو کیوں کھڑا بابا مرے کیا ہوئے

بول خدارا تو ہی اور نہیں یاں کوئی
پوچھوں میں کس سے بھلا بابا مرے کیا ہوئے

یاں سے گئے جب پدر تجھ پہ ہوئے تھے سوار
خالی ہے تو کیوں کھڑا بابا مرے کیا ہوئے

ہاتھوں کو مل کر کبھی کہتی تھی وہ غمزدی
ہائے مرے کبریا بابا مرے کیا ہوئے

آکے سرہانے کبھی کہتی تھی سجاد سے
تم ہو زین العبا بابا مرے کیا ہوئے

کہتی تھی گہ پیٹ سر لوگو بتاؤ مجھے
ڈھونڈتا ہے دل مرا بابا مرے کیا ہوئے

جیتے وہ ہوتے اگر کہتی ہیں عباس سے
دیکھو تو جا کر چچا بابا مرے کیا ہوئے

یاد یہ جب آگیا ٹکڑے سکینہ دل ہوا
دختر شہ نے کہا بابا مرے کیا ہوئے

نوحۂ دیگر

ہال اٹھائیں گے منہ دیکھ کے سنسان وہ گھر

دن رات پڑی چیخونگی چلاؤنگی بھائی

کیا حال مرا ہووے گا جب بھر تسلی

یہ مرقد انور بھی نہیں پاؤنگی بھائی

ہوش اڑتے ہیں جب یاد میں آتا ہی مجھکو

زینب کا یہ کہنا کہ نہ گھر جاؤنگی بھائی

کچھ گھر سے غرض ور نہ مطلب ہے وطن سی

مرقد پہ ترے چھاؤنی میں چھاؤنگی بھائی

جاروب کشی کر ترے روضہ کی برادر

تربت پہ تری فاتحہ دلواؤنگی بھائی

کیا رکھا ہی گھر میں کہو کس چیز سے جا کر

اپنے دل غمدیدہ کو بہلاؤنگی بھائی

نو حضر شرماؤنگی بھائی گر جاؤنگی بھائی

منہ فاطمہ صغرا کو نہ دکھلاؤنگی بھائی

سنت سے کہا تھا پھپھی بابا سے خبردار

مانگے تو کہا نے تمہیں لے آؤنگی بھائی

پوشاک سیہ بال کھلے حال پریشان

ہم چشموں میں کس حال سے گھر جاؤنگی بھائی

نوحہ

ہائے تھی زینبؑ بھلا خاک وطن جاؤں نہیں
ہائے سہہ کے یہ جور و جفا خاک وطن جاؤں میں
ہائے خبر ہائے زین العبا مجھکو ہے سمجھاتے کیا
لطف رہا کون سا خاک وطن جاؤں نہیں
جس سے کہ آبادی تھی اور مری زندگی
اُن سے ہے جنگل بسا خاک وطن جاؤں نہیں

صدقہ پچھی صدقہ کریں ہائے میں جاؤں گی گھر
آئی ہے مجکو حیا خاک وطن جاؤں میں
روضۂ صدر پر بھلا اور یہ کالی ردا
جاتا ہے میرا روا خاک وطن جاؤں میں
والدہ کی قبر کو مجھ سے بھلا سوچو تو
پرسا دیا جائے گا خاک وطن جاؤں نہیں

ہوگا زباں زد یہی آئی ہے کنبہ سوئی
عورتوں میں جا بجا خاک وطن جاؤں نہیں
سوئے وطن اے بہنیں سے گئے ہائے حزیں
کتنا ہی اُس نے کہا خاک وطن جاؤں نہیں

نوحہ دیگر

نوحہ

کرتی تھی بانو یہ بین ہندہ میں لوٹی گئی
مرگئے وارث حسین ہندہ میں لوٹی گئی

اور مرے والی کا سر نوک پہ نیزے کی ہو
مجھکو کیا دربدر ہندہ میں لوٹی گئی

برچھی کی کھا کر سناں مرگیا اکبر جواں
ڈھونڈوں اسے میں کہاں ہندہ میں لوٹی گئی

قاسم نوشاہ بھی چھوڑ کے اپنی بنی
مرگیا کھا کر انی ہندہ میں لوٹی گئی

حضرت عباس جا نہر پہ شانے کٹا
بر لب کوثر گیا ہندہ میں لوٹی گئی

حضرت زین العبا جو کہ ہے جیتا بچا
اس پہ ہے مروم جفا ہندہ میں لوٹی گئی

طالب علی ختم تھا بانو نے جبدم کہا
مرگیا وارث مرا ہندہ میں لوٹی گئی

نوحہ دیگر

بولی سکینہ بی اب نہیں رونگی میں
شمر خطا ہو گئی اب نہیں رونگی میں

جدا کا مرے واسطے چھوڑے بازو مرا
درد ہوا ہے سوا اب نہیں رونیکی ہیں
دل کی لگی سے کبھی اتنا بھی روتی تھی میں
خبر تیری جو سنتی اب نہیں رونے کی ہیں
نکلے اگر تن سے دم پہنچے الم پر الم
شمر خدا کی قسم اب نہیں رونے کی ہیں

بابا نظر آئے تھے خواب میں سو لٹے
ہم کی رقت سوا اب نہیں رونے کی ہیں
آئے گا رونا اگر اشک بہا لینگی پر
پیٹ کے اس طرح سر اب نہیں رونیکی ہیں
شمر تو سن تو سہی ہوتی ہیں صا من کبھی
مجھکو سزا مل چکی اب نہیں رونیکی ہیں

دیکھو سکے تاریک گھر روتی تھی میں سقدر
چپکی تھی ہاں مگر اب نہیں رونیکی ہیں
بانو سے آیا لعین آہ کہوں کیا سنیں
کبھی رہی وہ حزیں اب نہیں رونیکی ہیں

تصویرگر

آل پیمبرؐ ہوں میں دختر حیدرؑ ہوں میں
شرم محمدؐ سے کرو دختر زہراؑ ہوں میں
جان سے آل نبیؐ چھوڑ دے تو اے شقی
ظلم سے اب درگذر دختر زہراؑ ہوں میں
آئے گی آفت ابھی مان لے تو اے شقی
چھین نہ سر سے چادر دختر زہراؑ ہوں میں

ڈھونڈتا ہے کیا یہاں مال و متاع کہاں
فاقہ کشوں کا ہے گھر دختر زہراؑ ہوں میں
بیٹھیں نوکِ سناں مار نہ اے بدگماں
کچھ تو خدا سے بھی ڈر دختر زہراؑ ہوں میں
آگ نہ تو اب لگا گھر نبیؐ کا جلا
آہ سے زہراؑ کی ڈر دختر زہراؑ ہوں میں

بولی یہ زینبؑ عمر دختر زہراؑ ہوں میں
سر مرا عریاں نہ کر دختر زہراؑ ہوں میں
سر سے نہ چادر اتار شوق سے اے نابکار
تن سے جدا کر دے سر دختر زہراؑ ہوں میں
مان لے میرا کہا گھر میں نہ در آ ستم
ہے یہ محمدؐ کا گھر دختر زہراؑ ہوں میں

کس مرے بچپن پہ جاؤں کو نہ میرے گھر رہا
خوف خدا چاہئے بالیاں میری نہ لے
ننھی سی سیدانی جان پہ مری بھائی جان
بہر خدا چھوڑ دے بالیاں میری نہ لے
شبر کی پوتی ہوں میں جان کو کھوتی ہوں میں
میرا کہا مان لے بالیاں میری نہ لے

ہیں سکینہ کے تجھے بالیاں میری نہ لے
شمر خدا کے لئے بالیاں میری نہ لے
شہ کی زادی ہوں تجھ سے میں فریادی ہوں
کہنا مرا مان لے بالیاں میری نہ لے
فاقہ کشوں کا یہ گھر چھین لیں تو نے اگر
پھر نہ ملینگی مجھے بالیاں میری نہ لے

مجکو نہیں مت ستا غم میں ہوں میں مبتلا
آہ سے میری تو ڈر دختر زہرا ہوں میں
کیا کروں اشرف بیاں زینب و کلثوم واں
کہہ رہی تھی پیٹ سر دختر زہرا ہوں میں

قطعہ دیگر

صغرا سے وطن میں فراق ہوا نہ ملیں ہم تو سے جدا
بیماں میں چھٹے صغرا و وطن مظلومہ بہن مغمومہ بہن
تو دست جفا سے ہائے لٹی عمو سے چھٹی بابا سے چھٹی
یہ درد یتیمی اور چھٹیں مظلومہ بہن مغمومہ بہن
اچھے ہوئے یہ کان تو کس کے بھیاں طمانچہ کے
یاد و سیم ہوا نہ کہ نقش رسن مظلومہ بہن مغمومہ بہن

کھا کھا کے طمانچے شمر کے تو دنیا سے سدھاری تو ہماری
رو رو کے تو رہا یہ خستہ تن مظلومہ بہن مغمومہ بہن
کیا کیا نہ اذیت تو نے ہی سر ننگے پھری زنداں میں ہائی
ہاے یہ مصیبت اور یہ سن مظلومہ بہن مغمومہ بہن
زنداں سے نہ نکلی زندہ تو ہائے یہ چھٹی جیتے جی تو
لیکر ہی گیا دکھ درد و محن مظلومہ بہن مغمومہ بہن

دشمن دیں نے بیٹی بالیاں بھی چھین لیں
ہائے کہتی رہی وہ ارے بالیاں میری نہ لے

نوحہ دیگر

عابد نے کہے رو رو یہ سخن مظلومہ بہن مغمومہ بہن
اے کشتۂ ظلم و رنج و محن مظلومہ بہن مغمومہ بہن

کیسا تھا رنڈاپا مرا اس بچی کے دم سے
قسمت سے مری اس کے بھی سن نے نہ وفا کی
کیا ہووے گی تدبیر بھلا گور و کفن کی
خود بیٹھی ہے ماں قید میں محتاج ردا کی
بستی میں مسلمانوں کی تابوت کو محتاج
پوتی ہے پڑی ہائے بتول عذرا کی

الفت میں پھوپھی کی جو چونکی جسوقت کہا یہ بیٹی نے کہا
ہے کوچ ہمارا سوئے وطن مظلومہ بہن مسمومہ بہن

نوحہ دیگر

فریاد و خدا کی گردوں نے جفا کی
ماں لٹ گئی سجاد و سکینہ نے قضا کی

مرتی جو مدینہ میں تو چھپتا کہ دھوم سے لاشہ اٹھتا
ہے کہنہ ردا اب تیرا کفن مظلومہ بہن مسمومہ بہن
اماں سے الگ بابا سے جدا اور الگ نانا سے جدا
ہے شام ہوا تیرا وطن مظلومہ بہن مسمومہ بہن
چھپے نہ گئے یہ صدمے کسی ورنہ پڑا ہاں کچھ ہم سے
آخر یہ دکھائے چرخ کہن مظلومہ بہن مسمومہ بہن

دکھ پایا ہے بابا غم چھایا ہے بابا
سجاد غریب الغربا آیا ہے بابا
کیا عرض کروں حال کہ کلفت ہے زیادہ
تقدیر نے جو کچھ مجھے دکھلایا ہے بابا
ہر شہر میں ایک ایک قدم پر سر بازار
کوڑوں سے مجھے شمر نے پٹوایا ہے بابا

جب سوپ چکو مردے کو کہنا یہ زمیں سے
اے ارض امانت ہے یہ شاہ شہدا کی
بس آگے مٹیں اور نہ کہہ نوحہ جاں کاہ
آقا کے تصدق سے ہے افراط بکا کی

نوحہ دیگر

کہہ دینا کوئی پوچھے تو گردن کو جھکا کر
اٹھتی ہیں یونہی میتیں ہم سے غربا کی
کفنا کے اسے کرتے ہیں ہاتھوں پہ اٹھا کر
لیجا کے جہاں بنتی ہیں قبریں غربا کی
کھدوا کے گڑھا ننھا سا اک راہ خدا میں
قربان ہو ماں گاڑ دو جو مرضی خدا کی

یا حضرت سجادؑ یہ کہدو کہ بیٹی کا
دل شاد کرو فقر سے گھبرایا ہی بابا

نوحہ دیگر

فریاد ہی بابا بیداد ہی بابا
کوڑوں کی جفا و رسن سجاد ہی بابا

چلاتی بہت ہائے پدر کہہ کے سکینہ
جب ننھا گلا اس کا بھی بندھوایا ہی بابا
بے پردگی ماں بہنوں کی اور بیکسی ایسی
کس کثرت و انبوہ میں رلوایا ہی بابا
غیظ آپکا پیتا ہی کے گر خون جگر کا
جبراً دل رنجور کو سمجھایا ہی بابا

گڑ گئیں شرم سے جب آل نبیؐ کو
حاکم نے پئے نظارہ بلوایا ہی بابا
سر برہنہ تھے جسم کی پوشاک دریدہ
منہ بالوں ہی سے رانڈوں کا چھپوایا ہی بابا
بچے کو مرے اور مجھی سے سر بازار
بازو میں رسن باندھ کے کھنچوایا ہی بابا

[illegible]

شکوہ نہ کر تو شہ سے سوا ایذائے شہر شام کا
تکلیف سے گو راہ بھر پہنے پھر اس پہ پڑیاں
حضرت تو ہیں تربت نشیں تجھ کو کہو کون آ قریں
کس سے کہوں یا چشم تر پہنے پھر اس پہ پڑیاں
مرقد پہ شہ کے لے بیٹھیں تھیں بیبیاں پیش
عابد یہ گویا تھے کہ پہنے پھر اس پہ پڑیاں

ہر روز صدمہ پیاس کا تھا کربلا میں بھی ہوا
گرمی میں بھی ننگے سر پہنے پھر اس پہ پڑیاں
کیا سر کا منہ کا حال تھا چکرا تھا میں تڑپتا
جیسا کہ تفتیدہ جگر پہنے پھر اس پہ پڑیاں
ٹھہرائے تھے اسپ شہ جس جا کہ چلنے کا ہر
اس سرزمین گرم پہ پہنے پھر اس پہ پڑیاں

نوحہ

کہتے تھے عابد ائے پدر پہنے پھر اس پہ پڑیاں
صحرا بہ صحرا در بدر پہنے پھر اس پہ پڑیاں
ماں بہنیں پیچھیاں کھولے سر بیٹھی ہیں قیدی ہو پڑیں
اور آگے آگے نوحہ گر پہنے پھر اس پہ پڑیاں
اس چھاؤں میں تلوار کی گو وہ چھپی کتنی ہی ہی
کانٹوں پہ بے خوف و خطر پہنے پھر اس پہ پڑیاں

کرباں عزیزوں کو اگر روتا ہے کوئی
نیزہ سر زینبؑ پہ لگاتے ہیں ستمگار
ان کافروں کو پاس نہیں بنت علیؑ کا
معجر سر زینبؑ سے گراتے ہیں ستمگار
در پیش سکینہؑ کے ہیں اور مارے طمانچے
بن باپ کی بچی کو ستاتے ہیں ستمگار

سجادؑ کو بستر سے گراتے ہیں ستمگار
اور طوق گرانبار پہناتے ہیں ستمگار
کہتی ہیں یہ سیدانیاں سر پیٹ کے اپنا
سند شہ والا کی جلاتے ہیں ستمگار
یا شاہ نجف آن کے تم جلد خبر لو
در در ہمیں اونٹوں پہ پھراتے ہیں ستمگار

لاشہ شہ بیکس کا تڑپتا ہے چھوڑو اسکو نہ ستاؤ
اٹھیں گے ابھی قبر سے اسکو نہ اٹھاؤ بیمار ہے عابدؑ
ماما ہے تو میرا ایک ستمگار نے بھی آہ فریاد و فریاد
ہر چند کہا روح نبیؐ کو نہ ستاؤ بیمار ہے عابدؑ

نوحہ دیگر

افسوس جسے فاطمہ زہرا نے ہو پالا
سر اسکا رکھے نیزے پہ لاتے ہیں ستمگار
زینب نے کہا نعش سے یوں سرور دیں کی
بھیا تری زینب کو رلاتے ہیں ستمگار
زندان میں سجاد کو آرام نہیں ہے
سوتے ہیں تو زنجیر ہلاتے ہیں ستمگار

جن کے در اقدس پہ فرشتے ہوں دربان
درانہ اسی خیمہ میں آتے ہیں ستمگار
ہیں آیۂ تطہیر کے مالک جو جہاں میں
ظالم کے انہیں سامنے لاتے ہیں ستمگار
ان ناریوں کو خوف نہیں روز جزا کا
تنور میں سر شہ کا چھپاتے ہیں ستمگار

سادات کو اک قطرہ بھی پانی نہیں دیتے
خود پیتے بھی ہیں اور بہاتے ہیں ستمگار
یوں لاش سے کبریٰ کی بیاں کرتی تھی بانو
پیارے تری بیوہ سے چھڑاتے ہیں ستمگار
مادر کو تو ان ظالموں سے آکے چھڑا دو
قیدی مجھے کر کے لئے جاتے ہیں ستمگار

سب اہل محلہ مجھے رونے نہیں دیتے
کیوں روکتے ہیں آپ ہی سمجھایئے بابا
الجھے ہوئے ہیں بال اٹی خاک ہے سر میں
سلجھائے اور سر مرا دھلوایئے بابا
کس سے کہوں کوئی نہیں فریاد کو سنتا
اس دل کی لگی کو مری سمجھایئے بابا

بلوائے بابا یا آیئے بابا
صغرا کو وہ منہ چاند سا دکھلایئے بابا
تنگ آگیا دل روز دوا پینے سے میرا
اب شربت دیدار بھی پلوایئے بابا
قربان گئی بھائی کے یا عمو کے ہاتھوں
خط بھیج کے جلدی مجھے بلوایئے بابا

سرور نے کہا گودی میں معصوم کو لے کر
اصغر نہیں میدان میں لاتے ہیں ستمگار
اشرف کو بھی اب روضۂ اقدس پہ بلاؤ
یا سید کونین ستاتے ہیں ستمگار

نوحہ دیگر

ماں کی پھپھی کی چھڑا گئے مرے لے بیدرد
چھپتی ہیں وہ بیر گھر جس میں خوشی ہے آپ کی
آپ ہنستوں دل ملول بہر خدا و رسول
میں نے کیا سب قبول جس میں خوشی ہے آپ کی
آپ نے جب سر دیا مجھکو یہ عذر کیا
میری تمہی ہے رضا جس میں خوشی ہے آپ کی

نوحہ

کہتے تھے عابد پدر جس میں خوشی ہے آپ کی
ہم نہ کیا ہیں گے صبر جس میں خوشی ہے آپ کی
سب ہاتھوں شہید جفا ہے لٹ گئے زین العبا
ہائے یہ سعد [illegible] جس میں خوشی ہے آپ کی
خیمہ کو لوٹیں لعین آگ دیں پھر اہل کین
دیکھا کروں میں حزیں جس میں خوشی ہے آپ کی

بیچ بیابان مضطر [illegible] کرو دعا [illegible]
تو پیارے [illegible] ناسم [illegible] ہوں
پھر اس تباہی سے مرے کچھ زبانی نکرے
اک یک [illegible] خدا لئے ناسم [illegible] ہوں
بچپن ہو کرتے [illegible] پھر اب [illegible]
تقریر یہ پڑا [illegible] ناسم [illegible] ہوں

چھوڑ کے صغرا کو تجھے کونسا دن پائیگا
اُجڑا جو یہ گھر بسے کونسا دن ہووے گا
آئیگی شہ کی خبر سن کے در شہر پر
لینے کو سب گھر چلے کونسا دن ہوئیگا
کہتی تھی دروازے پہ صغرا کہاں ہو مجھے
پوچھے جب آئیں گے کونسا دن ہوئیگا

چھین لے شمر ان کے کانوں سے اسکے گہر
یہ بھی میں دیکھوں پدر جس میں تھی تو بچی
حشر تھا عباس واں اُنکی ہی تھا بیاباں
راضی ہوں میں یا بابا جاں جس میں تھی تو بچی

نوحہ دیگر

پاؤں میں ہوں بیڑیاں ہاتھ میں ہوں طوق گراں
سب کے چلوں کارواں جس میں تھی تو بچی
اونٹوں پہ سب ہوں سوار ننگے سر و اشکبار
تھامے ہوں میں ان کی مہار جس میں تھی تو بچی
دیکھوں بہن کا یہ حال [illegible]
مجھکو نہ آئے ملال جس میں تھی تو بچی
[illegible]

دیکھ کے روٹھے ہوئے کنبے کے چھوٹے بڑے
سارے سنائیں مجھکو کونسا دن ہووے گا
کر کے تصور کبھی کہتی تھی اصغرؑ علی
صدقے بہن دیکھے کونسا دن ہووے گا
دیکھ کے جب تو مجھے صحن میں پھرتے ہوئے
مجھکو اشارہ کرے کونسا دن ہووے گا

چاروں طرف بیٹھیں سب طوطی سی بیبیاں
سجدے کروں شکر کے کون سا دن ہووے گا
پوچھیں جو اماں پھپھی فاطمہ کیسا تھا جی
پھیروں منہ روٹھ کے کونسا دن ہووے گا
رو کے پھر اس دم کہوں جیتی رہوں یا مروں
اب تمہیں کیا کام ہے کونسا دن ہووے گا

دوڑوں میں کہتی ہوئی بابا ہیں حاضر ہوئی
صدقے اس آواز کے کونسا دن ہووے گا
صحن میں کری بچھے شاد ہو دل دیکھ کے
شاہ کو بیٹھے ہوئے کون سا دن ہووے گا
پہلے تو قربان جاؤں آنکھوں سے تلوے لگاؤں
پاس کے گل کرنگی کون سا دن ہووے گا

لو سونپا خدا کو تمہیں اس آن سدھارو اللہ نگہبان
پھر چاند سی صورت مجھے تم اپنی دکھانا بھیا
جب منزل مقصود کو تم جیتے پہنچو تو پھر تسلی
سوغات مرے واسطے کوئی سفر سے بھیجو بھائی
یا بابا مرے گھر شہر وہاں جا کے بسا دو دل وہیں
صغرا کو نہ دیدار سے کیجیو کبھی دور تم بھائی

اکبر کی طرف دیکھ کہا صغرا نے رو کر جلد آئیو بھیا
گر دیر لگی تم کو تو جینا [illegible] بھائی
صغرا چھوٹا ہے بڑی پڑتی ہے گرمی
پیاسا ہو تو پانی اسے لا کر پلائیو بھائی
مر جاؤں جو رو رو کے میں فرقت میں تمہاری [illegible]
گر ہو سکے تو قبر وطن ہی میں آ کر بنوائیو بھائی

نوحہ

جلدی سے تجھکو اٹھاؤں اپنے گلے سے لگاؤں
خوب تو کھل کر ملنے کون سا دن ہووے گا
رحم کرے کبریا بخشے صلہ رونے کا
دیویگا نصیبہ ترا کونسا دن ہووے گا
پھر زیارت میں آپ کی بادشاہ دیں
کرب و بلا کو چلے کونسا دن ہووے گا

مرجاؤں گی گر ہو گئی نہ اس سنی قریب بس
ہر بار یہی کرتی وہ گفتار ہے صغرا
لے میرے بھیا آ کے مری جان لبوں پر
یہاں تپ میں شب و روز گرفتار ہے صغرا
جز خانہ تاریک نہیں کوئی بھی ہمدم
اب اپنے غم و درد کی غمخوار ہے صغرا

نوحہ

بیمار ہے صغرا ناچار ہے صغرا
دیدار حسینا کی طلبگار ہے صغرا
جب دیکھتے ہی دیکھتے گھر ہو گیا ویراں
اس واسطے ہر چشم سے خونبار ہے صغرا
مل جائے اگر اس کا مسیحا تو بھلا ہے
ورنہ وہ ابھی دنیا سے بیزار ہے صغرا

گر تمکو شہ دیں یہاں آنے نہ دیں لینے کو بھیا
عباس کو یا قاسم ذیشاں کو جا کر بھیجو اے بھائی
افسوس چلے چھوٹے بڑے گھر سے مرادیں ہی گئی بھیا
جس طرح سے بچے کو وطن میں چلے لیکر چھوڑا اے بھائی
خاموش ہو گئے یہ لکھ زاری صغرا نے رو رو کے بھیا
در پر کھڑی کہتی تھی یہی ہر پہر جلد آؤ بھائی

ننھے سے دل پہ ستیں برچھیاں سی چل گئیں
سکے پھپھی کا کہا گور میں رکھ آئی ہیں

نوحہ دیگر

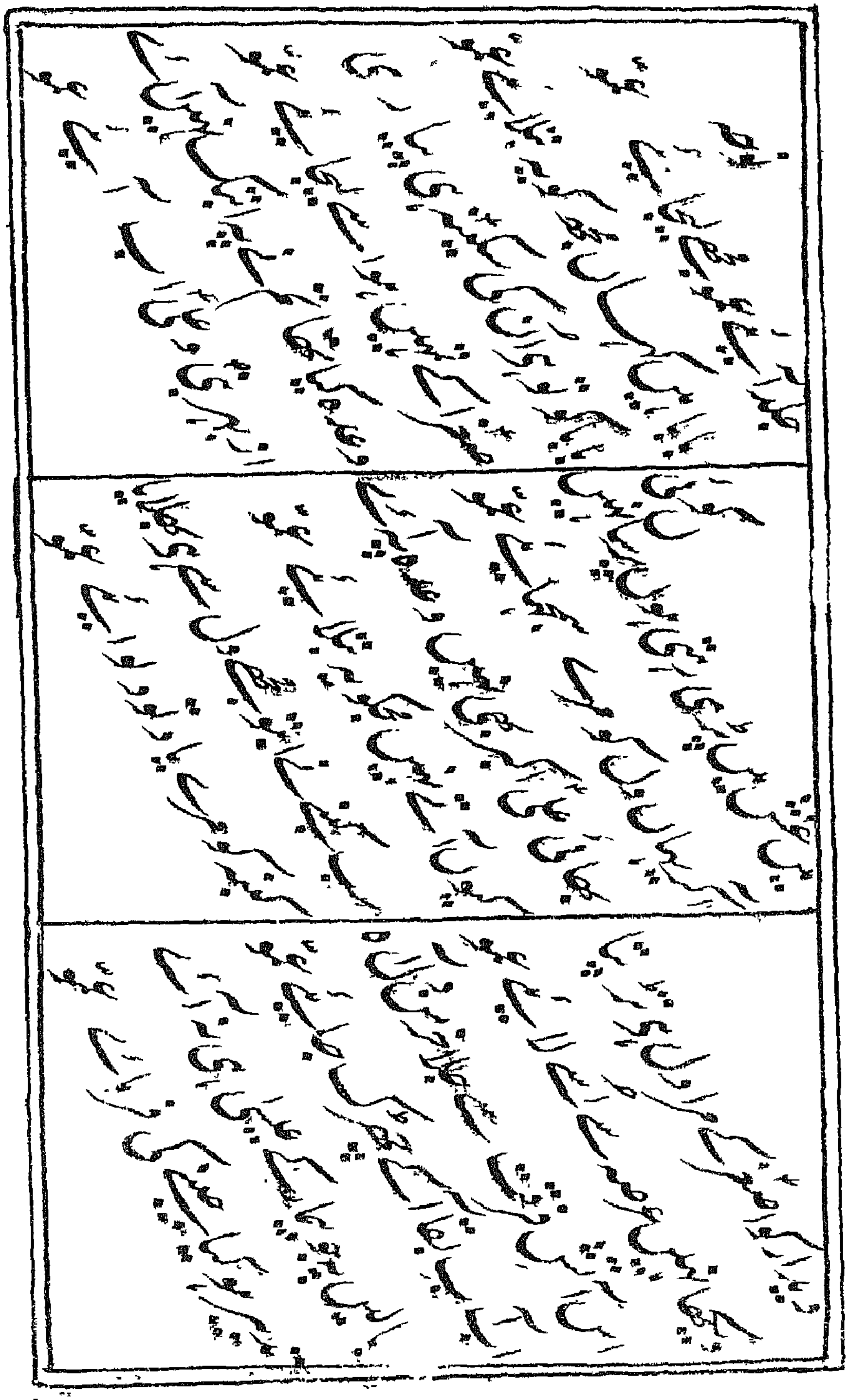
لے جاؤ گے بھائی بلاؤ گے بھائی
صغرا کے بھی لینے کو کبھی آؤ گے بھائی

کریہ تجلی بار بار کر تو یاں نثار
مردہ ترے باپ کا گور میں رکھ آئی ہیں
سترہ تن لالہ فام تجھ سے ہوں کس کس کا نام
باپ کا کنبہ بھرا گور میں رکھ آئی ہیں
کرتی ہوں قصہ میں طے چھوٹے بڑوں کو ترے
زین العبا کے سوا گور میں رکھ آئی ہیں

بابا سے ذرا کہدو کہ حیدر پہ ہو آساں
یہ بحر غم و یاس میں سرشار ہے صغرا

نوحہ دیگر

بولی پھپھی فاطمہ گور میں رکھ آئی ہیں
پوچھے جو سکنہ کو تو کیا گور میں رکھ آئی ہیں



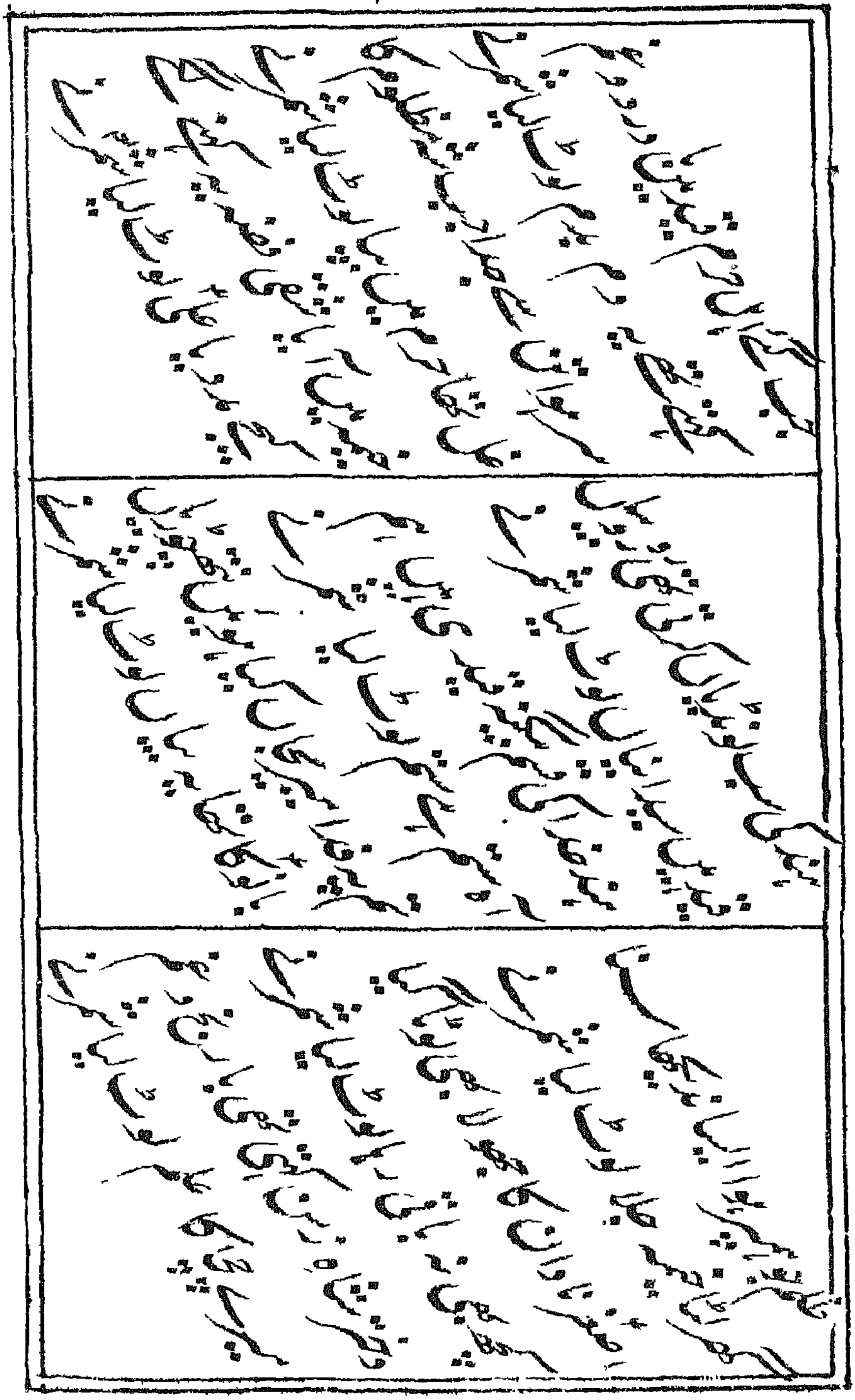
چھوڑ کے تم کو اکیلا کیونکہ جیوں گی پدر
اسکے کرو گے بکا چھوڑ نہ جاؤ مجھے
ای سی تو میری جان اسپہ یہ غم الامان
مجھ سے بھلا کیا کہا چھوڑ کے جاؤ مجھے
ایسے تو جینے سے ہائے کاش مجھے موت آئے
سن نہ ہو جیتے کا چھوڑ کے جاؤ مجھے

صغرا نے رو کر کہا چھوڑ کے جاؤ مجھے
اے شہ سرور سرا چھوڑ کے جاؤ مجھے
ایک تو بیمار ہوں دوسرے یہ غم سہوں
مجھ میں یہ طاقت کہاں چھوڑ نہ جاؤ مجھے
سوچو تو بابا ذرا سا رہے کنبہ چلا
میں نے بھلا کیا کیا چھوڑ کے جاؤ مجھے

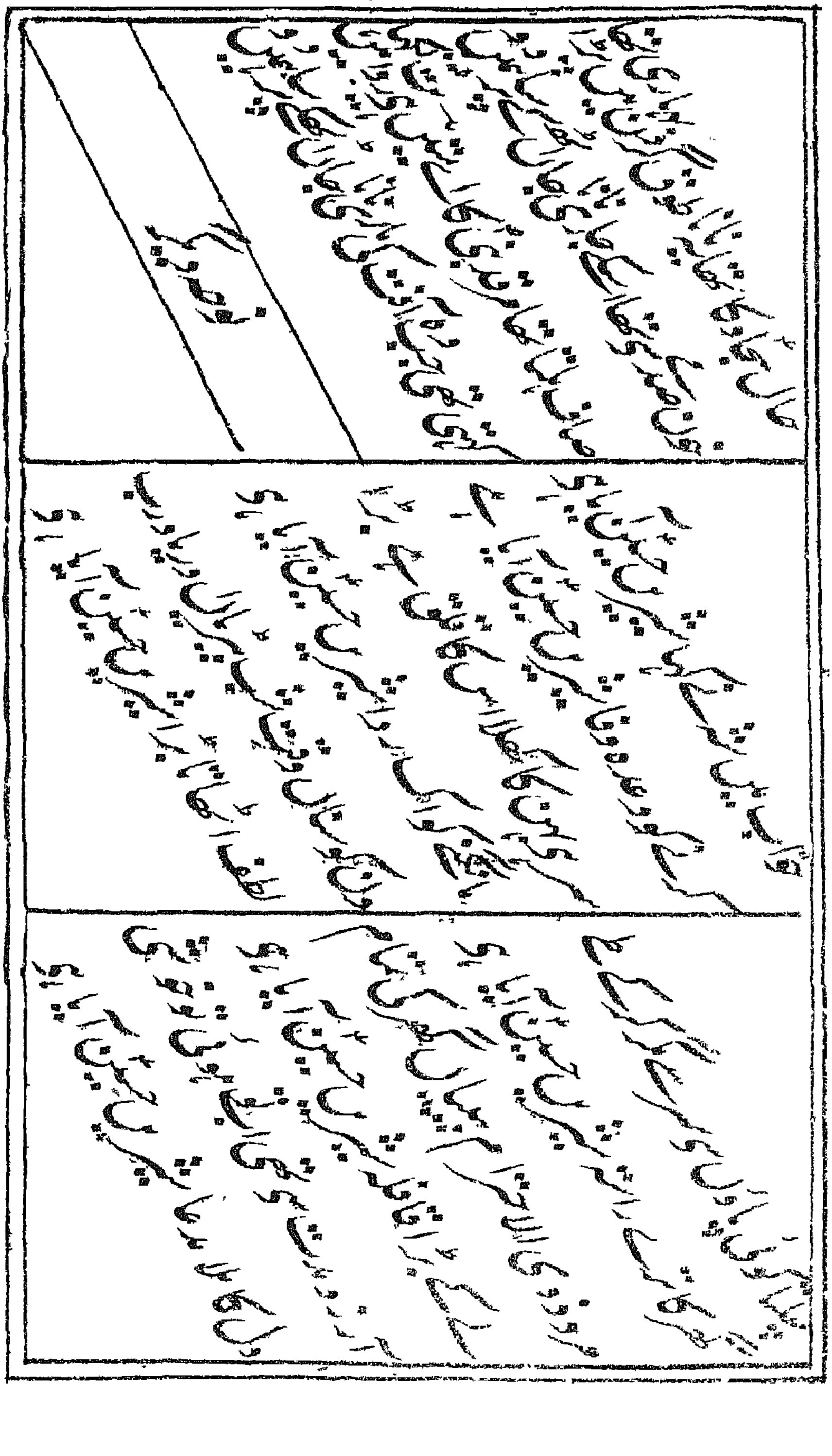
آہ یہ تصور کہ یہاں بیٹھے تھے آپ
روتی ہوں دلاسا مجھے دیجائیے عمو
مقصود علی اسکو نہ کچھ واں کی خبر تھی
وہ کہتی رہی ہائے اب آ جائیے عمو

نوحہ دیگر

[illegible]



[illegible]



[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نوحہ

فرماتے تھے بابا بتلائیے بابا
کس سینہ پہ سوؤں مجھے سمجھائیے بابا
عرصہ ہوا کس سمت سدھارے ہیں صدقے
صورت تو مجھے آن کے دکھلائیے بابا
اب صبح کے جنت سے چچا جان کو میرے
اس اپنی سکینہ کو بھی بلوائیے بابا

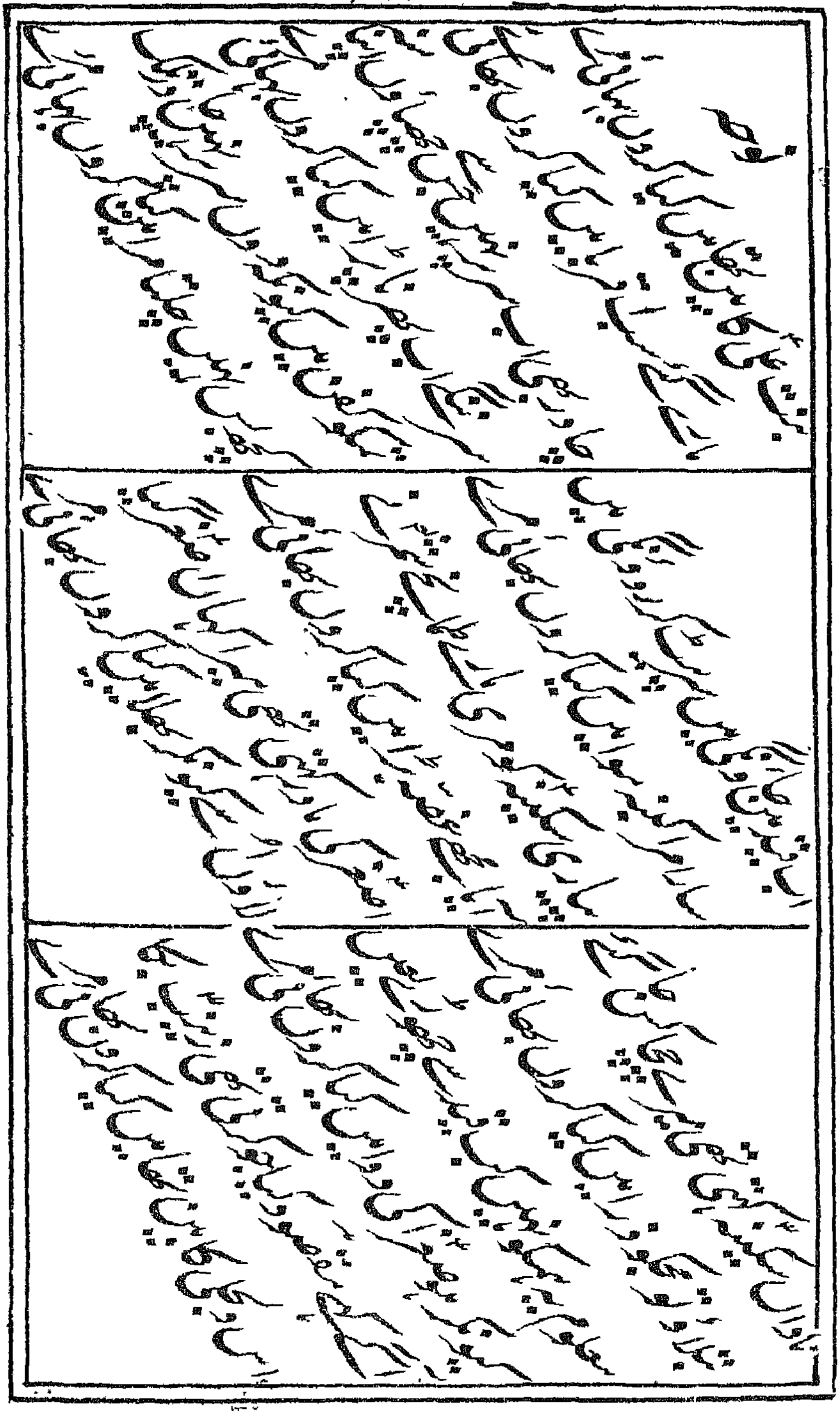
ٹھوکریں مجھ کو نہ مار کہتا ہوں میں بار بار
ظلم سے تو باز آ دیکھ میں بیمار ہوں
پاؤں میں میرے لے جاتے ہیں چھالے پڑ گئے
اتنا نہ مجھ کو ستا دیکھ میں بیمار ہوں
اب نہیں تاب ستم روکے واصف ظلم
کہتا تھا عابد ٹھہر جا دیکھ میں بیمار ہوں

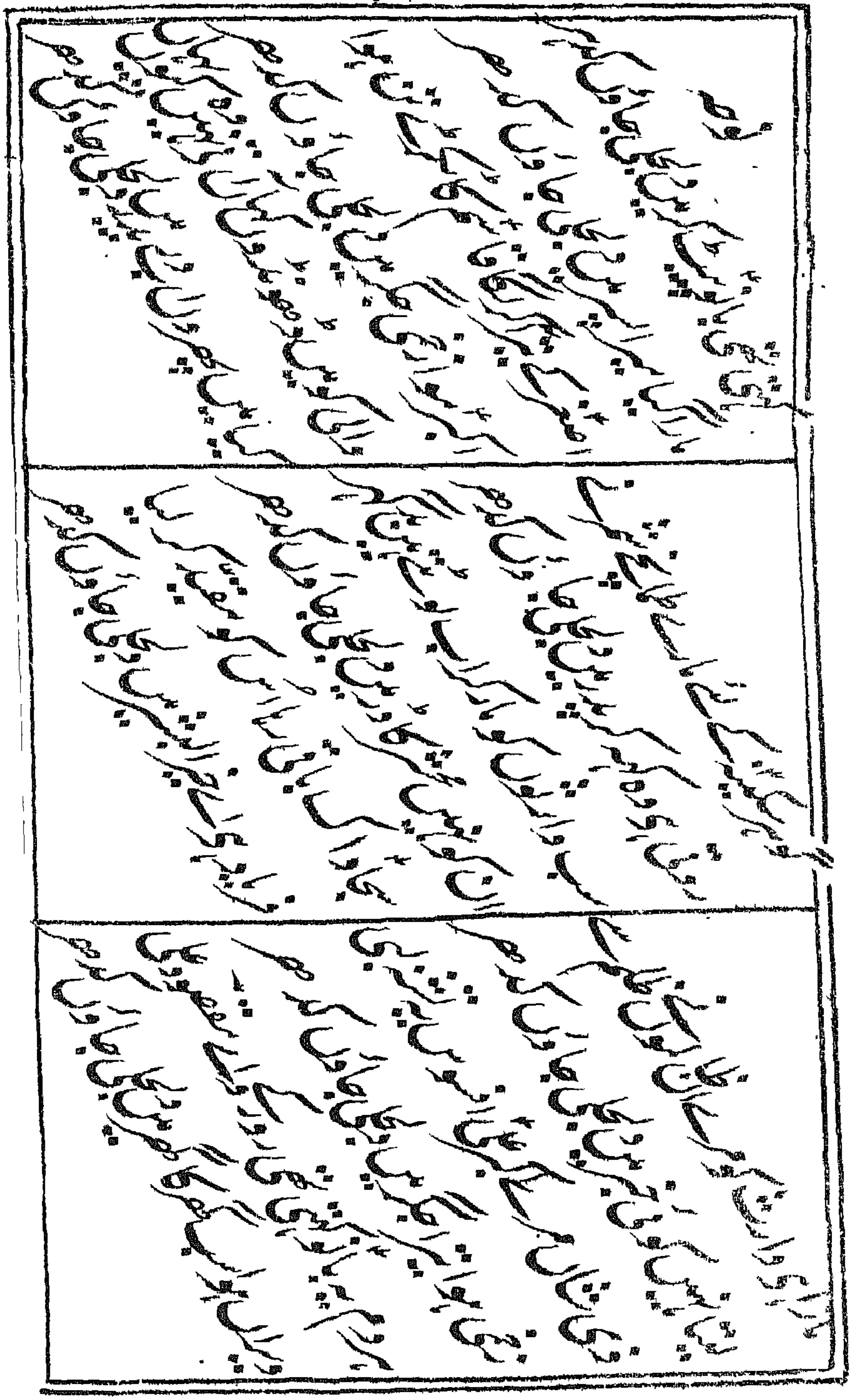
تپ کے سبب سے تھکی چل نہیں سکتا ہوں میں
مجھ پہ نہ ہو تو خفا دیکھ میں بیمار ہوں
پاؤں میں زنجیر ہے طوق گلو گیر ہے
میری نہیں کچھ خطا دیکھ میں بیمار ہوں
غیظ سے تلوار کے دیتا ہے دھکے مجھے
کرتا ہے کیا یہ جفا دیکھ میں بیمار ہوں

یہ کیسے مسلماں ہیں سب کوئی نہ شاکی
بے پردہ کیا آل کو محبوبِ خدا کی
جب شمر نے شبیر کو مقتل میں کیا قتل
چلاتی تھی زہرا کہ دہائی ہے خدا کی
معصومہ سے رانڈ کا یہ لے دخترِ حیدر
گویائی اسے بخشی فصیح الفصحا کی

اے بھائی تری لاش کو کیونکر میں کفن دوں
ہیں آپ ہی اب ہو گئی محتاج ردا کی
افسوس مجھے بھی ہے یہی اے کاش یہ ہوتا
مرجاتی میں قبل اس سے کہ بھائی نے قضا کی
نانا کی اس امت نے نواسہ کو یوں مارا
لعنت ہو لعینوں پہ ہر اک آن خدا کی

بے وارث کر چادریں اور مقنعے اتارے
بالیں نہیں حق میں لعینوں کے دعا کی
بھائی کو مرے ذبح کیا شمر لعیں نے
خیمے کو جلایا یہ لعینوں نے جفا کی
گوہر بھی سکینہ کے لئے زخمی کئے کان
کچھ سمجھے نہ بیٹی ہے شہنشاہ شہدا کی





[illegible]

نوحہ

لاتے ہیں زین العبا راںڈوں کا یہ قافلہ
آتا ہے روتا ہوا راںڈوں کا یہ قافلہ
شام کو روتا چلا جان کو کھوتا چلا
کپڑے بھی کالے رنگا راںڈوں کا یہ قافلہ
کرب و بلا دیکھ کر کھول دئے سب نے سر
کرتا ہے ماتم بپا راںڈوں کا یہ قافلہ

لاشۂ شبیر پر روتا ہے یوں پیٹ سر
جائے کہاں پہ بھلا راںڈوں کا یہ قافلہ
جائے بھلا کیا وطن مر گئے شاہ زمن
کرتا ہے ہر دم بکا راںڈوں کا یہ قافلہ
فاطمہ کا نازنیں جاتا ہے زیر زمیں
غسل و کفن دے چکا راںڈوں کا یہ قافلہ

یا نبی فریاد ہے یا علی فریاد ہے
دیتا ہے رو رو صدا راںڈوں کا یہ قافلہ
دفن شہ دیں کو کر گھر رہا ہے پیٹ سر
خاک میں یہ سب ملا راںڈوں کا یہ قافلہ
چہلم شاہ ہدیٰ کرتے ہیں زین العبا
روتا ہے منہ پیٹ کر راںڈوں کا یہ قافلہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

امت عاصی کی جو حق سے سفارش کرے
اس شہِ غمخوار کا آج ہے چالیسواں
لاش پہ شہ کی کھڑی فاطمہ کرتی تھی بین
اس مرے دلدار کا آج ہے چالیسواں
ہو گئے چالیس دن مارے گئے ہیں حسین
عاشقِ غفار کا آج ہے چالیسواں
تو بھی عطا پیٹ سر ہے یہ قیامت کا دن
دین کے سردار کا آج ہے چالیسواں

نوحہ دیگر

پڑی لاشہ پہ زینب یہ کہہ کر
آج چہلم کو آئی ہے خواہر
وہیں کر صدا اے برادر
آج چہلم کو آئی ہے خواہر
سنو حالت بہن کی کہ واری
آ کھڑی ہے یہ خواہر تمہاری
قید ہو کر پھری جو کھلے سر
آج چہلم کو آئی ہے خواہر
آپ جنت کو جب سدھارے
ہو گئے ہم مصیبت کے مارے
ایسے قید مصیبت سے چھٹ کر
آج چہلم کو آئی ہے خواہر
آپ سنئے تو میری کہانی
بعد حضرت کے جو حالت بیتی
سر کھلے لے گئی فوج در در
آج چہلم کو آئی ہے خواہر

وہ ظالم ہے پرچھیں یہ ظلم نہ کرتا بی بی پہ بی بی کی زہرا
تو کاہے کو یہ مشکل یہاں ہوتی تمہاری اے دختر
اے زینب خاتون پرستاریں تمہاں اے عاشق شبّر
کچھ آخری خدمت میں لونڈی ہوں تمہاری اے دختر زہرا
فضہ یہ بیاں کرتی تھی رو رو کے بیمار سجاد پکارے
بابا کی شہادت بھی شہادت یہ تمہاری اے دختر زہرا

اشرف کو بھی بہرِ حیدر کرار بخشنا وصدا ہے
اے بنت علی فاطمہ زہرا کی دلاری اے دختر زہرا

نوحہ دیگر

اربعین کے سوگوارو الوداع
شاہ دیں کے دوستدارو الوداع

خاتمہ بالخیر چہلم کا ہوا
الوداع اے اشکبارو الوداع
کہہ رہے ہیں مرقدوں پر اہل بیت
فاطمہ زہرا کے پیارو الوداع
دشت سونا پاس بستی بھی نہیں
بے دیاروں کے مزارو الوداع

قبر پر بیٹھوں گی زینبؑ نے کہا
ماں وطن جاتی ہے پیارے الوداع
تو بھی اپنا پیٹ کر سر کہہ دو پھر
فاطمہؑ کے گل عذار الوداع

نوحۂ دیگر

قبر سے آواز ہوتی تھی بلند
یوں بہن زینبؑ سدھارے الوداع
بچیہ و مریم نہ زخموں کا ہوا
مرتضیٰ کے رشتہ دار الوداع
گھر کہیں قبریں کہیں کنبہ کہیں
اے غریب بے دیار الوداع

کربلا کے چاند کو سونپا تمہیں
عرش اعظم کے ستارے الوداع
اکبرؑ و اصغرؑ علی کی ضیا بنی
نوجوان نو شیر خوار الوداع
کہتی تھی زینبؑ یہ قبر شاہ سے
تم بھی زینبؑ کو پکارو الوداع

اکبر کا نیزہ کھا کے چھتی سے چھدا اصغر کا گلا تیر سے چھدا
اور حلق پہ خنجر تیرے چلا مرے بیرن پیارے بچھڑا لو
کبری یہ تمہاری جانی ہے اور جا کے سینہ پہ لگالی ہے
فریاد یہ تم سے لائی ہے مرے بیرن پیارے بچھڑا لو
اے بھائی تمہارے خیمہ جلا اور قیدی ہو کر ہم بھی چلے
بابا اک بس میں نا رہ گئے مرے بیرن پیارے بچھڑا لو

اے بھائی خدا کا فضل ہوا ہم لاش تمہاری سے چلے
اک شیر خدا کا بچی ہے مرے بیرن پیارے بچھڑا لو
اک عابد قیدی آیا ہے اور طوق اسے پہنایا ہے
فریاد یہ تم سے لایا ہے مرے بیرن پیارے بچھڑا لو
عابد یہ مجھے سمجھاتے ہیں میں روتی ہوں شرماتے ہیں
ہم سوئے بے سر جاتے ہیں مرے بیرن پیارے بچھڑا لو

پیر سنا کے زینب کہتی تھی سے بیرن پیارے بچھڑا لو
ہم آنکھیں ڈھکنے کو ہے مرے بیرن پیارے بچھڑا لو
دیکھو سنو سکینہ پیاری کا ڈر چھین لیا بیچاری کا
اس درد والم کی ماری کا مرے بیرن پیارے بچھڑا لو
مجھ سے کہ تمہارے آئی ہوں سب کنبہ قیدی لائی ہوں
ہمشیر تری ماں جائی ہوں مجھ بیرن پیارے بچھڑا لو

کرتی تھی سکینہ یہ بیاں با دل مضطر مارے گئے عباس
مجھ پیاسی کی خاطر سے لب شط پہ جا کر مارے گئے عباس
سب مجھ سے چھپاتے ہیں نہیں کوئی بتاتا مجھ خستہ جگر کو
کس طرح گرے گھوڑے سے میدان میں کیونکر مارے گئے عباس
ہیں خیمہ کی ڈیوڑھی پہ کھڑی دیکھ رہی تھی سکینہ
ناگاہ یہ چلایا ستمگاروں کا لشکر مارے گئے عباس

کرتی تھی سکینہ یہ بیاں تو نہیں کیا ہے امید کی کر
خیمے میں یہ فرمانے لگے سبط پیمبر مارے گئے عباس
زینب نے کہا پیٹ کے سر سبط نبی سے صدقے گئی بھائی
کیوں بیٹھے تم بالی سکینہ کے نہ سر پر مارے گئے عباس
یہ آپ سمجھ لیجئے مر جائے گی فوراً وہ نازوں کی پالی
جس وقت سنے پائے گی وہ آکی دختر مارے گئے عباس

کیونکر بیاں کیا کرے محشر ہوا برپا فغاں سے
خیمے میں یہ فرمانے لگے سبط پیمبر مارے گئے عباس

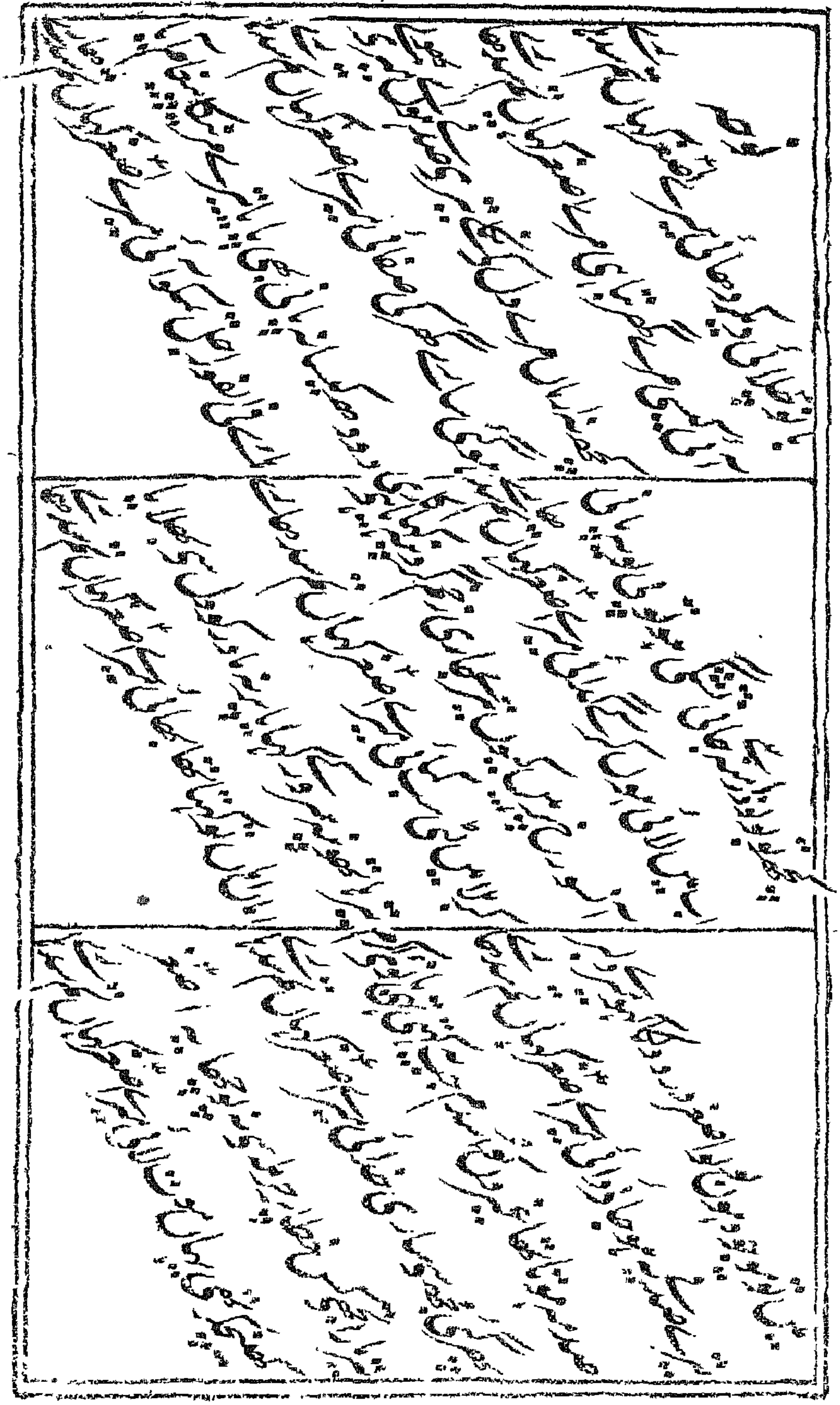
نوحۂ دیگر

چلاتی تھی بانو کہ گئے تیر سے مارے جانی علی اصغر
پانی نہ پیا پیاسے ہی کوثر کو سدھارے جانی علی اصغر

اس گردن مجروح میں پہنچی جو دو ہی ہنسلیوں کے
وہ طوق بھی منت کا لعینوں نے اتارا میرے جانی علی اصغر
یہ تو کہو دوں تمکو کفن اپنی ردا کا یا شہ کی عبا کا
کپڑا تو نہیں اور کوئی پاس ہمارے جانی علی اصغر
تھا حشر بپا کہتی تھی جسوقت یہ بانو سر پیٹ کے رو رو
بیٹا واے ماں کہکے یہ پکارے جانی علی اصغر

اماں نے کوئی سالگرہ کی نہ تمہاری شش ماہی تو ہوئی
دولہا نہ ہوئے نکلے نہ ارمان ہمارے جانی علی اصغر
آتی ہیں کہاں سے کہ جو اب ڈھونڈ کے لاؤں کر تیر جو چھلا
اکبر کی طرح خون میں تم بھر گئے سارے جانی علی اصغر
سب اہل حرم خاک اڑاتے ہیں سر و بر شاہ بس
چلاتی ہوں رو رو میں سرہانے پہ تمہارے جانی علی اصغر

ہمکاریاں بھرتے تھے ابھی کیا ہوا ہمکو بتا تو سسکیں
جھولے ہیں جو کرتے نہیں پانی کے اشارے جانی علی اصغر
میں سمجھی تھی آئی ہے تجھے موت کی ہچکی لب ہیں یہ سمجھی
تم یاد مجھے کرتے ہو نہر کے کنارے جانی علی اصغر
صدقے گئی کرتے جو سلے رکھے ہیں اصغر تیار و لو لم
پہناؤں کسے بس شہ کے تمہارے جانی علی اصغر



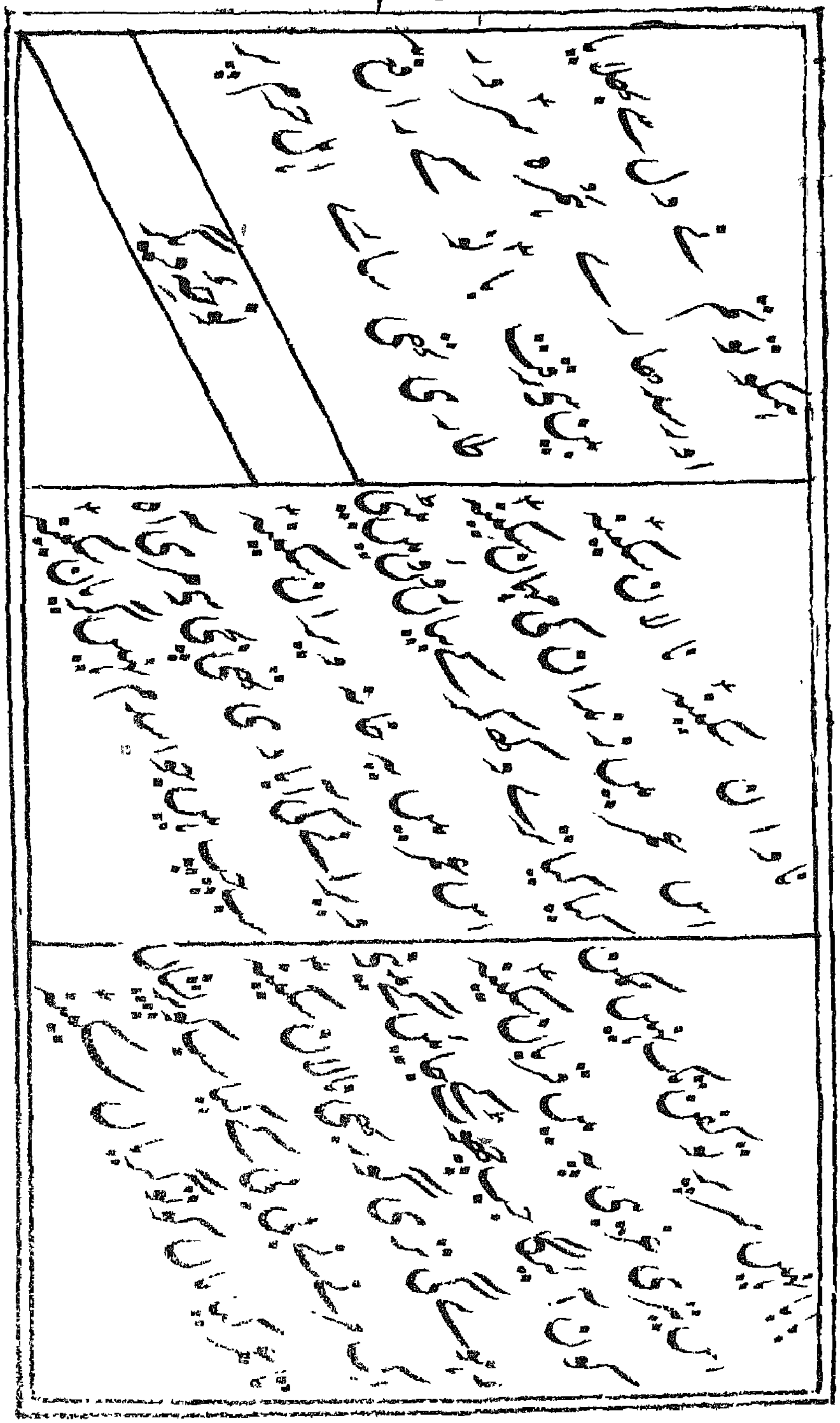
ہائے اندھیری گور میں بیٹا
آ گئی تجھ کو نیند کیونکر
رات کو آتی نیند نہیں ہے
تیرا تصور رہتا ہے شب بھر
شام کو جنگل کیوں ہو سدھارے
آؤ بلاؤں روتی ہے خواہر

راتوں کو واری تیرا تصور
سانپ سا سینے پھرتا ہے دل پر
اٹھے سن میں گور بسا لی
ہائے اجاڑا پہلو ہے مادر
ننھے سے قبرے میں واری
مجھ کو بلالے گور کے اندر

تو کیا اب سوتا تنہا اصغر نیند آئی ہے جنگل میں کیونکر
کیسی تجھ کو یہ تنہائی بھائی ہے اے اصغر کہاں تم سدھارا

نوحہ دیگر

آجا اصغر آجا دلبر
گودی سونی رنج ہے دلبر



[illegible] بجتے ہیں وردی پہن سجتے ہیں
[illegible] رضا جان دو لو وہ سحر ہو گئی
آئی ہے پیہم صدا کرتا ہے کوئی بکا
یارو ذرا تو اٹھو لو وہ سحر ہو گئی
پیاسو تیمم کرو اٹھو کہ نمازیں پڑھو
یاد خدا میں مرو لو وہ سحر ہو گئی

نور کا پیہم ظہور ہے دیکھو تو کیا [illegible]
خیر سے کلمہ پڑھو لو وہ سحر ہو گئی
بولتے ہیں جانور گویا کہ ہیں نوحہ گر
شور ہوا اُن کا سنو لو وہ سحر ہو گئی
کر کے نظر بر خدا راضی بحکم خدا
مستعد جنگ ہو لو وہ سحر ہو گئی

بانو کا بیان سنکے ہر اک پیٹتا تھا سر
[illegible] کوئی کہتا تھا مری جان سکینہ ۲

نوحہ دیگر

شہ نے کہا دوستو لو وہ سحر ہو گئی
اٹھو عبادت کرو لو وہ سحر ہو گئی

[illegible]

نوحہ

بولے امام زماں صبح شہادت ہے آج
دو علی اکبر اذاں صبح شہادت ہے آج
پڑھ لو نماز آخری کر لو نیاز اس گھڑی
ہو گی قیامت عیاں صبح شہادت ہے آج
یاد میں حق کی مگر میرے گلے خشک پر
ہووے گا خنجر رواں صبح شہادت ہے آج
رب کی کرو بندگی حق ہے سرافگندگی
ہے وہ شہ انس و جاں صبح شہادت ہے آج
بھولو نہ اسکو کبھی ہے یہی بس زندگی
فانی ہے یہ سب جہاں صبح شہادت ہے آج
نیکی جو کچھ کرنی ہو کر لو وہ اے دوستو
دیکھئے کیا ہو وہاں صبح شہادت ہے آج
حق پہ نظر تم رکھو اور تہ دل کرو
نام خدا ورد جاں صبح شہادت ہے آج

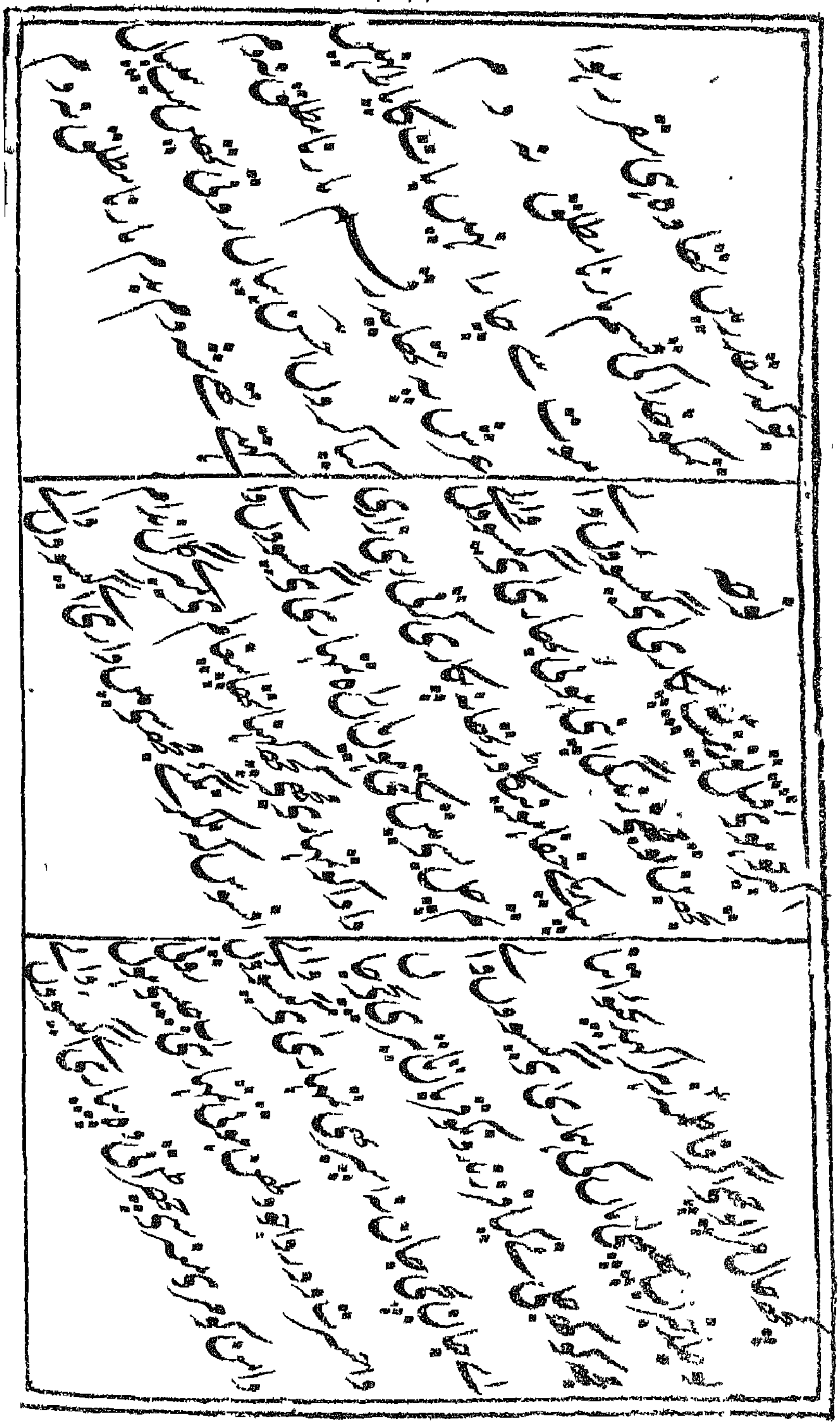
نوحہ دیگر

شہ نے کہا اے حرم مارنا مطلق نہ دم
جب ہو مرا سر قلم مارنا مطلق نہ دم

نہر سے پیاسے گئے ہائے ترا سے گئے
اس کا بھی کرنا نہ غم مارنا مطلق نہ دم
موت کا دن آنا ہے سب کو وہیں جانا ہے
حکم خدا بر سرم مارنا مطلق نہ دم
کیسا براہ رضا بابا نے سر دیدیا
بھائی نے کھایا ہے سم مارنا مطلق نہ دم

پانی سے ترسائیں گے قید میں لیجائینگے
ہوں گے الم پر الم مارنا مطلق نہ دم
عابد بیمار ہے قافلہ سالار ہو
ہوگا اسے رنج و غم مارنا مطلق نہ دم
ساتھ ہو جب قافلہ بالوں سے منہ چھپا
نیزوں پہ سر ہوں علم مارنا مطلق نہ دم

سر کو کٹائیں گے ہم گھر کو لٹائیں گے ہم
ظلم اٹھائیں گے ہم مارنا مطلق نہ دم
کوفہ کا دربار ہو شام کا بازار ہو
صبر سے رکھنا قدم مارنا مطلق نہ دم
دُرّے بدن پر لگائیں نیزے کی نوکیں کھائیں
لاکھوں کریں گو ستم مارنا مطلق نہ دم



[illegible]

اس نوحہ کو بھی تیری چھاتی کا تھی یا نصیب زیر دیگر
ہائی تھی کہ میں کیا کروں شبیر کو مارا دیکھو رے نانا

نوحہ دیگر

پیرہن کے زینب نے کہا رن کو چلا والے سید مظلوم
بیوارثی پردیس میں ہمکو نہ بنا والے سید مظلوم

پیشانی کو تھی چومتے نبی شہ دیں کی وہ پیہم عادی سے
ہر سر کے زخم پہ اک تیر کو مارا دیکھو رے نانا
اٹھارہ برس تھا جو اس نے بچی پالا تھا گھر کا اجالا
اس ماہ لقا احمدی تصویر کو مارا دیکھو رے نانا
کیا صبر کیا شکر کیا دم نہیں مارا زہرا کا پیارا
راضی برضا تابع تقدیر کو مارا دیکھو رے نانا

قاسم کو کیا قتل اور اکبر کو بھی مارا دل کر دیا پارا
کس ظلم سے کہوں اصغر بے شیر کو مارا دیکھو رے نانا
میں کہتی رہی ہے یہ محمد کا نواسہ اور وہ ہے پیاسا
شبیر کو اور لشکر شبیر کو مارا دیکھو رے نانا
دی دوش پہ اپنے تھی سواری جسے نانا واحسرت و دردا
بے دینوں نے اس صاحب توقیر کو مارا دیکھو رے نانا

کہتی ہے مجھے شمر نے مارے ہیں طمانچے فریاد ہے فریاد
بے کس جو سنہ پر ہیں مرے ہاتھ کو ستا وائے سید مظلوم
مجبور ہوں کیا کہ کہا ہے نہیں جاتا دل ہوتا ہے ٹکڑے
اے مومنو تم پیٹو اور اشک بہاؤ وائے سید مظلوم

نوحہ دیگر

آ بیٹھو در خیمہ پہ ہیں ظالم و بیدیں تیغیں ہیں نکالا
ڈرتی ہے سکینہ اسے دامن میں چھپا لو وائے سید مظلوم
بابا تو نے بڑھا ڈالی ہے اب خیمہ میں بیٹھی ہے وہ پر غم
تم ان کے سنہ پہ ذرا آ کے بٹھا لو وائے سید مظلوم
در کانوں سے ظالم نے سکینہ کے لیے ہیں روتی ہے وہ دکھیا
کرتا ہے بھرا خون میں تم آ کے دھلا لو وائے سید مظلوم

اماں کو کبھی بابا کو کبھی نانا کو کبھی روتی ہے بھائی حسن کو
اب غم میں ہے شہ اے تجھے تم پاس بلا لو وائے سید مظلوم
اکبر ہے نہ قاسم ہے نہ عباس علمدار عابد ہے سو بیمار
غمخوار رہا کون ہمارا ہے بتا دو وائے سید مظلوم
افسوس کہ خیمے جلیں اور گھر لٹے سارا ہوں بے حرم قید
اور خنجر بیداد سے تم حلق کٹا دو وائے سید مظلوم

[illegible]

سرور نے کہا کیا نظر آتا نہیں تم کو یہیں قتل ہے [illegible]
زہرا کہاں چلاتی ہے بادیدۂ خونبار عباس علمدار
اک سمت کھڑے حمزہ ہیں اک سمت ہیں جعفر [illegible]
روتے ہیں کھڑے ایکطرف احمد مختار عباس علمدار
مرضی ہو تمہاری تو نہیں پہچان بھائی جی میں [illegible]
تاوان سکینہ کی بہت تشنۂ دیدار عباس علمدار

کی عرض یہ عباس نے یہ قصد نہ کر لے سبط پیمبر
ہووے گا سکینہ کے سوا اب رو رو کے نزار عباس علمدار
گردوں نے مری خاک میں صحبت ملا دی افسوس صد افسوس
اب زندگی اپنی ہے سو جانے ہے بیزار عباس علمدار
اب تا بہ قیامت نہیں سر کو [illegible]
رکھتا نہیں اب خیمہ کے جانے کی سرو کار عباس علمدار

شبیر نے فرمایا سکینہ یہ کہے گی گر تم نہ گئے واں
آئے جو نہ تم پاس مجھے کرتے تھے تم پیار عباس علمدار
دلگیر تو ہو دل جو بجا ابن علی کا یہ مجکو یقیں ہے
فرمائیں گے اب ضد کا [illegible] عباس علمدار

نوحہ دیگر

یہ شکل تری مجھ سے تو دیکھی نہیں جاتی ہے چھاتی
ہا ہائے لعینوں نے مری کوکھ میں خنجر ہائے ہائے علی اکبر
یہ آگ مری آتما کی کیونکہ بجھے گی کس طرح یہ بھڑکی
کس سے کہوں سوزش ہے جو کچھ سینہ کے اندر ہائے ہائے علی اکبر
تا حشر یہ پیاری رہے گی گور کے اندر اس درد و الم کی
ہر گز نہ کٹے گی یہ مری پیاس مرے ہائے ہائے علی اکبر

اک بار کسی کو بھی نہ خوف ہی دل سے بچایا اور تجھکو کیا قتل
کافر تھے مسلمان تھے کیسے تجھے [illegible] ہائے ہائے علی اکبر
چھاتی کا تری دیکھ کے سوراخ ہائے پھٹا ہے کلیجا
فریاد کروں کس سے میں قسمت جلی کیونکر ہائے ہائے علی اکبر
اٹھارہ برس کی یہ جوانی تری پیارا ہائے میں نہ پائی
کس ظلم سے مارے ہیں یہ ناوک و خنجر ہائے ہائے علی اکبر

بانو نے کہا پیٹ کے سر خاک اڑا کر ہائے ہائے علی اکبر
کس طرح کا نیزہ یہ لگا چھاتی کے اوپر ہائے ہائے علی اکبر
ہمشکل نبی تجھکو لعینوں نے نہ جانا اے احمد ثانی
اور تجھکو نہ سمجھے خلف سبط پیمبر ہائے ہائے علی اکبر
کیا ان کو نہ معلوم تھا ہے زہرا کا یہ پوتا یہ سرور خوباں
سر کر دیا قلم ہائے لعینوں نے تیغ سے کیونکر ہائے ہائے علی اکبر

ہائے مرا نازنیں ہائے مرا مہ جبیں
بیکسی میں بھی نہیں شبر جواں مر گیا
شبر مرا سوتا ہے دیدۂ دل روتا ہے
ٹکڑے جگر ہوتا ہے شبر جوان مر گیا
سینہ پہ کھا کر انی حق پہ فدا جان کی
خاک مری زندگی شبر جواں مر گیا

کس کی تھی یا نوبہن شبر جواں مر گیا
ہو گئے بیکس حسینؑ شبر جواں مر گیا
گھر کا اجالا مرا گودی کا پالا مرا
گیسوؤں والا مرا شبر جواں مر گیا
ہائے نمازی مرا شاہ حجازی مرا
اکبرؑ غازی مرا شبر جواں مر گیا

لٹ گئی میں کیا وحشت اس بلا میں گردش سے فلک کی
جو تجھ سا مرا چاند ملا خاک کے اندر رہے ہی علی اکبرؑ
یہ حیدری نے کیا کہوں وہ نوحہ کہا ہے جو مجھ سے فزوں
جس نے یہ سنا کہنے لگا آنسو بہا کر ہوئے علی اکبرؑ

نوحہ دیگر

نوحہ نہ پڑھے اے دبیر کی یہ حالت ہے تیز
کہتے ہیں خورد و کبیر شبیر جواں مرگیا

نوحہ دیگر

کرتی تھی بانو بکا ہائے مرے اکبر علی
کشتۂ کرب و بلا ہائے مرے اکبر علی

ساتھ مرا چھوڑا ہے جیتا کڑھوں تھوڑا ہے
گود میں دم توڑا ہے شبیر جواں مرگیا

تھک کے ہے بیٹھا ہوا اٹھتے ہیں سب سست پا
دم نہیں لیتے گو ذرا شبیر جواں مرگیا

ہائے اجل آگئی موت انھیں بھا گئی
کس کی نظر کھا گئی شبیر جواں مرگیا

ہائے جواں مرگیا جس پہ پدر سے گیا
ماں کو دغا دے گیا شبیر جواں مرگیا

ڈھونڈنے جاؤں کہاں دیکھیں آؤں کہاں
اُن کو میں پاؤں کہاں شبیر جواں مرگیا

بیاہ نہ اس کا رچا دل کا نہ مطلب ہوا
سر پہ نہ سہرا بندھا شبیر جواں مرگیا

دھاریں لہو کی چھٹیں چہرۂ پرنور پر
دیکھا نہ سہرا ترا ہائے مرے اکبرؑ علی
ہائے مرا نوجوان سال تھا اٹھارواں
کیا یہ یکایک ہوا ہائے مرے اکبرؑ علی
آنکھیں نہیں کھولتا منہ سے نہیں بولتا
ماں سے گر ہے خفا ہائے مرے اکبرؑ علی

پیاس سے لب خشک تھے کہتا تھا العطش
پانی نہ تجھ کو ملا ہائے مرے اکبرؑ علی
ہائے میں جیتی رہی خاک مری زندگی
تجھ پہ یہ جور و جفا ہائے مرے اکبرؑ علی
بیاہ کروں گی ترا لاؤں گی تیری دلھن
میرا تو یہ قصد تھا ہائے مرے اکبرؑ علی

سینہ پہ برچھی ترے ہائے یہ کیسی لگی
لال ہے سر تا بپا ہائے مرے اکبرؑ علی
حیف جوانی تری حیف ترا یہ جمال
یوسف گلگوں قبا ہائے مرے اکبرؑ علی
ہائے کے دلدار پر جان کی اپنی فدا
تجھ پہ یہ مادر نثار ہائے مرے اکبرؑ علی

[illegible]

کن سختیوں سے میں نے تمہیں تھا پالا لال ابن شیر خدا
محنت پہ کرو غور مجھے تم نہ رلاؤ اے اصغر معصوم
اس مادر دلگیر کو کیوں کرتے ہو یوں افسوس صد افسوس
بیچارگی دل سے مری الفت نہ اٹھاؤ اے اصغر معصوم
تم مر گئے کیا لال جو سسکی نہیں سنتی تیری حالت
زینب کے ذرا منہ سے تو چادر کو اٹھاؤ اے اصغر معصوم

بانو نے کہا رو کے مجھے اپنا بتاؤ اے اصغر معصوم
حلقوم پہ ہے زخم کہاں جلد دکھاؤ اے اصغر معصوم
تم خون میں سر تا بقدم ہو گئے کیوں لال تغیر ہے احوال
اٹھ بیٹھو کرو باتیں مری گود میں آؤ اے اصغر معصوم
بند آنکھیں ہیں اور روتی ہے پھٹتی ہے چھاتی کی
تم غش میں ہو گر گیا احوال بتاؤ اے اصغر معصوم

سنتا نہیں فریاد مری ایک گھڑی کوئی مجھ کو کھلی کی
دی بھوں کھڑی کب سے تمہیں دکھلائی دو علی اصغر
اے حیدری تابان کہو کیا لکھوں میں فقیر حالی زار
جس طرح سے کہتی تھی وہ افلاک ستانی ہے دکھی اصغر

نوحہ دیگر

تم مر گئیں افسوس [illegible] پانی ہی پی چلی ہو جانی
دل ماتا میرا نہیں کچھ صبر سکھا وے اے صغرا معصوم

سینے لیجے جب نعش تو کہنے لگی بانو وقت یہ رو
کر حالی مری گود کو میدان میں جاوے اے صغرا معصوم

و بیا مری آنکھوں میں کس طرح بجالی جب گئی تو چلی
اور روادی پہ خوف کہ تم جا کے بساوے اے صغرا معصوم

کہہ کے یہ شاہ زمن [illegible] علی اکبر [illegible]
پھر کہا دیکھو بابا گردن کو کٹا وے اے صغرا معصوم

جیتی نہیں بیٹے کی بس اب سب نہ تم مر جائیگی کلثوم
[illegible] چھوڑا اپنا بہنوں پہ چھپا وے اے صغرا معصوم

کیا کیجے بچھڑن بہن آ مجھے پیار سکینہ کو بلائے
میں کیا کروں مجھکو بھی تیر بتا وے اے صغرا معصوم

پھر دوستو بہت گر گئی غش [illegible] بیمار تھی بیکل دلدار
سمجھاؤ کوئی ان چھوٹے سے بچوں کو تو اٹھاوے اے صغرا معصوم

پیاسی کی طرف سب ہیں بھی ہو گئے پیاسی گر گئی عباس
روتی ہے سکینہ ابھی تم جا کے مناوے اے صغرا معصوم

کلکا کی زباں کرتی نہیں [illegible] بیہوش کہیں ہو گئی
کچھ شغل کرو بہنوں پاس پانی لاوے اے صغرا معصوم

سب پاس ہے یہی زاد یہاں اور عترت حیدر کو بھی
ہوا نہ سدا فاطمہ کا سایہ واماں اے سبط پیمبر
ان بیبیوں میں ایک فقط میں ہوں گی زہرا کی کنیز
کس کی اپنی سمجھ کر مجھے لو سنگ ہمراہ کہ یاں اے سبط پیمبر
گر کو کھو دی ہے مری اس وقت بلا میں عدا کو ستم
ستم کا نگہ جدا کر مری جاؤ گے سو میداں اے سبط پیمبر

نوحہ

بانو نے پکار رو رو کے یہ نالہ و افغاں اے سبط پیمبر
تنہا مجھے چھوڑ کے جاتے ہو سوئے میداں اے سبط پیمبر
دو ماہ سے بھی تھی مجھے صرف یہاں ہمراہی کے وہ عزت و حرمت
تو جائیگا قربانی ترے گھر اور ماں اے سبط پیمبر
نے ساتھ اکبر ہے نہ گود میں اصغر پیارا ہو گیا
مر جاؤں گی تڑپ کے ترے بن میں یہاں اے سبط پیمبر

افسوس کہ کر دینگے تجھے خاک میں خوں دل ہے محزوں
دولت یہ مری خاک میں ہے یہ ملا دے اے شہ معصوم
چھپیرا بھی لے لال کے جاؤ ٹھکانہ ہوئے ویراں
مجھ بیکس و دلگیر کو لے ساتھ ہی جاؤ اے شہ معصوم
چھٹی ہے جسے یہی اور یہی کہیں رو کے تقی
ظاہر میں نہیں ہے گر خواب میں آ اے شہ معصوم

سجاد کی ہے وہ بیٹی وہ عزیزی ورثہ کی وہ مقتدا
پہنایا ہے ظالموں نے طوق ہے بھاری فریاد ہے فریاد
بابا کی ہے پوشاک مرا باپ چھٹا ہے سے سر و قدم تک
بیٹی ہے یہ سجے گھر سے ہوئی پوشاک ہماری فریاد ہے فریاد
اب پوچھیں سکینہ ہے یہاں غربت خاموش ہے ناظم
یا شام وہ منظر ہے کٹی ہے سر ہماری فریاد ہے فریاد

کہتی ہے یہ کیوں پیاسا مرا باپ وہ مارا گیا اسکا گلا
میں کس سے کروں واویلا لگی ہاری فریاد ہے فریاد
جس تن کے تئیں فاطمہ زادی نے تھا پالا لاکھوں ناز و نعم سے
اس تن پہ لگے تیغوں کے اب زخم ہیں کاری فریاد ہے فریاد
پھر ہاتھ اٹھا کر یہ کہتی تھی خدا سے وہ بالی سکینہ
اب باپ جی لو ہوگئی یا حضرت باری فریاد ہے فریاد

تن خاک پہ ہے سر ہے چڑھا نیزے کے اور زلفیں پریشاں
چادر ہے مرے سر سے لعینوں نے اتاری فریاد ہے فریاد
شبیر کے سر اور بھی نہیں مقنع رہا ہے تا کہیں تھوپا
اور بالو یہ ستم ڈھاتی ہے بابا کی پچاری فریاد ہے فریاد
پوچھیں لی کان سکینہ کے ہیں زخمی سے وائے مصیبت
اس درد سے روتی ہے یہ شبیر کی پیاری فریاد ہے فریاد

آخری دن کر گئے باتیں تو کر لیتے وے سے
ان کا کہا نہ بہت دیکھوں منہ باپ کا
سکے لاش ابھی اٹھی چلی جاتی ہوں
تیرا بگڑتا ہے کیا دیکھوں منہ باپ کا
جان نبی کو ابھی پیاسا تو ذبح کر
پانی منگا لیں ذرا دیکھوں منہ باپ کا

وہ ضعف و تپ وہ درد سر بیمار وہ ظلم اشقیا
احسان فرماؤ اگر چھاتی سے لپٹا لو مجھے

نوحۂ دیگر

بی بی نے شہ کی کہا دیکھوں منہ باپ کا
شمر نے کر سر جدا دیکھوں منہ باپ کا

وہ ستے تھے وہ پیراہن گردن تھی میری اور رسن
شاکر رہا ہر حال پر چھاتی سے لپٹا لو مجھے
زنجیر پہنے ننگے پا وہ منزلوں چلنا مرا
بابا مرے اس صبر پر چھاتی سے لپٹا لو مجھے
تنہائی کا صدمہ مرا سب سے زیادہ سخت تھا
مارا پھریں در بدر چھاتی سے لپٹا لو مجھے

پھر لوٹا ہیں لیکے وہ گوش سکینہ مشکل اصینا
فریاد ہے فریاد دہائی ہے دہائی بھیا مرے بھائی
سجاد کی صورت تو ذرا غور سے دیکھو اب ہیں بھی کو
ہے لوہے کی بیڑی سر اعدا نے پہنائی بھیا مرے بھائی
رسی ہیں گلے بارہ اسیروں کے بندھے ہیں اس طرح چلیں
وارث ہے نہ بیٹا ہے بھتیجا ہے نہ بھائی بھیا مرے بھائی

نوحہ

زینب نے یہ دی لاش برادر پہ دہائی بھیا مرے بھائی
قیدی ہوئی چہلم بھی ترا کرنے نہ پائی بھیا مرے بھائی
عباس علی قاسم و اکبر بھی سدھارے رہتی کئے کیا
بیٹے بھی فدا آپ پہ کی اپنی کمائی بھیا مرے بھائی
پیاسا تمہیں جب ذبح کیا فوج شقی نے تو دشمن دیں نے
گھبرا گئی یہ سن کے جو باہر نکل آئی بھیا مرے بھائی

اے شہ عالی مقام آخری لے لو سلام
اس لئے چہلم پہ تھا دیکھ لوں منہ باپ کا
فاطمہ کی پوتی کو سونپے کسے جاتے ہو
اب وہ زمانہ کہاں دیکھ لوں منہ باپ کا
پہنچی نہ تھی وہ حزیں کٹ گیا یاں سرِ شہ
دل میں رہا مدعا دیکھ لوں منہ باپ کا

صغرا نے کہا شام ہوئی آنکھیں نہ پھر آئے بابا
کس طور رہے دختر بیمار کا جینا پھر آئے نہ بابا
سنسان پڑے رہتے ہیں حجرے گھر روزہ ہے صبح تا شام
ویران ہوا ہائے بسا شہر مدینہ پھر آئے نہ بابا
پھر آئیں نہ بھیجیاں مری پھر آئیں نہ چھیاں پھر آئیں نہ بابا
پھر آئی نہ کبرا ہی نہ پھر آئی سکینہ پھر آئے نہ بابا

بھائی ہوں گئے شام خدا کو نہیں بھائے ولدِ زہرا
بہن آئی ہے میرے بھائی
حضرت پہ یہ ظاہر ہے سب اللہ کی بہن آئی ہے میرے بھائی
عالم پہ غم شاہ میں زینب کا بیاں ہے ہر ولیہ عیاں ہے
ہم مر گئے اور ہے مجھے موت نہ آئی ہے میرے بھائی

نوحہ دیگر

سر کٹ گئے ہیں لیکے چلے ہیں یہ گنہگار رہنا بھی ہو دشوار
بیٹی ہے صدا یا اسیا کی جاں ہے میرے بھائی
تم ہی پہ لب سطح یہ گھر دشت پڑے ہو خبر نہیں کچھ سکو
سر پہ نہ ڑا پاؤں نہ بچہ نہ کلائی ہے میرے بھائی
تا شام نہیں چھوڑے گے اسیجا کی با تم نہیں بنسی ہو
کس سے کہوں اے بھائی ہے قسمت کی بڑائی ہے میرے بھائی

ن میرے کبھی چین نہ پڑتا تھا پدر کو کہیں دم بھر
کیا بھول گئے میری محبت کا قرینہ پھر کے نہ آیا
جب [illegible] بھی تھی چاند کبھی تھی وہ [illegible] کیا [illegible]
لے کے ادھر گیا خالی ہی [illegible] بھی بہنا پھر کے نہ آیا
آتی تھی وہ بچی کبھی ڈر کے کبھی [illegible] کی [illegible]
شاید کہ لعینوں نے نکالا ہمیں کہیں پھر کے نہ آیا

ہاں قاسم صغرا کے بھی لب پہ سحر و شام پدر کی تھی تقریر
واں خیمہ میں بیٹھی ہوئی کہتی تھی سکینہ پھر کے نہ آیا
کرتا ہی پھرا خون میں اور کان کی چیرا [illegible]
اور در بھی مرے کان سے خون نے چھینا پھر کے نہ آیا
اب پاس نہیں ساغر جو [illegible] میں سدا ہر وقت مرے گئے
والدہ سے حسن آتا نہیں [illegible] پھر کے نہ آیا

وہ کیفیت یاں کیا کرے اس بچی کی زاری تاب کہاں ہے
سن سکے یہ نوحہ مرا بھر آیا ہے سینہ پھر کے نہ آیا

نوحہ دیگر

آج زہرا کا نالاں ہے یہ گھر سوا اس کا ویران ہوا
مر گیا شاہ ذیشان وہ ہی جان زہرا کی جان گیا

وہ جو اکبر شبیہِ نبی ہے اُسکے سینہ پہ برچھی لگی ہے
اور جو اصغر شبیہِ علی ہے اُسنے کھائی ہی پیکان ہے ہے
جسکے بالوں میں ہر آن ہر دم شانہ کرتی تھی میں ہو کے خرم
اسکی زلفوں کا ہے اب یہ عالم ہیں سناں پہ پریشان ہے ہے
لٹ گئی میری بانوئے شاہی شام کو پھر اکیلی ہو راہی
بیکسی پہ یہ آئی تباہی چھایا ہے طوفان ہے ہے

شادی قاسم کی جس جا رچی تھی کبرا دلہن جہاں کی بنی تھی
ہائے ہم شادی کی جس جا ہوئی تھی مکان اب بے سنسان ہے ہے
ہائے بستر ہری تمھاری خاک ہے اُسنے بالیں بنالی
میری پوتی کی چھینی ہے بالی سرِ زینب کا عریاں ہے ہے
میرے پوتے کو بیڑی پہنائی طوق نے اس کی گردن جھکائی
اُسکے سر پہ پڑی ہے جھائی غم سے کرتا ہے افغان ہے ہے

آ کے مقتل میں ماں غم کی ماری بولی لاشہ سے جو کر کے زاری
تیری صورت پہ جاؤں میں واری تیری غربت پہ قربان ہے ہے
قبلہ رو لاش تیری پڑی ہے تیغ سجدے میں تجھ پر پڑی ہے
کیسی جنبوں نے تجھ سے بدی ہے ہیں وہ کیسے مسلمان ہے ہے
تجھکو کر کے دغا سے بلایا حلق پر تیرے خنجر چلایا
مرتے دم تک نہ پانی پلایا دشتِ غربت کے مہمان ہے ہے

نہ تیری قدر کچھ جانی تجھے مارا ہے بن پانی
مرے جانی مرے جانی حسین من حسین من
اس امت نے ذرا واری نہ کی تجھ سے وفاداری
پھرے سب تجھ سے بچاری حسین من حسین من
ترے اس حلق نازک پر چلایا شمر نے خنجر
ہوئی ہیں بیکس و مضطر حسین من حسین من

کہا ہے آکے دلگیر مضطر دیکھ کر نعش بیٹے کی بے سر
فاطمہ رن میں لاش پسر پر رو رو کہتی تھی ہر آن یہ ہی

نوحہ دیگر

کہا زہرا نے با افغاں حسین من حسین من
کیا کس نے تجھے بیجاں حسین من حسین من

ہائے تھی تیری قسمت بھلی ہے میری اولا پھلی پھلی ہے
کس کی یہ ہے نظر لگ گئی ہے ہو گیا یہ سامان ہے ہے
تیرا بابا علی شاہ مرداں تیرے غم میں ہے با آہ و افغاں
تیرے نانا نبی کا گریباں چاک ہے تا بداماں ہے ہے
تیرے نانو کی پالی سکینہ اسکو مشکل ہوا اب ہے جینا
اسکا پر غم ہے تنہا سا سینہ غمزدہ ہے وہ نادان ہے ہے

نوحہ

رن میں زینب یہ کہتی تھی وکر میرے بھائی مسافر کو مارا
لو خبر جلد نانا پیمبر میرے بھائی مسافر کو مارا

محنت جاں ہوں مرتا ہی تجکو گر گیا سامنے شاہ تشنہ
کچھ نواسے کی اگر خبر لو میرے بھائی مسافر کو مارا

ہائے کیں میرے گھر میں وہ گھس آئے اور خیمہ بیمار کے جلا
کون آکر مجھے اب بچائے میرے بھائی مسافر کو مارا

تجھے یہ دن دکھایا ہے تراخیمہ جلایا ہے
تجھے کیا کیا ستایا ہے حسین من حسین من

میں تیری دیکھ تنہائی لحد سے ہوں یہاں آئی
یہ صورت وی ہے دکھلائی حسین من حسین من

ترا دلگیر ہے عاشق تری بخشش کے ہے لائق
محبت میں ہے وہ صادق حسین من حسین من

جو تھا مشکل پیمبر کیا اس کو خوں میں تر
لگایا نیزہ چھاتی پر حسین من حسین من

پسر تیرا جو تھا اصغر لگا تیر ستم اس پر
مرے دلبر مرے دلبر حسین من حسین من

جو تیرے سجاد آزاری پہنایا طوق اسے بھاری
شہ کی بیکس کی غمخواری حسین من حسین من

آکے بی بی کا کچھ حال دیکھو میرے سر کے کھلے بال دیکھو
لٹ گئے کنبے کا احوال دیکھو میرے بھائی مسافر کو مارا
پھر نجف کی طرف کرکے منہ آہ یوں پکاری کہ زہرا کا جایا
لو خبر اے پدر میری للہ میرے بھائی مسافر کو مارا
ایسی تنگی میں ہیں آج بابا ہے نہ تخت نہ تاج بابا
اک ردا کو ہوں محتاج بابا میرے بھائی مسافر کو مارا

چھین لی ظالموں نے ہے چادر رو رہی ہوں میں بے پردہ سر
کوئی والی نہ وارث ہے سر پر میرے بھائی مسافر کو مارا
پھر یہ زہرا کو رو کر پکاری پیٹ کر اپنا سر غم کی ماری
اماں صاحب یہ بیٹی ہو واری میرے بھائی مسافر کو مارا
تمکو میری خبر بھی ہے اماں مجھکو در در جگہ بھی ہے اماں
کھل گیا میرا سر بھی ہے اماں میرے بھائی مسافر کو مارا

بیکسی کس سمت رانڈ جاؤں کہاں اب کہیں میں چھپاؤں
اب کمک کو میں کس کو بلاؤں میرے بھائی مسافر کو مارا
میرا دشمن ہوا ہے زمانہ اب کہیں جا نہیں ہے ٹھکانا
سر کھلے بیٹی ہوں میں نانا میرے بھائی مسافر کو مارا
پہلی آفت ہے یہ مجھ پہ ٹوٹی آپ کی قبر انور سے چھوٹی
آکے بن میں گئی ہائے لوٹی میرے بھائی مسافر کو مارا

سینہ پہ نیزہ کا کھا کے وہ کیونکر کہوں ہائے کہا
شادی تیرا لو را مجکو نہ برباد کر
راج دلارے مرے دل میں باقی ہے
چاؤ ترے بیاہ کا مجکو نہ برباد کر
سال ہے اٹھارواں اے مرے ابرو کماں
دیکھ لوں سہرا ترا مجکو نہ برباد کر

بانو نے رو کر کہا مجھ کو نہ برباد کر
پالنے والی فدا مجھ کو نہ برباد کر
وائی کی بن سے لحد اے مرے شمشاد قد
صبر ہے اتنا روا مجھ کو نہ برباد کر
پھٹتا ہے ماں کا جگر سوچ تو کچھ الحذر
اے میرے گلگوں قبا مجھ کو نہ برباد کر

نوحہ دیگر

نہ تو بھائی نہ مادر ہے سر پہ پدر ہے نہ کوئی یاور
ہائے اعدا نے بیکس سمجھ کر مرے بھائی مسافر کو مارا
مجھ میں بس ذوق طاقت نہیں ہے پیٹتی سر اٹھا کر
جب بیاں کرتی تھی رو کے زینب مرے بھائی مسافر کو مارا

گر نہ صدمہ آئے گی گھٹ کے نکل جائے گی
تن سے ابھی جان زار بولو کہاں آؤں میں
کھائے جگر پر سناں لے مرے شیر ژیاں
کونسا چھایا کچھار بولو کہاں آؤں میں
باپ کے نور نظر باندھنے زخم جگر
جلد پئے کردگار بولو کہاں آؤں میں

بولے بشر ذی وقار بولو کہاں آؤں
نوحہ سے بس
اکبر سینہ فگار بولو کہاں آؤں میں
بانو کے جانی مجھے احمد ثانی مجھے
یار دگر پھر پکار بولو کہاں آؤں میں
پیا اپتا کی صدا سن کے مرے مہ لقا
ہوگیا دل بیقرار بولو کہاں آؤں میں

ماں کے بڑھاپے کی آس کنبے کے پشتیباں
پیری کی شہ کے عصا مجھ کو نہ برباد کر
ہاں لے منت مری بہر خدا و نبی
اکبر یوسف لقا مجھ کو نہ برباد کر
ہوتا ہے شق اے رزیں سن کے دل بانو میں
یہ کہہ کے رو کا مجھ کو نہ برباد کر

نوحہ

کہتی تھی ماں دل فگار آ مرے ششماہہ آ
پالنے والی نثار آ مرے ششماہہ آ
رن کو سدھارے ہے تجھے دیر ہوئی لاڈلے
دل ہے مرا بیقرار آ مرے ششماہہ آ
بال جھنڈولے ترے گرد میں ہونگے بھرے
شانے سے دوں میں سنوار آ مرے ششماہہ آ

تیرہ بن تیر کیا مرے ماہ منیر
ہو گیا سینہ سے پار بولو کہاں آؤں میں
مجکو تمہارا نشاں لے مرے ابرو کماں
دیتے نہیں بد شعار بولو کہاں آؤں میں
صدمۂ غم سے حزیں غش ہوئے سلطان دیں
کہتے تھے یہ بار بار بولو کہاں آؤں میں

گود کے پالے مرے پشت کو پیاسے
سوئے یمین و یسار بولو کہاں آؤں میں
تیر برج شرف رن سے تجھے کس طرف
لے کے گیا راہوار بولو کہاں آؤں میں
تم تو چھٹے لالہ فام ہو گیا عالم تمام
باپ کی نظروں میں تار بولو کہاں آؤں میں

[illegible]

بھائی کے پہلو میں لیٹیں سو اب سو رہو
حافظ و ناصر خدا ہنسلیوں والے مرے
پاسکے نہ مادر کی بوڑھی ہونے اے اہر و
باپ بھی آیا ترا ہنسلیوں والے مرے
ویرس آئی سی ہی بخشش امت کاٹے
کروں ذرا مرحلہ ہنسلیوں والے مرے

اے مرے تشنہ دہن اے مرے غنچہ دہن
دودھ کو ترسا دیا ہنسلیوں والے مرے
باپ کے گھر سے چلے تین شب و روز کے
تشنہ لب اے مہ لقا ہنسلیوں والے مرے
باپ کی قسمت میں تھی آخری خدمت یہی
قبر میں رکھنا ترا ہنسلیوں والے مرے

تیر کی کھانے کو بھالیاں تجھے یوسف جمال
لائی تھی گھر سے قضا ہنسلیوں والے مرے
قبر میں بھی دیکھنا باپ کو تڑپائے گا
یہ ترا دم توڑنا ہنسلیوں والے مرے
باپ ہو تجھ پر فدا چھوٹے سے سن میں ہوا
فدیۂ راہ خدا ہنسلیوں والے مرے

دوست سفر کر گئے رہ گئے ہم چھوٹ کے
سب سے پس قافلہ ہیں رخصت کرو
صبح سے روتے ہوئے لاشوں پہ احباب کے
عصر کا وقت آ گیا اب ہمیں رخصت کرو
بھائی نے کی پشت خم اکبر و قاسم کا غم
تاب و تواں لے گیا اب ہمیں رخصت کرو

بیبیو جاتے ہیں ہم جانب ملک عدم
حافظ و ناصر خدا اب ہمیں رخصت کرو
زینب و کلثوم آؤ آکے ہمیں دیکھ جاؤ
جاکے نہیں آؤں گا اب ہمیں رخصت کرو
گرسنہ و تشنہ کام آئیں گے امت کے کام
رن میں کٹا کر گلا اب ہمیں رخصت کرو

ختم قلم بس رزیں ہاتھ ہیں پیچ ذریں
سن کے یہ نوحہ ترا اہلیوں والے مرے

نوحہ دیگر

پورے سفر کربلا اب ہمیں رخصت کرو
اے حرم مصطفیٰ اب ہمیں رخصت کرو

شہ بانو ہوں وارثی مجھے چادر تو اُڑھا دو
سر ننگے ہے کھڑا ہے سر دربار حسینا
بالوں سے بھی منہ مجھ کو چھپانے نہیں دیتے
دیکھو ستم فرقۂ اشرار حسینا
کلثوم کنیزی میں طلب ہوتی ہے ہائے
اولادِ علی ہو گئی یوں خوار حسینا

وہ بھی ہو دن شاہ دیں سب کو یوں ہی
جاتے ہیں ہم کربلا اب ہمیں رخصت کرو

نوحۂ دیگر

اے تحفۂ دل حیدر کرار حسینا
سر آپ کا اور مجلس میخوار حسینا

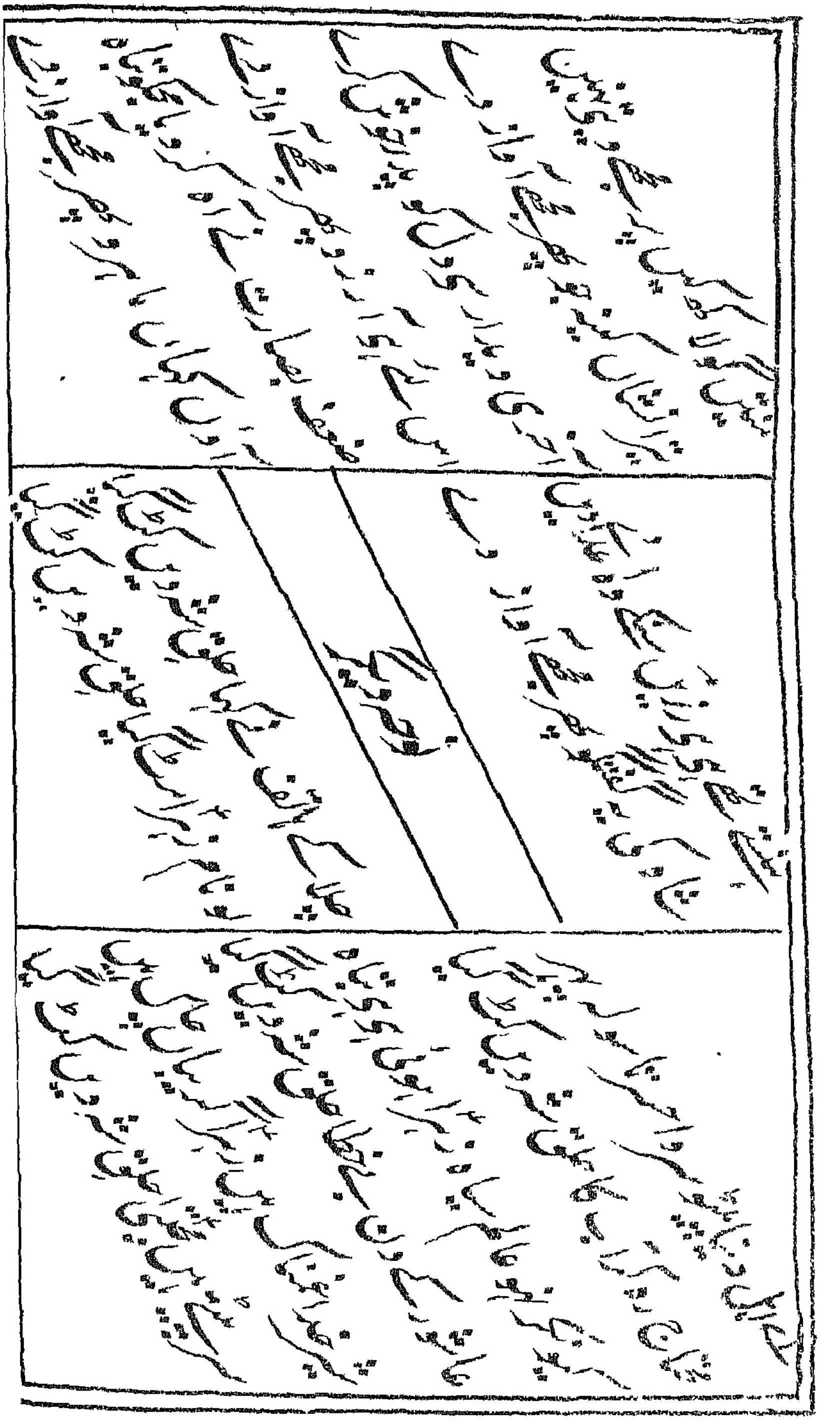
اصغر بے شیر نے گودی میں دم توڑ کے
خلد کا رستہ لیا اب ہمیں رخصت کرو
روئے سخن تھا کبھی سوئے سکینہ کبھی
آؤ مری مہ لقا اب ہمیں رخصت کرو
ہے ابھی زندہ پدر روتی ہو کیوں اس قدر
پھٹتا ہے دل باپ کا اب ہمیں رخصت کرو

دن رات سکینہ پہ طمانچوں کی جفا ہے
سجاد ہے اور طوق گراں بار حسینا
بچوں کے گلے چھلے ہیں رگڑوں سے رسن کے
جھٹکے جو عدو دیتے ہیں ہر بار حسینا
مجبور ہوں حضرت کی وصیت سے وگرنہ
کر دیتی ابھی حشر نمودار حسینا

جو صدمہ تشنگی گریباں سے ہو پیدا
وہ حلق ہو اور خنجر خوں خوار حسینا
روضہ پہ بلا لیجئے کہ اب ہے یہ تمنا
کہلائے زیں آپ کا زوار حسینا

نوحہ دیگر

جو سے شہ نیک تو پھر مجھے آواز دے
اکبر تشنہ گلو پھر مجھے آواز دے
ثانی خیر البشر کھا کے سناں قلب پر
غش میں ہو کس سمت تو پھر مجھے آواز دے
یاں سے اٹھاؤں اگر ٹھوکریں کھاتا ہوا
پھرتا ہوں بن میں چا سو پھر مجھے آواز دے



یہ فلک سے آئی صدا الا قتل الحسین بکربلا
ہو نشان فاطمہ مٹ گیا قتل الحسین بکربلا
بجھی باد ظلم سے شمع دیں ہوئے بن امام کے مومنیں
ذبح الحسین بکربلا قتل الحسین بکربلا
جو گلوئے حسن پہ چھری چلی ہوا پاش پاش دل علی
لحد نبی کو ہے زلزلہ قتل الحسین بکربلا

نوحہ دیگر

گئی شہ سکینہ جگر کباب بہ گھر لیں گے گھر
چھنیں گے زینب کی ردا حلق شہ دیں کٹ گیا
حیرت ہے مجھ کو اے زمیں الٹی کیوں ہے نہیں
محشر نہ کیوں بپا ہوا حلق شہ دیں کٹ گیا

تھرائی ہے قبر نبی صغرا ہوئی بن باپ کی
ویراں مدینہ ہو گیا حلق شہ دیں کٹ گیا
اندھیر عالم ہو گیا قوم شقی نے وہ بجھا
شمع مزار مصطفیٰ حلق شہ دیں کٹ گیا
اٹھتے ہیں یہ ارض و سما سکتے یہ ہو وے فغاں
کہتے ہیں حبیب و احسرتا حلق شہ دیں کٹ گیا

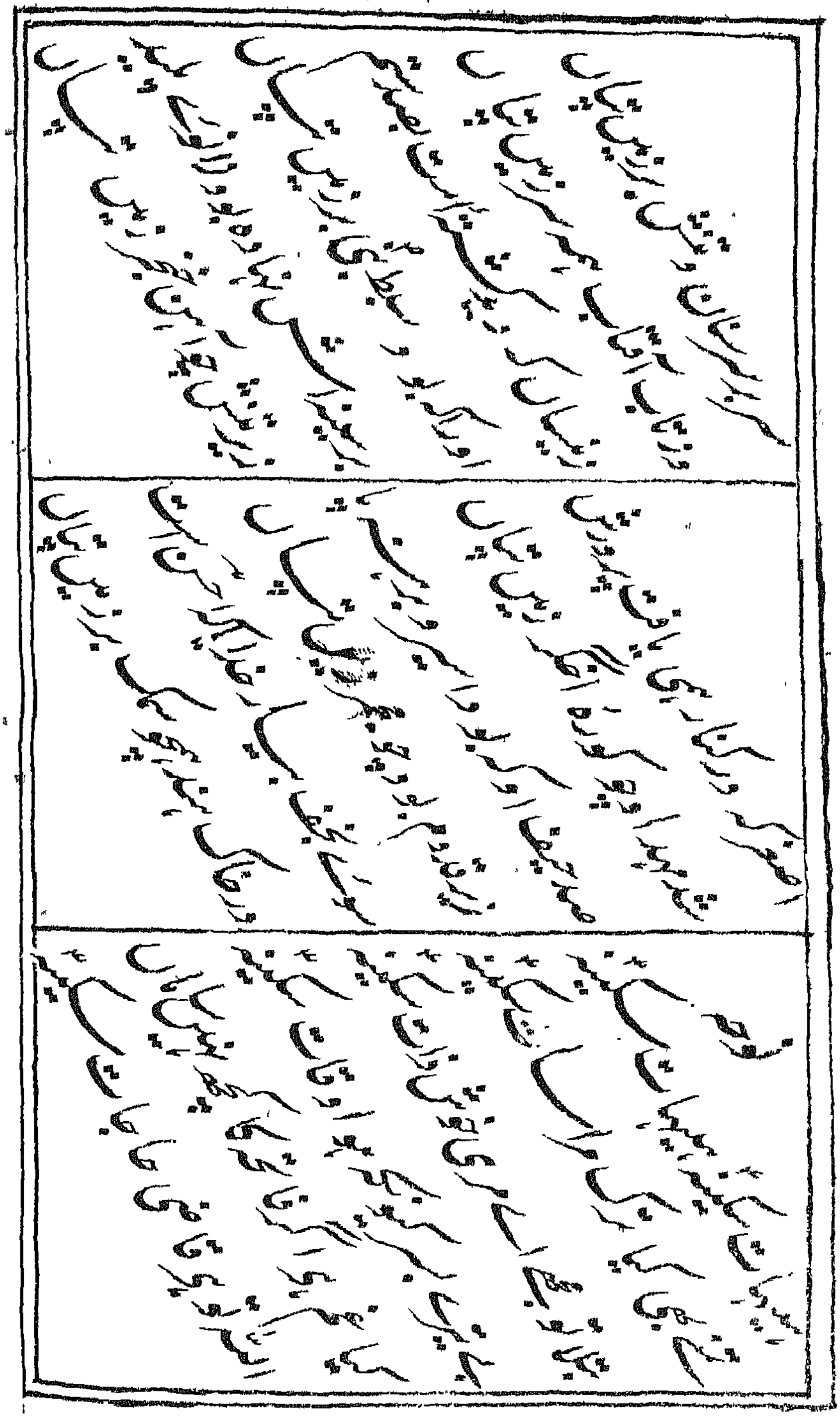
[illegible]

ہونٹوں پہ نکلی زباں پیاس کی ہے الاماں
خوف خدا کی ہے جا ذبح نہ کر بھائی کو
ہلتا تھا مقتل زینب بنت علی کہتی تھیں
جب یہ سخن یاس کا ذبح نہ کر بھائی کو

نوحہ دیگر

فاطمہ کا لاڈلا کرتا ہے یاد خدا
سجدے میں او بے حیا ذبح نہ کر بھائی کو
ہے یہ وفور عطش پیاسا ہے بیمار ہے غش
تھوڑا سا پانی پلا ذبح نہ کر بھائی کو
یہ ترا جور و ستم شمر خدا کی قسم
رانڈوں کو رلوائیگا ذبح نہ کر بھائی کو

روک لے خنجر اسے حلق پہ فرزند کے
رکھے ہے زہرا گلا ذبح نہ کر بھائی کو
گر نہیں آیا جلال کھوئیگی وہ سر کے بال
ہووے گا محشر بپا ذبح نہ کر بھائی کو
یہ ترا مہمان ہے فاطمہ کی جان ہے
خوف خدا کر ذرا ذبح نہ کر بھائی کو



نوحہ

کہتے تھے یوں زین العبا آزاری ہوں طاقت نہیں
کیونکر چلوں میں ننگے پا آزاری ہوں طاقت نہیں

ہے طوق گردن میں گراں اور ہیں مری بیڑیاں
پوچھو کبھی تھا بھلا آزاری ہوں طاقت نہیں

اے شمر از بہر خدا کوڑا نہ تو ہر دم لگا
للہ میں مر جاؤں گا آزاری ہوں طاقت نہیں

اک ہم ہیں کہ اب اور بڑھا غم یہ تمہارا
رویا کریں گے ہم کو بھی دن رات سکینہ

سیلی کا نشاں کان چہرے خوں بھرا کرتا
ان صدموں کے قابل نہ تھی بیہات سکینہ

للہ دل عابد مضطر کی خبر لے
اے دختر حلال مہمات سکینہ

جس جا پہ لحد غسل کی ننھی سی کھدی ہے
یاں بیٹھی ہوئی روتی تھی ورثات سکینہ

سیلی کا الم عمو کا غم باپ کا ماتم
زنداں میں ہوئی تیری مدارات سکینہ

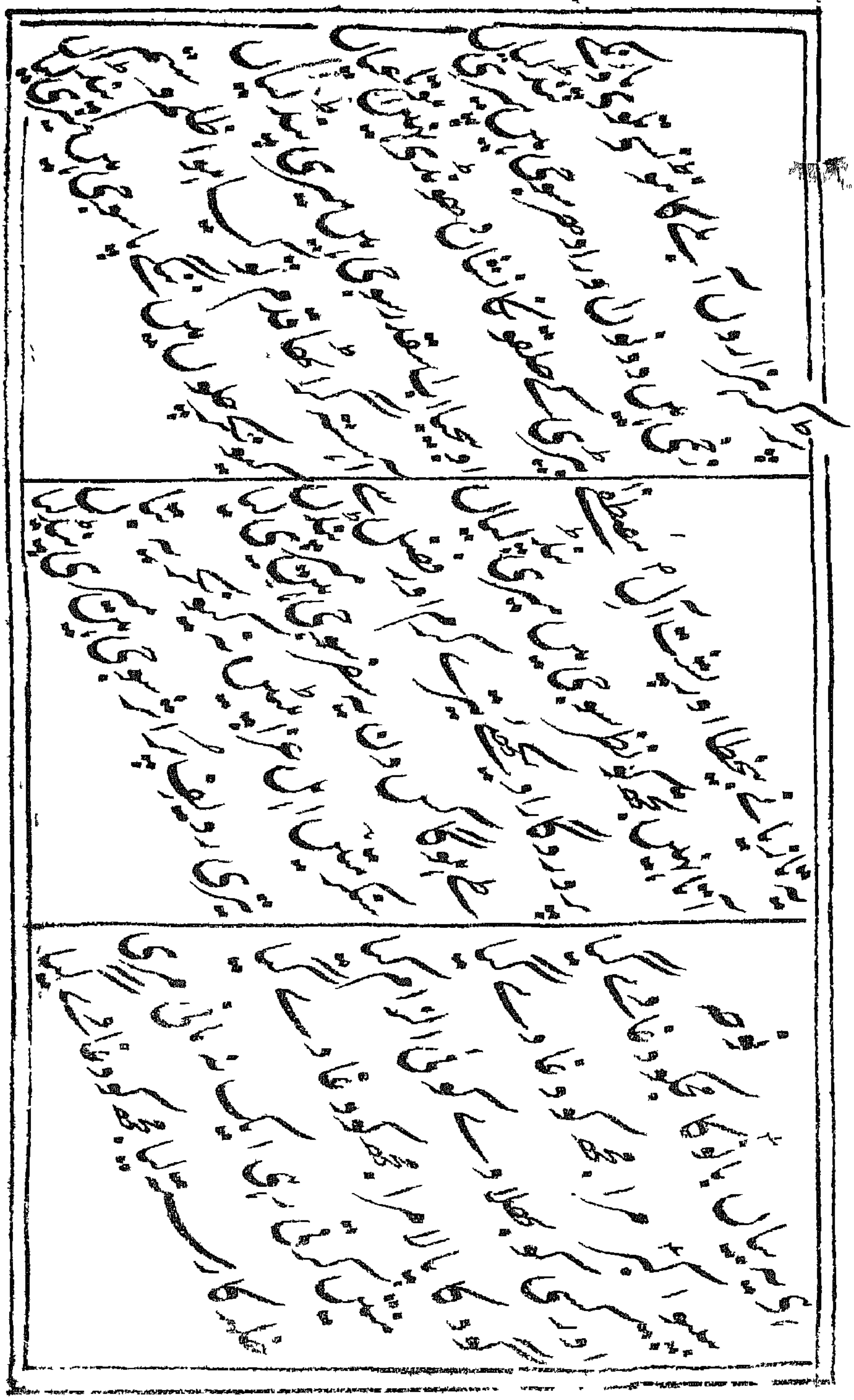
دن رات مری پیاری نے ایذائیں اٹھائیں
پر خوب بسر کر گئیں اوقات سکینہ

نوحہ

کہتے تھے عابد اے عمر سوجی ہیں میری پنڈلیاں
ظالم خدا کا خوف کر سوجی ہیں میری پنڈلیاں
تپ سے بدن ہے جل رہا اور سنا ہے دھوپ کا
لیتا نہیں دم درد سے سوجی ہیں میری پنڈلیاں
کھینچوں زمام اشتراں یا میں سنبھالوں بیڑیاں
چلنا ہے مشکل کام پھر سوجی ہیں میری پنڈلیاں

زخمی گلا سب کر دیا رسی کے جھٹکوں نے مرا
اسکو تو کھلوا دے ذرا آزاری ہوں طاقت نہیں
دے حکم اپنی فوج کو دم دے کے اس کو پچھلو
جلدی نہ تم ہانکی کرو آزاری ہوں طاقت نہیں
چبھتا تھا جب کانٹا تنیں اس وقت وہ ہوکر حزیں
رو کر یہی فرماتا تھا آزاری ہوں طاقت نہیں

اس دھوپ میں بیحد غش ہے مجھ پہ چلنے کا
اٹھے قدم کیونکر بھلا آزاری ہوں طاقت نہیں
پانو پہ میرے ہے ورم چڑھتا ہے دم ہر ہر قدم
آنکھوں سے تو دیکھتا آزاری ہوں طاقت نہیں
پانی نہیں مطلق غذا صدمہ ہے دل پر پیاس کا
للہ مجھ پر رحم کھا آزاری ہوں طاقت نہیں



[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نوحہ

بانو نے کہا اصغر آ دودھ پلاؤں میں
ماں صدقے گئی تجھ پر آ دودھ پلاؤں میں
سو رات پہر باقی تجھکو نہیں نیند آتی
روتے ہی کٹی شب بھر آ دودھ پلاؤں میں
میں جھولا جھلاؤنگی پوشاک پنھاؤنگی
غصہ نہ کرو مجھ پر آ دودھ پلاؤں میں

والی کے سر پر مرے کردیا خنجر رواں
نیزے پہ سر ہی چڑھا ہائے رے میں لٹ گئی
بلوے میں سر ہی کھلا فاطمہ کی جائی کا
خواہر شہ بے ردا ہائے رے میں لٹ گئی
روز قیامت ستیں دیکھے ہوتا ہے کیا
دے گی جو زہرا صدا ہائے رے میں لٹ گئی

چادر خیر النسا ظالموں نے چھین لی
اور وہی مسند جلا ہائے رے میں لٹ گئی
فاطمہ در پر کھڑی روتی ہے اک سمت کو
بن گئی مجھ پر یہ کیا ہائے رے میں لٹ گئی
غش ہے سکینہ پڑی خون میں کرتا بھرا
موتی کوئی لے گیا ہائے رے میں لٹ گئی

کہتا کہ او بے حیا بانی جور و جفا
یہ تو ستمگر بتا ہم بھی چھٹیں گے کبھی
باپ کا چالیسواں کرتے ہیں پیر و جواں
ہم بھی کہو بھائی جاں ہم بھی چھٹیں گے کبھی
ہائے یہ گھر کی دعا ہم سے ستم لائے قضا
دین سے اپنے خدا ہم بھی چھٹیں گے کبھی

جب سے کہ بابا موا کوئی نہیں پوچھتا
روز نئی ہے جفا ہم بھی چھٹیں گے کبھی
ہاتھ رسن سے بندھے منہ پہ طمانچے لگے
طوق گلے میں پڑے ہم بھی چھٹیں گے کبھی
پھر کبھی عابد سے جا کہتی تھی آنسو بہا
پوچھو تو حاکم سے جا ہم بھی چھٹیں گے کبھی

اے شہ عقدہ کشا آپ سے ہے التجا
نانا تیرا اور ابا ہم بھی چھٹیں گے کبھی
کہتے یہ سکینہ کے بین سر کو کھٹری با شور و شین
کیوں شہ بدر و حنین ہم بھی چھٹیں گے کبھی
آگ سے خیمہ جلے وارث و والی موئے
قید میں در در پھرے ہم بھی چھٹیں گے کبھی

کھائے جو تھے تن پہ گھاؤ کیسے ہیں یہ بتاؤ
دیکھو تو نا بجائے آؤ صدقے تری گور کے
پھرنے لگی جب چھری کٹتے ہو کیا گذری تھی
میں بھی سنوں یا اخی صدقہ تری گور کے
روضۂ سلطان دیں دیکھوں تو ہو کر حزیں
پیٹوں یہ کہکر ہمیں صدقے تری گور کے

دیکھو تو بھائی اٹھو لاڈلے بھائی اٹھو
ماں کی کمائی اٹھو صدقے تری گور کے
چادر زہرا اڑھاؤ پردے میں مجکو بٹھاؤ
وارثی کرنے کو آؤ صدقے تری گور کے
ہائے بی بی کربلا اور مدینہ لٹا
ہائے یہ کیا ہو گیا صدقہ تری گور کے

نوحہ

کہتی تھی شہ کی بہن صدقے تری گور کے
بھائی غریب الوطن صدقے تری گور کے
مجکو ترستے ہوئے بھائی یہ دن آ چکے
اب تو ٹھکانے لگے صدقے تری گور کے
اے دل و جان بتول آئی ہے زینب ملول
جرم مرا ہو قبول صدقے تری گور کے

نوحہ

ہیہات ہے زینب ہے ہیہات ہے زینب
اب آخری اپنی یہ ملاقات ہے زینب
اب بالی سکینہ تری کھائے گی طمانچے
اب قیدی ہے اور عابدِ خوش ذات ہے زینب
امت میں بڑی دھوم سے دریا کے کنارے
احمد کے نواسہ کی مدارات ہے زینب

بس سوکھا گلا میرا ہے اور خنجر ہے
اب ذات تری موردِ آفات ہے زینب
زینب مگر اس سر کے کٹانے پہ ہے ہائے
قربان اسی شرم ترے ہاتھ ہے زینب
اب رسی ہے ماں جائی مری اور مری زینب
اور وادی کی ایذا تجھے دن رات ہے زینب

ہے حسرت کہ قیدی پہ امت کی رہائی
کر صبر کہ یہ جائے مناجات ہے زینب
محروم نہ رہ جائے کوئی فیض سے اپنے
مشہور یہ گھر خانۂ سادات ہے زینب
منظور ہے عاصیوں کی عقدہ کشائی
کنبہ ترا اصلاں مہمات ہے زینب

مجرم ہوں مجھے مارتا ہے شمر طمانچے میں روتی ہوں بیمار
اگر مجھ کو ظالم کے طمانچوں سے بچا لو بھیا علی اصغر
یاد آتے ہیں جب بابا گیسو تمہارے غم ہوتا ہے سوا بھیا علی اصغر
رہ جاتی ہوں میں کہا کے ہاتھوں تو جگر کو تھامتا بھیا علی
سمجھاتے نہیں پاتی ہیں کبھی سبطِ نبی کو روئے ہیں بابا ہم
کر جاتی ہیں جب سیر سرِ نیزہ کے چلے ہو بھیا علی اصغر

زنداں میں کہا آہ سکینہ نے کہاں ہو بھیا علی اصغر
اب خشک ہیں بال ہمکو دکھاتے نہیں رو رو بھیا علی اصغر
عرصہ سے تمہیں ڈھونڈ رہی ہیں ماں کی آنکھیں تم سوتے ہو کہاں
پھر چاند سی صورت مجھے اک بار دکھا دو بھیا علی اصغر
جنت میں ہو گا کوئی کھلونے والا ہمراہ تمہارے
اس خواہر ناشاد کو پاس اپنے بلا لو بھیا علی اصغر

یہ صبر ترا آج کا کل روز قیامت
امت کے گناہوں کی مکافات ہے زینب
رخصت ہوئے شہ پھر یہ میں کہہ کے بہن سے
لو ختم ہیں بس یہ حرف و حکایات ہے زینب

نوحہ دیگر

... کی پیار کا دیکھوں گلا کٹا ہوا کیا
اس واسطے با چشم تر میں منتظر تھا در سے
وہ دیکھتے ہیں سر برا خطی رکھوں آنکھوں پر
ٹھنڈے ہوں تا قلب جگر میں منتظر تھا در سے
آیا وہ قاتل بھریاں پاری سر و دوش پر
ہم سے لٹے ہیں سنگ گر میں منتظر تھا در سے

آیا وہ قمری اپنے تو ہے جانی مری
کے روز میں آیا ادھر میں منتظر تھا در سے
شاداں تو ہیں ال وطن قاصد برائے ذو المنن
ان سب کی سنے کو خبر میں منتظر تھا در سے
جس دن تو غربت سے چلا معلوم مجھ کو ہو گیا
آنکھیں لگی تھیں راہ پر میں منتظر تھا در سے

منہ تکتے تھے ہمشیر کا حسرت کی نظر کیا کہ کہا کر
جب تم چلے تھے سن تجھ تجھ تمہیں سے کہتا علی صغر

نوحہ دیگر

بولے امام بحر و بر میں منتظر تھا در سے
عرصہ ہوا کیوں نامہ بر میں منتظر تھا در سے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ان سے صدا اشتر نے دی یا اوسے کہدو کوئی
بیری کمائی تھی یا اوسے کہدے کوئی
پھوٹی یہ تقدیر کی آہ کیا ہی تری
آج ٹھکانے لگی یا اوسے کہدے کوئی
مجھکو جو ہونے کی آرزو مدت سے تھی
دیکھو وہ پوری ہوئی یا اوسے کہدو کوئی

صغرا نے یہ لکھا تمکو بصد التجا
صدقے بھتیجی چچا اب تو خبر لو مری
بیکسے گھر کو تنہا قید الم سے رہا
صدمہ بہت ہو چکا اب تو خبر لو مری

نوحہ دیگر

مجھکو بس اب آپ سے زیادہ نہ رولایئے
کہتی ہوں کرکے بکا اب تو خبر لو مری
مجمع کفار میں ظلم کے دربار میں
جاتی ہوں بیکسے روا اب تو خبر لو مری
ایسی ہے مجکو عطش سے تپ ہیں بس غش پہ غش
قبر پہ آئے تو کیا اب تو خبر لو مری

نوحہ یہ زینب کا تھا میں نہ وطن جاؤنگی
سنتے ہو زین العبا میں نہ وطن جاؤنگی
لائی تھی جو گھر بھرا ماریہ میں سب لٹا
جائیگا پھر لطف کیا میں نہ وطن جاؤنگی
سوچو تو دل میں ذرا جائیگی کیا مرا
ہو کے اخی سے جدا میں نہ وطن جاؤنگی

نوحہ دیگر

پیاں کے دل خوش ہوا اب تو اٹھا یا مرا
آخرش ب یوں مٹی باتوں سے کہدے کوئی
کہتے ہوئے اے امتیں سختش ہوئے سلطان پیں
شکل بی مٹ گئی باتوں سے کہدے کوئی

پیتر سفر کر گیا کھا کے سناں مر گیا
دل پہ لگی ہے انی باتوں سے کہدے کوئی
گھوڑے سے ہو کر نڈھال اٹھا ہو گر کے لال
دم پہ بنا اسکے بنی باتوں سے کہدے کوئی
پتلیاں تک پھر چکیں ہے نفس واپسیں
کٹی ہاے کوئی گھڑی باتوں سے کہدے کوئی

فاطمہ صغرا مری حال پدر پوچھے گی
اس سے کہونگی میں کیا میں نہ وطن جاؤنگی
لائے اسے لے گھر عابد خستہ جگر
گو کہ بہت ہی کہا میں نہ وطن جاؤنگی

نوحہ دیگر

پھر جا کریں گے بشر ہی وہ لٹوا کے گھر
خاک میں سب کو ملا میں نہ وطن جاؤنگی
قبر پیمبر سے بھی ہوگی صدا ایسی ہی
ہائے نواسہ مرا میں نہ وطن جاؤنگی
پوچھیں گی خیر النسا لال مرا کیا ہوا
دونگی جواب ان کو کیا میں نہ وطن جاؤنگی

لی تھی کس شان وہی سامان سے
اب ہو گریباں پھٹا میں نہ وطن جاؤنگی
پردے کا اسباب سب لٹ چکی میں ہے غضب
اوڑھ کے کالی ردا میں نہ وطن جاؤنگی
لوگ وطن کے تمام پوچھیں گے حال امام
انسے کہونگی میں کیا میں نہ وطن جاؤنگی

بیڑی تو عوض ان کی ہی پانو لگا بیٹھے گی
چھاتی سے صبح و مسا ہنسلیاں بڑھواتے جاؤ

ہمکو تو رو بیٹھے ہم ہاتھوں کو دھو بیٹھے ہم
ٹوٹ چکا آسرا ہنسلیاں بڑھواتے جاؤ

صدمۂ غم کس قدر ہوگا تمہیں بانو پر
جب یہ کہا ہوئے گا ہنسلیاں بڑھواتے جاؤ

اور گھڑی دو گھڑی زندگی ہے آپ کی
فائدہ پھر کیا بھلا ہنسلیاں بڑھواتے جاؤ

صدقے ہو ماں جلد جاؤ دن سے زیادہ چڑھا
دور گیا قافلہ ہنسلیاں بڑھواتے جاؤ

کر چکی ماں تجھ کو پیار ننھے مسافر سدھار
ہو چکا ہونا جو تھا ہنسلیاں بڑھواتے جاؤ

کہتی تھی بانو ذرا ہنسلیاں بڑھواتے جاؤ
پالنے والی فدا ہنسلیاں بڑھواتے جاؤ

تیر ستم کھاؤ کھاؤ باپ کا پہلو بساؤ
جاؤ مرے دلربا ہنسلیاں بڑھواتے جاؤ

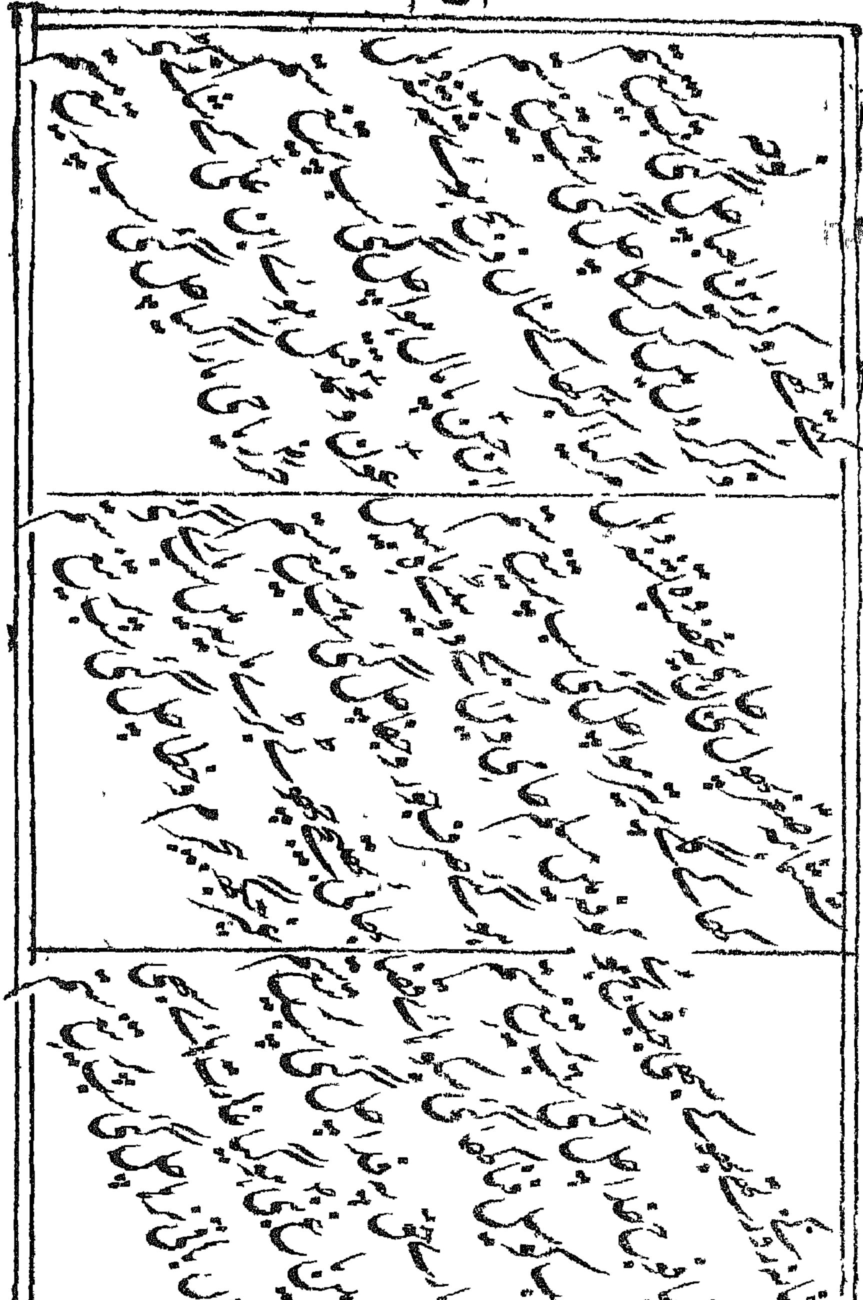
دے چکے بس تیر آپ کی نور نظر
پھر سکے منہ پہ قضا ہنسلیاں بڑھواتے جاؤ

نوحہ

کہتے تھے شاہ لاشہ پہ رو کر جواب دو
بھائی حسین آیا ہے مضطر جواب دو
بھائی سی تم پھر بھی کہیں ہاتھ آتی ہے
روئے نہ کیوں حسین برادر جواب دو
جاتے ہو تم جو خلد کو یہ تو کہو کہ کون
لاشہ مرا اٹھائے گا اٹھ کر جواب دو

ایسا ہی ضعف کا ہے نہیں دست و پا میں سکت
لاشہ تمہارا اٹھ سکے کیونکر جواب دو
مر جائے تم سا قوت بازو جو میرا ہائے
پھر کیوں نہ غم کرو برادر جواب دو
حسرت رہی یہ مجھکو نہ بھائی کبھی کہا
لو اب تو مجھ سے کہدو برادر جواب دو

آئی صدا یہ لاشہ سے آقا غلام کا
رتبہ کہیں ہوا ہے برابر جواب دو
ہے آرزو کہ اور بھی بھائی حسین کی
چھاتی لگا کے مجھکو دلاور جواب دو
کانی نہیں ہے تاب رقیہ کے بین کی
ہر دم یہی صدا تھی برادر جواب دو



حال دیکھے حالت مری تو ہو ایوب تنگ
پہنچا ہوں مرنے کے قریب بیمار ہوں طاقت نہیں

کیونکر مہار اشتراں کھینچوں بتا او بدگماں
ہیں غش و دل ناتواں بیمار ہوں طاقت نہیں

کس جرم پر کیا جان کے قیدی بنایا مجھے
ہوں اسیر دین میں بیمار ہوں طاقت نہیں

کہتے تھے زین العابدین بیمار ہوں طاقت نہیں
پیچھی نہ سیداں او لعیں بیمار ہوں طاقت نہیں

جلدی چلوں کیونکر بتا اے شمر تو ہو بڑا
کیا سوجھتا تجھکو نہیں بیمار ہوں طاقت نہیں

ورد آنہ ذرا نہ اٹھا ہیں ہوں عزیز مصطفےٰ
اور ماسوا اے آل و اتن بیمار ہوں طاقت نہیں

آل جفا نے کرکے دغا کنبہ کا کنبہ قتل کیا
ہائے غضب کس بیکسی سے اصغر کی پیٹ پہ تیغ ستم

سنکر احسن ہو تو زباں دل میں گھٹا ہے غم کا دھواں
سنکے یہ درد انگیز صدا اصغر کی پیٹ پہ تیغ ستم

نوحہ دیگر

حسن پہ ہے سیر نحیف ہوں پُر حسرت کا ہدف
مشتاق ہوں قدرت نہیں بیمار ہوں طاقت نہیں

نوحہ دیگر

کرتی تھی زینب بیاں رو گئی رونے کو ہیں
تیری کمائی کو ماں رو گئی رونے کو ہیں

عابد کہیں آفت کہی لیکن مقدر کا لکھا
اب تو اسیر اندوہ گیں بیمار ہوں طاقت نہیں

اے بانیان ظلم و شر مرضی تمہاری ہو اگر
دم بھر کو دم لیلوں کہیں بیمار ہوں طاقت نہیں

شامی کوئی سنتا نہیں زندان شام آجا کہیں
یا تو سمٹ جائے زمیں بیمار ہوں طاقت نہیں

بس بس نہ اب مجھ کو ستا گذری جفا حد سے سوا
رہ جاؤں گا گر کر یہیں بیمار ہوں طاقت نہیں

تپ چڑھ رہی ہے زور کی چھوٹی ہوئی ہے تھرتھری
پھر بھی نہیں آتا یقیں بیمار ہوں طاقت نہیں

زخمی ہیں تلوے ایڑیاں سوجی ہوئی ہیں پنڈلیاں
تپتی ہے شدت سے زمیں بیمار ہوں طاقت نہیں

کاش نہ اُس دن رہوں آہ وطن میں کہیں
کیونکہ ہوا رائیگاں رہ گئی رونے کو میں
دل پہ مصیبت ہوا الم اب تو خدا کی قسم
سخت یہ کلمہ ہے ہاں رہ گئی رونے کو میں

نوحہ دیگر

قاسم و عبد اللہ آہ دونوں مجھے منہ دکھاؤ
کر گئے گھر کو سُونا جہاں رہ گئی رونے کو میں
باپ چچا بھائی گئے رو رہی اک دل جلی
ڈھانپ کے منہ الاماں رہ گئی رونے کو میں
پھول کے پھلواری سب میکے کی ہے غضب
اُجڑی دل ناتواں رہ گئی رونے کو میں

بھائی حسین و حسن دونوں کے واری بہن
تم نے بسایا جناں رہ گئی رونے کو میں
صورت خیر البشر واری بہن اس ڈھیر پر
پال سکے کیوں نوجواں رہ گئی رونے کو میں
نہر پہ عباس ہائے جان جواں تیری جائے
باپ کے نام و نشاں رہ گئی رونے کو میں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دودھ کی پائی نہ دھار روکے چلا شاہ
ننھے مرے مہماں تم بھی سفر کر چلے
مجھ کو بتا کیا کروں کس کے سہارے جیوں
کون ہے میرا یہاں تم بھی سفر کر چلے
بانوئے حق کا نباہ خوب کیا واہ واہ
ایسے ہوئے مہرباں تم بھی سفر کر چلے

کیا حال ہوگا جبکہ شاہ احسن یہ کہتے ہونگے آہ
تشنہ وہاں خستہ جگر دلبر مرے اکبر ۱۲ اٹھو

نوحہ دیگر

کرتی تھی بانو بیاں تم بھی سفر کر چلے
صدقے ہوا اصغر یہاں تم بھی سفر کر چلے

طاقت نہیں باقی رہی طاری ہوئی مجھ پر غشی
ہے حال ابتر سر بسر دلبر مرے اکبر ۱۲ اٹھو
ساتھی نہیں کوئی رہا جو اٹھ کے لے مجھ کو بچا
نرغہ میں ہوں میں نوحہ گر دلبر مرے اکبر ۱۲ اٹھو
اٹھو چلو ہمراہ اب ہو جائیں گے تر خشک لب
کوثر کا ہے عزم سفر دلبر مرے اکبر ۱۲ اٹھو

پہلے ہی تھا داغ غم داغ سینہ زخم جگر کا
ایسا ہرا بھرا کھلا وہ کٹتا ہے سینہ مرا
ناوک سا نشانہ زخموں سے گو ہوں فگار
سب لگے گر اب سوا وہ کٹتا ہے سینہ مرا
پیڑوں کے پھل لوٹ کر رہ گئے ہیں سر بسر
چھٹے ہیں وہ جا بجا وہ کٹتا ہے سینہ مرا

پیٹ کے سر وہ حزیں کہنے لگی بین
میرے گل بوستاں تم بھی سفر کر چلے

نوحۂ دیگر

شہ نے تڑپ کر کہا وہ کٹتا ہے سینہ مرا
خوف خدا کی ہے جا وہ کٹتا ہے سینہ مرا

ایک ہی کو روتی تھی اور یہ آفت بنی
بانو کے آرام جاں تم بھی سفر کر چلے
ایسے برے وقت میں ماں کو جو چھوڑ دیں
رسم نہیں میری جاں تم بھی سفر کر چلے
دیکھے جو ہیں دن کڑے آنکھیں بدل کے چلے
کاہے کو یہ تھا گماں تم بھی سفر کر چلے

سبطِ رسولؐ بعد تو بیکس سا وطن بسا
گذرا ہی وا رے سال پھر صغرا مدینہ لٹ گیا
سر ننگے بے آب و غذا پھرتی رہی آفت زدہ
بے وارثی میں دربدر صغرا مدینہ لٹ گیا
ہی ایک صحرا نینوا اوں جب گیا سب قافلہ
عاشور کے دن نہر پر صغرا مدینہ لٹ گیا

صدمے تیس ہوتی ہا ہے یہ قول آپکا
مانے نہ وہ بیچا دکھتا ہی سینہ مرا

نوحہ دیگر

چلا لی زینب پیٹ کر صغرا مدینہ لٹ گیا
مشتاق دیدار پدر صغرا مدینہ لٹ گیا

موزہ پہنکر جلا پاوں جو تونے وصرا
سوچ لو کیا موقع تھا دکھتا ہی سینہ مرا
شمر سے کر دگار مجھکو نہ اس دکھ سے مار
رحم کی ظالم ہی جا دکھتا ہی سینہ مرا
کاٹتا ہی سر اگر پاؤں نرکھ سینہ پر
یاں ترا مطلب ہی کیا دکھتا ہی سینہ مرا

لوٹے اسیر کربلا یا رب تری فریاد ہے
باغ محمدؐ کٹ گیا یا رب تری فریاد ہے
عباسؑ بازوئے پدر شانے کٹائے خاک پر
ہے جو نہیں لشکر پڑا یا رب تری فریاد ہے
ہیہات اکبر سا جواں بیجان ہوا کیا کر ستاں
اور حلق اصغر چھد گیا یا رب تری فریاد ہے

الغرض جب کام آچکے پیارے اکیلا شہ رہے
کاٹا سر بابا کا سر صغرا مدینہ لٹ گیا
بیمار باجان حزیں غش ہو گئی سنکر متیں
زینب کے منہ سے یہ خبر صغرا مدینہ لٹ گیا

نوحہ دیگر

اک بوند پانی کے لئے غازی ترستے رہ گئے
تا سو رہے غم سے جگر صغرا مدینہ لٹ گیا
اس روز آگے آنکھوں کے کیا خاک و خوں میں بسے
زہرا کے سب لال و گھر صغرا مدینہ لٹ گیا
دن نکلے سب ان پر چڑھے میں کیا کہوں کیسا اثر
القصہ بعد از دوپہر صغرا مدینہ لٹ گیا

احسن کی یہ حسرت ہے کہ آنکھوں کی دن
وہ باپ کی تربت کی لے خاک سکینہ ۲

نوحہ دیگر

دیہان یہ مسلم کا تھا بھائی نہ آئے مرا
کوفہ میں رہا بھائی نہ آئے مرا

مارا ترے تھوکو لب نہر پہ پیاسا
بے دینوں کی یہ تو نہ تھی الاک سکینہ ۲
کرتا یہ پھٹا خاک میں آلودہ سراپا
یہ پھول سا تن اور یہ پوشاک سکینہ ۲
تھا چاند بھی جس رخ پہ فدا ایک کی صورت
اس رخ پہ ملی کی بھی خاک سکینہ ۳

لٹکا یا سر نیزہ پہ سر باپ کا ترے
ہمراہ رضا خولی سفاک سکینہ ۲
اس ننھے سے دل پر ترے کیا ہوگی گذری
سوچا نہ ذرا ظالم بیباک سکینہ ۲
کیا کیا نہ اذیت تجھے ان ظالموں نے دی
اے دختر سبط شہ لولاک سکینہ ۳

مجھ سے برادر ہزار نور خدا پر نثار
خالی کریں حق تو کیا بھائی نہ آئے مرا
ایسے برادر بجا جس کو غم اپنا نہ تھا
ہاں یہ مشیت ہے غم رہا بھائی نہ آئے مرا

نوحہ دیگر

کر کے مجھے زیر تیغ اس سے بھی سب بے دریغ
کوئی کریں گے وغا بھائی نہ آئے مرا
چھوٹے کی نیزے کی گو ہوئیگا عالم میں شور
ان کا اگر سر کٹا بھائی نہ آئے مرا
ساتھ میں سارے حرم بچوں کی ہے عمر کم
ہوتا ہے کیا کربلا بھائی نہ آئے مرا

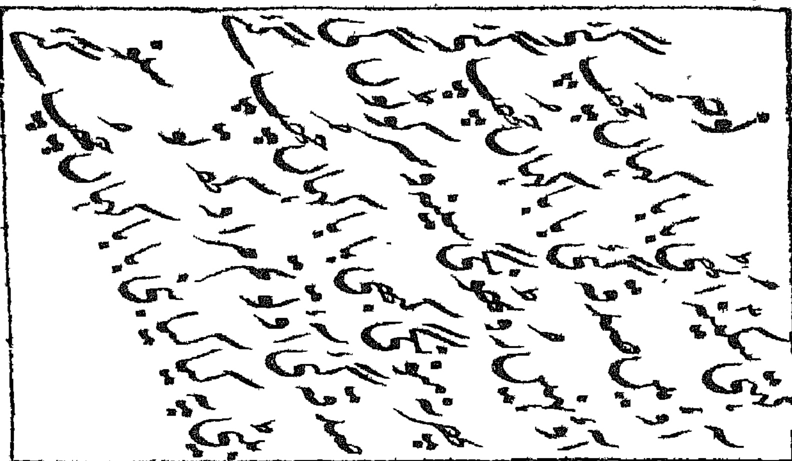
ہائے پہنچا مضمون غلط کم ہوا الٰہی وہ خط
پھر طلب جو کیا بھائی نہ آئے مرا
مجھ سے کہیں گے چچا تو نے لکھا خط کیوں لکھا
اس سے الٰہی بچا بھائی نہ آئے مرا
خلق میں بعد از حسن دین رسول زمن
جاری ہے اس سے خدا بھائی نہ آئے مرا

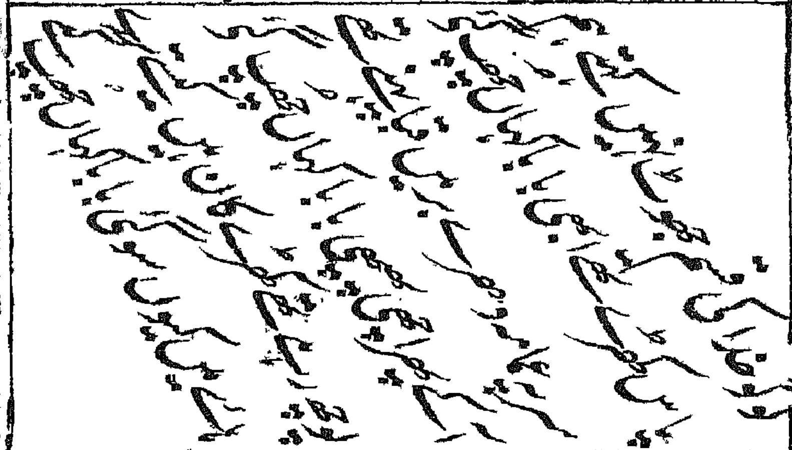
نوحہ

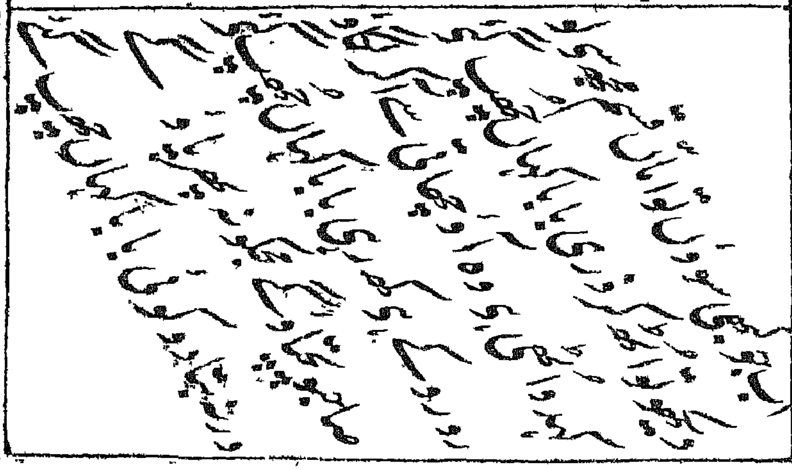
ہئی تھی یا تو حیف ہے سہرا بندھا تابوت پر
جب بیاہ کے قابل ہوئے سہرا بندھا تابوت پر
اکبر ہمیں تو چاؤ تھا مدت سے تیرے بیاہ کے
قسمت نے دکھلایا وے سہرا بندھا تابوت پر
اب تک سلف سے ولربا مجھ دل جلی کے واسطے
کس ماں نے دیکھا ہے کہ سہرا بندھا تابوت پر

یہی بلائیں دور کر اکبر ترے مکھڑے کی پر
اب ماں بلائیں کس کی لے سہرا بندھا تابوت پر
مہندی پڑی ہے خون کی ہئے کے میرے ہاتھوں میں
ارمان یوں نکلے مرے سہرا بندھا تابوت پر
جائے وطن پہونچیں نہیں ہے مرگ میرے بے جمیں
چھٹی تو کھیلی تیغ سے سہرا بندھا تابوت پر

ماں واری ہم تو مر چلے جیتے بچے تو کیا بچے
کب بھولیگا اکبر مجھے سہرا بندھا تابوت پر
دل کی مرے دل میں رہی حسرت نہ نکلی ایک بھی
یوں ہو مرے ارماں بھرے سہرا بندھا تابوت پر
آل نبی نے ایسا ستم کچھ کیا ہوتا نہیں
قادر تھے اور دیکھا کیے سہرا بندھا تابوت پر







اب تو میں روتی نہیں آنکھیں بھی سینکیں کبھی
چھوٹی ادھر اور چھٹی شمر میں سو جاؤں گی
کھینچا کیوں سے چلا قیدیوں سو مت جھڑ
جھوٹ نہیں بولی شمر میں سو جاؤں گی
سونے کی عادت تھی سخت زمیں پر کبھی
ایسا ستمگر کبھی شمر میں سو جاؤں گی

بولی سکینہ ابھی شمر میں سو جاؤنگی
اب نہ کبھی روؤنگی شمر میں سو جاؤنگی
رحم کی جا ہے شقی بچی ہوں بن باپ کی
کیا ہوا گر روئی بھی شمر میں سو جاؤنگی
روئی اگر میں تو تھا تجھے کا مقتضا
کرتا ہے کیوں زیادتی شمر میں سو جاؤنگی

صحن میں گاڑو علم لاؤ کفن پہنیں ہم
چل کے بسا و جناں صبح شہادت ہوئی
رخصت کہیں بہن لو ملک عدم کو چلو
ترک کرو یہ جہاں صبح شہادت ہوئی

نوحہ دیگر

میری چادر چھنی لاشے پہ تم یہ کہاں جفا نے
چھوٹی بچی کی ہائے سنو تمہاری بیکس مقتول مظلوم بھائی
کیا ہوا ارشاد بچوں شہ کا بیکسی ہے سر کو پیٹیں
آ کے خیمہ میں بیٹھا ہماری بیکس مقتول مظلوم بھائی
ہم کس طرف جائیں کنبہ کو لیکر راہ مقصود معدوم
کوئی چارہ نہ کوئی سواری بیکس مقتول مظلوم بھائی

بنت زہرا یہ رو کر پکاری بیکس مقتول مظلوم بھائی
پھر کے آئی نہ تیری سواری بیکس مقتول مظلوم بھائی
گھس کے خیمہ میں شمر شقی نے چھوٹی پیاری سکینہ کی چھینی
سر سے زینب کے چادر اتاری بیکس مقتول مظلوم بھائی
روتی سکینہ کو آکر جہاں ہے وہ دیکھو اس کا
دونوں کانوں سے ہے خون جاری بیکس مقتول مظلوم بھائی

اب سے جب آئیگی شام ورد یہی ہوگا مدام
ماں پھپھی جاگو کوئی قبر میں سو جاؤنگی
آہ مینیں شمر نے زور سے مارا اسے
اگرچہ وہ کہتی رہی قبر میں سو جاؤں گی

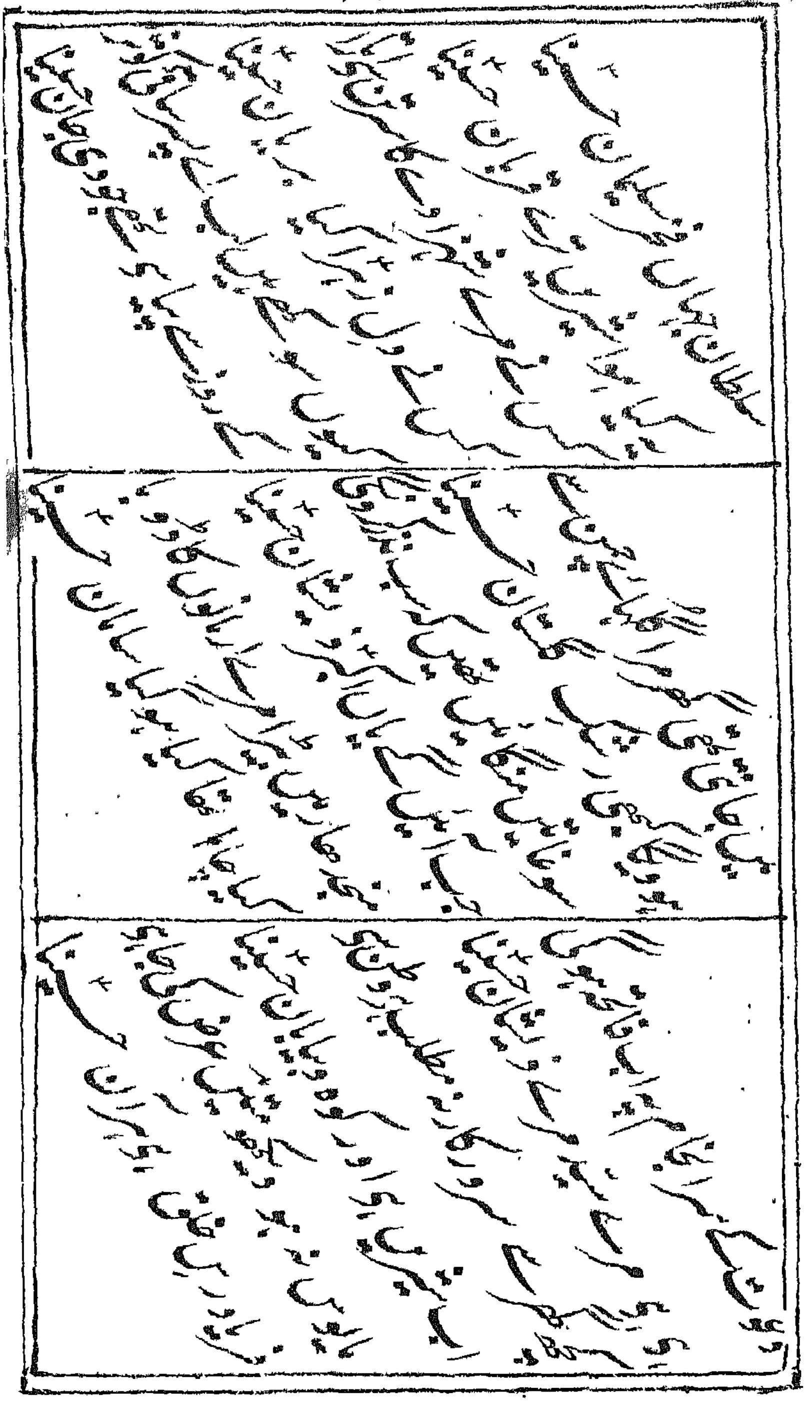
نوحہ دیگر

حیف کیا کیا کے معصوم بچے گرے گھوڑوں سے پیاسے تڑپتے
یہ مصیبت پریشاں ہماری میرے مقتول مظلوم بھائی
پیٹھ پر ہیں جو ان دُرّوں کے گھونٹے کچھ کہیں گھوڑوں سے بیں کر کے روتی
ابر غم ہے ہر اک پہ طاری میرے مقتول مظلوم بھائی
کوئی جنگل میں پھرتا ہے نالاں کچھ نہیں جستجو کوئی کرتی
اب کروں کیا میں آفت کی ماری میرے مقتول مظلوم بھائی

کس طرف جاؤں کس کو بلاؤں کس طرح سے بکی کو بچاؤں
ہوش دیتی نہیں بے قراری میرے مقتول مظلوم بھائی
کیا پڑے رن میں سوتے ہو آؤ ظلم اعدا سے ہو بچاؤ
حد سے گذری مصیبت ہماری میرے مقتول مظلوم بھائی
چھوڑ کے کاش بیٹھی یاں رات و نیم جاں لیٹ رہتی
کرتی تربت کی خدمت گذاری میرے مقتول مظلوم بھائی

جا کے ہوں شام میں قید ہو کر یاں گھر سے بے گھر ہو کے تم سے
ہم نہ مرتے نہ ہوتی یہ خواری میرے مقتول مظلوم بھائی
کیا پہنچی زمیں پر رو کے دشمن جب کہا بنت زہرا نے حسن
کہتی ہاں سے حالت ہماری میرے مقتول مظلوم بھائی

نوحہ دیگر



گر ہمکو واں دیگا یہاں ظالم ظلم بہا دیں ہم
تو تجھ کو واں دینگے وہاں شافع محشر کر رحم تو پیمبر
گر یہ نہیں منظور تو وقت کوئی دم ہے بچا پیاسا چلنے
ہم سجدہ خالق میں ہوں تو پھیرے خنجر کر رحم تو پیمبر
شمر نے جواب اسکا دیا تیغ جفا سے سر اٹھا لے
کہتے رہے سجّی یا حالت مضطر کر رحم تو پیمبر

واقف ہے تو ہم آل نبی کے ہیں جگر بند مسلم کو ہیں فرزند
پردیس میں بن باپ کے ہم ہو گئے ابتر کر رحم تو پیمبر
بیکس ہیں مسافر ہیں غریب الغربا ہیں پیاسے ہیں
تو رحم سے بازار میں ہم دونوں کو جا کر رحم تو پیمبر
ہاں بھائی عزیز و رفقا آج ہمیں بن باپ بھی ہیں ہیں
ہم دونوں پہ تیرے نہ یہ ظلم و ستم کر رحم تو پیمبر

مسلم کے پسر کہتے تھے حارث سے یہ رو کر نوحہ
یہاں ہیں ترے قتل نہ کر ہم پہ ستمگر کر رحم تو پیمبر
جاتی ہے کی سنائی یہ ہماری جو وطن میں اس سید محسن میں
کیا حال بنائیں گی وہاں مادر مضطر کر رحم تو پیمبر
کیا صاحب اولاد نہیں ہے تو [illegible] جو نفس ہماری
کھینچے لیے جاؤ خدا سے تو ذرا ڈر کر رحم تو پیمبر

فہرست بیاض نوحہ جات ہشتم

مختصر فہرست کتب مطبوعہ مطبع اثنا عشری دہلی

عمدۃ الانتصار	۷ر
بشارت احمدی	۸ر
فیض عام حسنیہ	۸ر
توحید الائمہ	عہ ۴ر
تضمین ہفت بند کاشی	۲ر
تذکرۃ المعصومین	عہ ۴ر
تنبیہ المنکرین	۵ر
احکام النسا	۴ر
دانش نامہ جہاں	عہ
شمس الضحیٰ	عہ ۹ر
تجہیز الموتی	۳ر
سیف حسینی	۷ر
شعلۂ طور	۲ر
خطبات منتخبہ	۵ر
اعجاز وصی	۲ر
تنبیہ الاطفال	۲ر
آیات جلی فی شان مولانا علی	۶ ۴ر

اعجاز داؤدی	عہ ۴ر
الایمان خمسہ مطہرہ	عہ ۴ر
جامع عباسی اردو (۲۰) بابی	۶ر
ثبوت شہادت	۵ر
تصویر کربلا	۱۰ر
افلاک غم	عہ
تذکرۃ الطاہرین	۶ ۴ر
ابواب المصائب	۱۰ر
بزم ماتم	۱۰ر
دُر المصائب	۶ر
ذوالفقار ماتم	۶ ۴ر
سراج غم ہر دو جلد	۶ ۴ر
مجموعۂ رباعیات	۸ر
مجموعہ مخمسات	۱۲ر
نجم الہدیٰ	عہ ۴ر
نور العینین	۲ر
مولود سرور کائنات ؐ	۴ر

معجزہ رد الشمس	۵ر	اتم الانوار فی جواب امہات الائمہ	۱۲ر
مناقب اہلبیت	۲ر	ماہ کامل	۸ر
مناقب مشکلکشا	۲ر	سوانحعمری حضرت مختار رح	عہ
مودۃ الاسلام	۸ر	ذخیرہ مناقب مع ہفت بند کاشی	۱۰ر
مجاہدہ عرب	۹ر	بے نقط مرثیہ	۴ر
گلدستہ محاورات	۲ہر	بزم نفیس	عہ
قصہ جمیلہ بنت عامر	۲ر	انتخاب المراثی	۸ر
قضایائے امیر المومنین	۶ر	ذالب کربلا	۱۰ر
فالنامہ خواجہ علی محمد	سہر	تقدیر وفا	۳ہر
الفسرق کامل	للعہ	حدیث کسا منظوم بطرز مرثیہ	۴ر
دربار حسین	۷ر	چہار بند کوثر شیرازی	۳ر
سیرۃ الفاطمہ	۳ہر	بنیاد اعتقاد	۳ر
شمس الظلام فی احوال صاحب العصر	عہ ۲ہر	صدیقۂ ماتم	۶ر
ترجمہ عقائد شیخ صدوق علیہ الرحمہ	ہر	احسن الدلائل	۷ر
اوراد القرآن	عہ	استخارہ سجادیہ	۵ر
علوم القرآن	۱۲ر	تحفۃ المومنین	۱۲ر
تحفہ فولادی	عہ	اوصاف الاشراف	۵ر
فضائل مرتضوی کلاں	۲ہر		
فضائل مرتضوی نظم و نثر	۱۰ر		

منیجر مطبع اثنا عشری دہلی